الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پنجۂ نورانی

عشق کا روح رواں پنجۂ نورانی
ہے محبت کی اذاں پنجۂ نورانی
پانچ اعداد پہ ہے ساری حقیقت کی اساس
پانچ کا سرِ نہاں پنجۂ نورانی

مؤلف
ڈاکٹر خلیل احمد قادری
(ایم۔بی۔ایچ۔ایس)

با اہتمام
ابو الرضا محمد طارق قادری عطّاری
ناشر
مکتبہ امام غزالی (کراچی)
(0300-2218289)

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

نام کتاب : **پنجۂ نورانی**

مؤلف : ڈاکٹر خلیل احمد قادری

(ایم۔بی۔ایچ۔ایس)

(۱۰۲۔ایف جہانگیر روڈ ویسٹ نزد یوٹیلٹی اسٹور کراچی) فون: 4943011

با اہتمام : ابوالرضا محمد طارق قادری عطاری

(0300-2218289)

ناشر : **مکتبہ امام غزالی** (کراچی)

اشاعت : ربیع الآخر 1424ھ ،جولائی 2003ء

ضخامت : 240 صفحات

قیمت : 85 روپے

مطبع : **تجارتی پریس** (ناظم آباد) کراچی

کمپوزنگ وٹائیٹل ڈیزائننگ

الریحان گرافکس

فون : (2316838) فون موبائل :(0320-5028160)

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	انتساب	12
۲	پیش لفظ	13
۳	حمدِ باری تعالیٰ عزوجل	16
۴	نعتِ مصطفیٰ ﷺ	17
۵	منقبتِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ	18
۶	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (اشعار)	19
۷	چادر (پانچ اشعار)	20
۸	میں گناہوں سے پاک ہوتا ہوں	21
۹	مخمس جئے قرآن جئے	22
۱۰	لفظ اللہ کی پانچ اشکال	24
۱۱	"سبحان اللہ" کے پانچ معنیٰ	30
۱۲	اسمِ اعظم کیا ہے؟	31
۱۳	رسالہ فیضیہ کا دلچسپ مقدمہ	33
۱۴	بسم اللہ شریف کا حضور سے قبل پانچ دفعہ نزول	36
۱۵	اللہ تعالیٰ کے پانچ نام سورۂ فاتحہ میں	39
۱۶	سورۂ فاتحہ میں اللہ عزوجل کا پانچ باتیں ارشاد فرمانا	39
۱۷	قرآن کے پانچ مقامات جہاں تعوذ کا حکم ہے	41
۱۸	صراطِ مستقیم پر چلنے والوں کے ساتھ شیطان کے پانچ کام	42
۱۹	شیطان کی انسان کے متعلق پانچ خواہشات	43
۲۰	تعوذ کے پانچ فائدے	44
۲۱	شیطان کا کامیاب ترین طریقۂ واردات	48

۲۲	شیطان کی پانچ اولاد، ان کے نام و کام	49
۲۳	سورۃ الناس میں ''الناس'' کا پانچ مرتبہ آنا	50
۲۴	پانچ آیات اوّل وحی	51
۲۵	توجیہہ العجیب (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ)	57
۲۶	نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے پر پانچ نقصانات	59
۲۷	حضرت نوح کے زمانے کے پانچ بُت	60
۲۸	پانچ آیاتِ قرآنی، بسلسلۂ وسیلہ حضور ﷺ	64
۲۹	حضور ﷺ کے پانچ دائمی افعالِ حسنہ	65
۳۰	رحمت کو پانچ خاص نسبت رحمۃ اللعالمین سے	66
۳۱	قرآن پاک میں حضور کا اسمِ ذاتی پانچ جگہ	67
۳۲	حضور ﷺ کے پانچ نام	68
۳۳	پانچ نکات بابت اسمِ محمد ﷺ	68
۳۴	باعتبار علم پانچ حرفی (محمد) کے پانچ تعینات	69
۳۵	پانچ خصائص اعداد اسمِ محمد ﷺ	70
۳۶	پانچ اشکال اسمِ محمد ﷺ	71
۳۷	حدیث لواء الحمد میں پانچ فضیلتیں	73
۳۸	پورے قرآن میں حضور کو نام لے کر نہیں پکارا گیا	75
۳۹	فضیلتِ مسواک پر پانچ احادیث	76
۴۰	پانچ فرض نمازیں	77
۴۱	پانچ اوقاتِ مکروہہ	78
۴۲	نماز کے پانچ رکن	79
۴۳	نماز کے صحیح ہونے کی پانچ شرطیں	79
۴۴	نماز کے پانچ معنیٰ	80

۴۵	نماز کے پانچ آداب	80
۴۶	مسجد کے پانچ آداب	81
۴۷	نماز کے پانچ مستحبات	81
۴۸	پانچ نمازوں کے پانچ دنیاوی فوائد	81
۴۹	نماز پنجگانہ کے مقررہ اوقات کی حکمت	82
۵۰	پنجگانہ نماز میں سترہ رکعتیں کیوں فرض ہیں؟	87
۵۱	پچاس نمازوں سے پانچ کرانے کے لئے حضور ﷺ کا پانچ مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا	89
۵۲	پنج وقتہ نماز کی قرآن میں پانچ مقامات پر نشاندہی	90
۵۳	پانچ وقت کی نماز و تسبیح	93
۵۴	جمعہ کی اذان کے بعد پانچ کام کرنے کی ہدایت	93
۵۵	جمعہ کی پانچ مبارک ساعتیں	94
۵۶	نمازِ جمعہ صحیح ہونے کی پانچ شرائط	94
۵۷	جمعہ کے دن کی پانچ ساعتوں کا تعین	95
۵۸	جمعہ کے دن قبولیت کی ساعت پانچ اوقات میں	95
۵۹	جمعہ کے دن کی پانچ منفرد خصوصیات	96
۶۰	فقہ میں مطلق پانی کی پانچ قسمیں	97
۶۱	پانی کی پانچ اشکال	98
۶۲	اشارہ پانچ حرفی لفظ ''شعبان''	99
۶۳	اشارہ حروف ''رمضان''	100
۶۴	ماہِ رمضان میں پانچ مخصوص نعمتیں	101
۶۵	ماہِ رمضان میں پانچ (ایک صحیفہ، چار کتابوں) کا نزول	101
۶۶	شب قدر کو ان پانچ راتوں میں تلاش کرو	102

نمبر	عنوان	صفحہ
۶۷	ریا کاری کی پانچ نشانیاں	103
۶۸	ریا کے پانچ نقصانات	103
۶۹	کعبۃ اللہ کو پانچ پہاڑوں سے بنایا گیا	105
۷۰	پانچ بھیڑوں کا حضرت ابراہیم واسماعیل کی گواہی دینا	105
۷۱	خانہ کعبہ کے بنانے میں پانچ پیغمبروں کا ہاتھ	105
۷۲	حج بیت اللہ شریف	106
۷۳	میقات پانچ ہیں	107
۷۴	حج عاشقوں کا میلہ	108
۷۵	مناسکِ حج	111
۷۶	پانچ واجباتِ حج	113
۷۷	یومِ عرفات کی پانچ دعائیں	113
۷۸	جن چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے ان کی پانچ اقسام	118
۷۹	مصارفِ زکوٰۃ	119
۸۰	طریقت، طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ	120
۸۱	فرض کی پانچ اقسام	126
۸۲	شریعت میں پاک کرنے والے پانچ غسل	125
۸۳	پانچ سبب سے غسل فرض ہوتا ہے	125
۸۴	غسل میں پانچ احتیاطیں لازم ہیں	126
۸۵	پانچ امتوں کی عیدیں	126
۸۶	صحابہ کرام کو خلعتِ رضوان سے مشرف فرمانا (پانچ آیات)	130
۸۷	ان پانچ پر ترجیحاً خرچ کرو	131
۸۸	اللہ ورسول سے جنگ اور فساد کی پانچ سزائیں	131
۸۹	مشرکین کے ساتھ پانچ کام کرو	132

۹۰	اصل کفار کی پانچ خصلتیں	132
۹۱	کافروں سے یہ پانچ باتیں کہہ دو	133
۹۲	پانچ کام کرنے والے ''حطمہ'' میں ڈالے جائیں گے	134
۹۳	پانچ آیات مبارکہ جن میں دس دس قاف ہیں	134
۹۴	پانچ چیزیں خدا جنہیں ناپسند کرتا ہے	137
۹۵	پانچ چیزیں خدا جنہیں پسند کرتا ہے	138
۹۶	کھانا کھانے کے پانچ آداب	138
۹۷	حضرت معروف کرخی کی پانچ دعائیں دنیا و آخرت کے لئے	139
۹۸	توبہ کرنے کے اس دنیا میں پانچ ثمرات	140
۹۹	پانچ آدمیوں سے پرہیز کرو	141
۱۰۰	پانچ مُلحد	142
۱۰۱	اولیاء اللہ کی پانچ اہم صفات اور پانچ بشارتیں	142
۱۰۲	وہ پانچ سورتیں جن کے پانچ پانچ رکوع ہیں	144
۱۰۳	پانچ قسم کے ولی	144
۱۰۴	پانچ تشبیہات مراتب ظہور	148
۱۰۵	صفات کی پانچ اقسام	149
۱۰۶	مراقبۂ فنا کے پانچ درجات	150
۱۰۷	پانچ مبداءِ خمسہ	151
۱۰۸	پانچ مراتب افعالِ الٰہی	151
۱۰۹	پانچ ابوابِ معرفت	153
۱۱۰	پنج گنج غوثیہ	155
۱۱۱	پانچ اقوال بابت فضائل آیۃ الکرسی	156
۱۱۲	پانچ اسماءِ الحسنیٰ	157

۱۱۳	سورۂ مدثر میں تزکیہ کے نظامِ عمل کے پانچ نکات	166
۱۱۴	تبلیغ کے پانچ اصول	166
۱۱۵	حضور ﷺ کا شقِ صدر پانچ مرتبہ ہونا	167
۱۱۶	پانچ پیغمبروں کی الگ الگ دس مخصوص چیزیں	170
۱۱۷	پانچ اشکال درودِ ابراہیمی	175
۱۱۸	پانچ درود جن کے باعث بخشش	175
۱۱۹	پانچ چیزوں سے محبت کریں گے اور پانچ چیزوں کو بھول جائیں گے	176
۱۲۰	مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق	176
۱۲۱	پانچ قسم کے عالم	176
۱۲۲	بنی اسرائیل کو پانچ چیزوں کی عطا	178
۱۲۳	حضور ﷺ کا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو پانچ خاص باتیں تعلیم کرنا	179
۱۲۴	نفسِ امارہ کی پانچ بد خصلتیں اور ان کا علاج	179
۱۲۵	توبہ کے پانچ لوازمات ہیں	180
۱۲۶	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ایسی پانچ خصوصیات جو کسی اور کو نصیب نہ ہوئیں	181
۱۲۷	پانچ چیزیں اصیل گھوڑے سے بہتر ہیں	182
۱۲۸	پانچ سوال یوم المیزان	183
۱۲۹	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا پانچ باتیں ہیں مجھ سے حاصل کرلو	183
۱۳۰	پانچ چیزوں کے نتیجے میں پانچ چیزیں رونما ہوتی ہیں	184
۱۳۱	پانچ چیزوں سے آزمائش	185
۱۳۲	سرگوشی کرنے میں پانچ باتیں ملحوظ رہیں	186
۱۳۳	بیماری کے پانچ مثبت پہلو	186
۱۳۴	پانچ کبوتر، پانچ تسبیح	191

۱۳۵	پانچ چور اور سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ	194
۱۳۶	پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے احسن کہا	200
۱۳۷	پانچ چیزوں کا دیکھنا عبادت ہے	200
۱۳۸	پانچ چیزیں انسان کو دنیاوی زینت دیتی ہیں	201
۱۳۹	پانچ صالح اشخاص	201
۱۴۰	سود اور قرض کے بارے میں پانچ ہدایات	202
۱۴۱	پانچ ذائقہ ظاہری ان کے مقابل پانچ ذائقہ باطنی	202
۱۴۲	ذکر اور اس کی پانچ اقسام	203
۱۴۳	پانچ مدارجِ ذکر	205
۱۴۴	پانچ مقاماتِ تصفیہ	206
۱۴۵	قرآن پاک میں ذکر کا پانچ معنوں میں استعمال	206
۱۴۶	پانچ طریقے اذکارِ کلمۂ طیبہ	207
۱۴۷	حروفِ مقطعات کی پانچ مصدقہ خصوصیات	208
۱۴۸	اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال پانچ چیزوں سے	213
۱۴۹	دعا سے متعلق پانچ باتیں	215
۱۵۰	پانچ آدمیوں کی دعا خاص طور سے قبول	215
۱۵۱	رسول اکرم ﷺ کے طریقۂ دعا میں پانچ باتیں	216
۱۵۲	درود و سلام بھیجنے کے پانچ فوائد	217
۱۵۳	ایمان کے پانچ اساسی ثمرات	218
۱۵۴	پانچ مخصوص راتیں	220
۱۵۵	ہر مومن کے ساتھ پانچ فرشتے	220
۱۵۶	پانچ چیزیں متعلق عقائد	222
۱۵۷	پانچ چیزیں متعلق اعمالِ ظاہر	222

۱۵۸	پنج تن پاک	224
۱۵۹	''کُونُوْا'' ان پانچ میں ہو جاؤ	225
۱۶۰	شکر کی پانچ قسمیں	226
۱۶۱	شکر کے پانچ ارکان	227
۱۶۲	شاکر و شکور کے سلسلہ میں پانچ اقوال	229
۱۶۳	صبر کی پانچ اقسام	229
۱۶۴	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پانچ نصائح	230
۱۶۵	تقرب الیٰ اللہ بالنوافل سے پانچ کمال حاصل	230
۱۶۶	پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے قبل غنیمت جانو	231
۱۶۷	صحفِ ابراہیم و موسیٰ سے پانچ نصائح	232
۱۶۸	حقیقی مومن کی پانچ صفات	232
۱۶۹	صالحین کی ایک آیت میں پانچ صفات	233
۱۷۰	پانچ جزوِ دین	234
۱۷۱	پانچ آیات بسلسلہ تفرقہ و گروہ بندی	235
۱۷۲	نیکی و بدی کے بدلے جزا و سزا کے فرمانِ الٰہی	236
۱۷۳	صادق قادری مرید کو پانچ طریقے نصیب	237
۱۷۴	ارادہ و عمل کے صلہ کے پانچ ضابطے	237
۱۷۵	منافق کی پانچ علامتیں	238
۱۷۶	دنیا کی زندگی کے خاتمے پر مسلمان پر پانچ مصیبتیں	238
۱۷۷	مناجات۔ التوبہ	239

پنجۂ نورانی

پنجہ پنج آبِ رحمت جس سے دریا بہہ گئے
انگلیاں ہیں فیض پر جاری ہیں چشمے واہ واہ

عشق کا روح رواں پنجۂ نورانی
ہے محبت کی جاں پنجۂ نورانی

پانچ اعداد پہ ہے ساری حقیقت کی اساس
پانچ کا سرِ نہاں پنجۂ نورانی

روحِ سرچشمۂ فیضانِ محمد محمود
اس کا اظہار و بیاں پنجۂ نورانی

علامہ الحاج ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

☆☆☆☆☆

انتساب

پنجہ آبِ رحمت جس سے دریا بہہ گئے

انگلیاں ہیں فیض پر، جاری ہیں چشمے واہ واہ

اس پنجہ نورانی کو میں اپنے جدّ امجد زبدۃ السالکین شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نبیرہ اعظم حضرت خواجہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے نامِ نامی اسمِ گرامی سے منسوب کرتا ہوں۔ جن کی نظرِ کرم سے مجھے یہ سعادت نورانی پنجوں کو یکجا کرنے کی نصیب ہوئی۔ اور مجھے دینِ حق پر چلنے کا شرف حاصل ہوا۔

نیز اپنے والد محترم مرحوم ومغفور جناب شیخ قمرالدین قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھی انتساب کرتا ہوں۔

جن کی پدری شفقت اور بہترین تعلیم وتربیت سے مجھے یہ توفیق نصیب ہوئی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی قبر مبارک کو منور وروشن فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

احقر العباد

الحاج علامہ ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۲ جون ۲۰۰۲ء بروز ہفتہ

درگاہ شریف موضع پلہ شریف تحصیل نوح ضلع گوڑگانواں مشرقی پنجاب (انڈیا)

☆☆☆☆☆

پیش لفظ

الحمد للہ رب العلمین و الصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ الامین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین۔

امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''ان اللہ با لغ امرہ ''(سورہ طلاق آیت ۳)

ترجمہ: بے شک جو اللہ کو منظور ہوتا ہے۔ وہ اس کو پورا کر کے رہتا ہے۔

؎ یہ سب تمہارا کرم ہے آقا

کہ بات ابتک بنی ہوئی ہے

زندگی کے آخری ایام میں جناب مولانا ابوالرضا محمد طارق قادری عطاری سلمہٗ تعالیٰ سے متعارف ہوا۔ نہایت سادہ اور فقیر منش نوجوان ہیں نہ صرف دینی کتب لکھا کراتے ہیں بلکہ خود معہٗ دجگہ تصحیح بھی کرتے رہتے ہیں۔ یہ ''مکتبہ امام غزالی'' کے مالک اور روحِ رواں ہیں دن رات ان کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ آقائے نامدار ﷺ کے دین کی اشاعت ہوتی رہے اور آپ کی سنتوں پر باقاعدہ عمل ہوجائے۔ ''مکتبہ امام غزالی'' نے اسی سلسلہ میں سینکڑوں کے قریب چھوٹی بڑی کتب طبع کی ہیں۔ چنانچہ اسی جذبہ اور لگن کے تحت انہوں نے میری کتب سابقہ کو دوبارہ شائع کرانے کا وعدہ فرمایا ہے اور جدید کتب تحریر کرنے کی فرمائش بھی کی ہے۔ ابھی حال ہی میں ایک کتاب ''حقیقتِ شریعت وطریقت'' ان کے مکتبہ میں زیر طباعت ہے ان کی اس لگن اور سعی کو دیکھتے ہوئے طبیعت باوجودیکہ بیماری شدید جیسا کہ مولانا موصوف کے علم میں ہے ایک اور کتاب ''پنجۂ نورانی'' پیش کرنے کی سعی کی ہے۔

یہ ''پنجۂ نورانی'' قدرت کے لازوال خزانوں کی معرفت کے نور سے مزین ہے۔

حمد ہے اس رب العالمین رحمٰن الرحیم نور السمٰوات والارض کی جو ہدایت کے پیاسوں کو ہدایت کی راہ پر لگاتا ہے۔ اور بے شک جو اس کو منظور ہوتا ہے اس کو پورا کر دیتا ہے اپنے فضل و کرم سے۔ اس عاجز حقیر فقیر سراپا تقصیر ضعیف العباد بندے خلیل القادری عفی عنہ کو نورانی پنجوں کو جمع کر کے مرتب کرنے کی یہ طفیل اس ذات اقدس کے جو محمد ﷺ محمود ﷺ، احمد ﷺ، حامد ﷺ اور مالک لواالحمد ہیں جن کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی گواہی ہے ''انک لتھدی الیٰ صراط مستقیم'' بے شک آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں درود و سلام ان پر ہر آن اور ہر لحہ۔ استعداد اور توفیق بخشی۔

محترم قارئین کرام ''پنجۂ نورانی'' قدرت کے لازوال خزانوں کی معرفت کے نور سے مزین ہے اس میں پانچ (۵) عددی اسرار کی فہم کاریوں اور عقدہ سرائیوں کا نور ہے۔ ہر لفظ ایک خزینہ بے مثال اور ہر تنویر عرفان کا منبع ہے اسلامی نظام حیات کی بنیاد ایمان ہے جس طرح یہ لفظ پانچ (۵) حروف سے مرکب ہے اسی طرح یہ پانچ چیزوں پر ایمان رکھنے کا نام ہے یعنی (۱) توحید (۲) رسالت (۳) ملائکہ (۴) آسمانی کتب اور (۵) آخرت پر۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا ملکہ تربیت سے حاصل ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے پانچ (۵) خاص عبادتیں مقرر فرمائی ہیں۔ (۱) نماز (۲) روزہ (۳) حج (۴) زکوٰۃ (۵) جہاد۔ یہ عبادتیں اگر صحیح طریقہ سے ادا کی جائیں تو فلاح و سعادت کی راہیں کھل جاتی ہیں اور ان پانچ عبادتوں میں سے موخر الذکر یعنی ''جہاد'' کو بھی پانچ وسیع البنیاد طریقوں پر منقسم کیا گیا ہے۔ جہاد بالنفس، جہاد بالعلم (بالقرآن، باللسان، بالقلم) جہاد بالمال، جہاد بالسیف، دائمی جہاد (پوری زندگی جہاد کا ایک غیر منقطع سلسلہ) جہاد بالعلم کی سعادت جہاد بالنفس کی مرہونِ منت ہے یہ پنجہ نورانی صاحبانِ علم و معرفت کی دنیا میں ایک بدر کامل ثابت ہوگا۔

چنانچہ یہ ''پنجۂ نورانی'' ناظرین کی خدمت میں نہایت عاجزی اور ادب کے

ساتھ پیش کیا جا رہا ہے اس امید کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اس پنجہ نورانی کے صدقے ہم سب کو پانچ پانچ کا علم عطا فرمائے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

یہ ''پنجۂ نورانی'' توحید، رسالت، ارکانِ دین، شریعت وطریقت، تصوف، فقہ اوامر ونواہی، اخلاقی معاشرہ کے موضوعات پر مشتمل مجموعہ ہے ان موضوعات میں سے انکو یکجا کیا گیا ہے۔ جو صریحاً پانچ ہیں۔ جیسے پانچ ارکان دین، پنج وقتہ نماز، حواس خمسہ ظاہری وباطنی وغیرہ وغیرہ۔ جن آیات احکامات اور احادیث یا بیان کے پانچ حصہ شمار کیے جا سکتے ہیں یا پہلے سے پانچ پر منسبط (مشتمل) ہیں ان تمام کو سمیٹ کر یکجا کر دیا گیا ہے۔ اور وہ بھی اس طرح کہ ترتیب وتسلسل برقرار رہے اور معنویت بھی اجاگر ہو جائے تا کہ کتاب کے مطالعہ کرنے میں مزید سہولت پیدا ہو جائے۔ توکلّ علی اللہ اس کام کو شروع کر دیا گیا تھا اور آج الحمدللہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ بروز ہفتہ حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کے صدقے میں بفضل باری تعالیٰ اختتام پذیر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ میری اس سعی کو اپنی رحیمی وکریمی کے صدقے میں مقبول فرما کر نافع الخلائق بنائے اور مجھ گنہگار فقیر بے نوا کے لئے صدقہ جاریہ اور توشہ آخرت اور ذریعہ مغفرت بنائے نیز میری اولاد کو نیک وصالح بنا کر دین کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سیدّ المرسلین ﷺ واصحابہ اجمعین۔

احقر ضعیف العباد

الحاج ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۲ جون ۲۰۰۲ء بروز ہفتہ

(دن دسواں رات گیارھویں)

☆☆☆☆☆

حمد باری تعالیٰ جل جلالہٗ

تو مالکِ اعلیٰ ہے یہ بندہ ادنیٰ ہے

سب حمد وثنا تجھ کو خالق میرے زیبا ہے
تو قادرِ مطلق ہے تو مالکِ یکتا ہے
کوئی نہ تیرا ساتھی کوئی نہ تیرا ثانی
تو سب سے اکیلا ہے اور یکہ وتنہا ہے

محتاج ہیں سب تیرے اور تو ہے غنی سب سے
تو حاکمِ اعلیٰ ہے تو والی ومولیٰ ہے
مخلوق تیری ہر شے، مملوک تیری ہر شے
تو خالقِ اکبر ہے تو مالکِ یکتا ہے

گھیرے ہوئے ہر شے کو علم تیرا اور تُو
ہر چیز کا دانا ہے ہر چیز کا بینا ہے
ہے تو ہی بس اِک باقی اور تیرے سوا فانی
معبود فقط تو ہے اور تیرے سوا ہے

پاکیزگیاں جتنی ہیں ختم سبھی تجھ پر
عیبوں سے منزہ ہے نقصوں سے مُبرّا ہے
موجود ہے تو ہر جا معبود ہے تو سب کا
ہر شے میں تیرا جلوہ، ہر دل میں تیری جا ہے

ہر ذرہ اس عالم کا حادث بھی ہے فانی بھی
بس قدیم وبقا تو واحد میرے مولیٰ ہے
کب چشمِ جہاں کو ہے نظارہ تیرا ممکن
تو نورِ جہاں میں ہے تو حسنِ خودآرا ہے

ہوا لُطف وکرم تیرا خلیل عاصی پر
تُو مالکِ اعلیٰ ہے یہ بندۂ ادنیٰ ہے

نعت شریف

اللہ ہی جانتا ہے حقیقت حضور کی

پرواہ اس لئے نہیں جُرم و قصور کی
کام آئے گی روزِ جزا شفاعت حضور کی

رحمت ہراک پہ عام ہے ربّ غفور کی
اور اس پہ لطف یہ کہ شفاعت حضور کی

بندے کی خُو تو خاص ہے جُرم وقصور کی
رحمت کی پر نظر رہی ربّ غفور کی

تیرا، تیرے حبیب کا دیدار بس رہے
بندے نے التجا تو یہ اتنی ضرور کی

میں کس زبان سے نعتِ محمد کروں بیاں
اللہ ہی جانتا ہے حقیقت حضور کی

واصف خدا ہے خود یہ قرآں سے ثبوت ہے
خُلقِ عظیم شان میں آیا حضور کی

مرقد میں کچھ نہ پوچھو فرشتو میں کون ہوں
بندہ خدا کا خاص ہوں اُمت حضور کی

خاموش بس رہو ہے سوال وجواب کیا
طے کرکے آپ آیا ہوں منزل میں دور کی

خلیق کو ناز ہے اپنے شفیع و کریم پر
فرشتو کیا جانتے نہیں خصلت حضور کی

سب کے مشکل کشا غوث الاعظم

ہو چشمِ عنایت ذرا غوثُ الاعظم
کہ در پر میں حاضر ہوا غوثُ الاعظم

تھی مدت سے یہ التجا غوثُ الاعظم
مجھے اپنا روضہ دکھا غوثُ الاعظم

پکاروں میں کب تک یا غوثُ الاعظم
کہ ہو سب کے مشکل کشا غوثُ الاعظم

اگر جاؤں پیشِ خدا غوثُ الاعظم
ہو دل میں نبی لب پہ یا غوث الاعظم

کوئی جام ایسا پلا غوثُ الاعظم
کھلے جس سے سرِ نہا غوثُ الاعظم

کروں کیا میں تیری ثنا غوثُ الاعظم
ہو نورِ خدا کی ضیاء غوثُ الاعظم

عجب بحرِ عصیاں میں طوفاں اٹھا ہے
بھنور میں پھنسا ہوں بچا غوثُ الاعظم

زیارت سے محروم کیونکر رہے وہ
پکارے جو صبح و مسا غوثُ الاعظم

میری رہنمائی آپ کرتے ہیں بے شک
کہ جس دم پکارا ذرا غوثُ الاعظم

محبؔ! ذرا دیدۂ دل سے تو دیکھو
نبی سے کہاں ہیں جدا غوثُ الاعظم

ولی غوث ابدال یا قطبِ دوراں
سبھی کے تو ہیں پیشوا غوثُ الاعظم

گناہوں کے باعث پریشاں ہے خلیل
مدد کرنا روزِ جزا غوثُ الاعظم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب کی تو ابتدا ہے بسم اللہ
سرِ قرآں لکھا ہے بسمِ اللہ

تیرا رتبہ بڑا ہے بسم اللہ
سب کی حاجت روا ہے بسم اللہ

سب کی تو ابتدا ہے بسم اللہ
اور تو ہی انتہا ہے بسم اللہ

ہوگئیں اس کی مشکلیں آساں
جس نے منہ سے کہاہے بسم اللہ

صحت ہوتی ہے نام لینے سے
تو نرالی دوا ہے بسم اللہ

کیوں نہ مقبول ہودُعا میری
میرا دستِ دُعا ہے بسم اللہ

اس سے منکر جو ہووہ مرتد ہے
یہ تو نامِ خدا ہے بسم اللہ

کیا بتاؤں کہ کیاہے بسم اللہ
خاص نامِ خدا ہے بسم اللہ

سہل کرتی ہے مشکلیں خلیقؔ
سب کی عقدہ کشا ہے بسم اللہ

چادر (پانچ اشعار)

گُلِ گُلاب سے مہکا کر کے بناؤں چادر
خواجہ موسیٰ کے مرقد پہ جو چڑھاؤں چادر

ایسی تعظیم سے ادب سے بناؤں چادر
عطر میں مُشک میں عنبر میں بساؤں چادر

خواب میں لائیں جو تشریف ہمارے خواجہ
پردۂ دیدۂ بینا کی بچھاؤں چادر

خواجہ پلّہ شریف کے مرقد پر پہنچوں جس دم
گوہر دیدۂ گریاں سے سجاؤں چادر

روز و شب ہے یہی خلیلؔ کی تمنا خواجہ
مرقدِ پاک کی آنکھوں سے لگاؤں چادر

(درگاہ معلّی پلّہ شریف ضلع گوڑگانواں (انڈیا) میں ہے)

☆☆☆☆☆
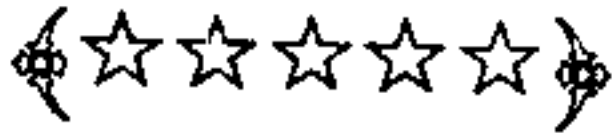
میں گناہوں سے پاک ہوتا ہوں

خوب اشکوں سے منہ کو دھوتا ہوں
میں گناہوں سے پاک ہوتا ہوں

ہجر احمد ﷺ میں کھل کے روتا ہوں
داغِ عصیاں کو دل سے دھوتا ہوں

دردِ فرقت سے آج روتا ہوں
موتی اشکوں کے میں پروتا ہوں

ترے پیچھے میں جان کھوتا ہوں
درد سر کو میں سر سے کھوتا ہوں

چشم نم اس کو بار آور کرنا
تخم الفت کو دل میں بوتا ہوں

ہجرِ احمد میں یہ ملا ثمرہ
آج مرقد میں خوب سوتا ہوں

جو خواجہ ہیں حضرت شیخ موسیٰ [1]
ان کا خلیل میں خاص پوتا ہوں

☆☆☆
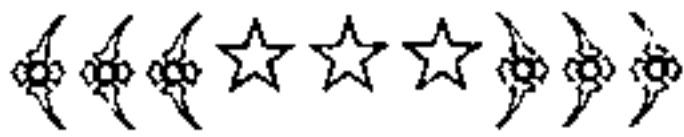
[1] مزار اقدس، بہلہ شریف مشرقی پنجاب انڈیا

مخمس جئے قرآن جئے

سوزِ صدیق جئے دولت عثمان جئے
عدلِ فاروق جئے عظمتِ سلمان جئے
عزمِ شبیر جئے حیدرِ ذیشان جئے
بزمِ عرفان جئے ہر مسلمان جئے

جئے قرآن جئے
جئے قرآن جئے

شوکتِ اہلِ یقین صبح جئے شام جئے
پرچم کے تلے ملّتِ اسلام جئے
عشق کا سوز جئے بدر کا پیغام جئے
حق کا فرمان جئے ہر مسلمان جئے

جئے قرآن جئے
جئے قرآن جئے

حق کا آئین جئے صبح کی تزئین جئے
دین باقی ہے تو سب کچھ ہے کہو "دین جئے"
نکہت صبح حرم گلشنِ رنگین جئے
خلدِ ایمان جئے ہر مسلمان جئے

جئے قرآن جئے
جئے قرآن جئے

قریہ قریہ میں صداقت کی سحر پھوٹے گی
ظلمتِ کفر کی زنجیرِ گراں ٹوٹے گی
ہاتھ سے مشعلِ ایمان نہیں چھوٹے گی
سوزِ فاران جئے ہر مسلمان جئے

جئے قرآن جئے
جئے قرآن جئے

ہر طرف حکمتِ قرآن کا چرچا ہوگا
کفر بھاگے گا صداقت کا سویرا ہوگا
پرچمِ سبز ہر اک گام پہ اونچا ہوگا
یہ نگہبان جئے ہر مسلمان جئے

جئے قرآن جئے
جئے قرآن جئے

خالد و طارق و قاسم کی تب وتاب کیسا تھ
چل پڑے اہلِ یقین دولتِ نایاب کے ساتھ
دلِ بے تاب بھی ہے دیدۂ بے خواب کے ساتھ
عشقِ رحمٰن جئے ہر مسلمان جئے

جئے قرآن جئے
جئے قرآن جئے

آزمائش کی گھڑی آہی گئی دیوانو!
خیر کے ساتھ ہی شر بھی رواں پہچانو
شمعِ توحید کے جانباز و جری پروانو!
نورِ ایمان جئے ہر مسلمان جئے

جئے قرآن جئے
جئے قرآن جئے

جلوہ افروز رہے دینِ محمد ہرسو
پھیلتی جائے صداقت کی نرالی خوشبو
اہلِ ایمان سے یہ کہتا ہے صداقت کا لہو
قوم کی شان جئے ہر مسلمان جئے

جئے قرآن جئے
جئے قرآن جئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لفظِ اللہ کی پانچ اشکال

(۱) اللہ: اسم ذاتِ خدا۔ اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم ...... لہٗ مافی السمٰوٰت ومافی الارض ...... ھو العلی العظیم ۝ (آیۃ الکرسی)

(۲) للہ: اللہ کا الف حذف ہوا تو اللہ کے لیے ہوا۔

للہ مافی السموات ومافی الارض ۝ (آل عمران ۱۰۹)

اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ زمین میں اور آسمانوں (کل کائنات میں ہے)

الحمد للہ رب العالمین

(۳) الٰہ: حرف اللہ کا اول لام حذف ہوا تو الٰہ ہوا یعنی اکیلے صرف (بلا شرکت) اللہ رب و معبود ہوا۔

''انما اللہ الٰہ واحد'' اللہ ہی تو اکیلا معبود ہے (النساء ۱۹۱)

(۴) لَہٗ: اللہ کا ''الف'' اور لام حذف ہوئے لَہٗ ہوا اسی کے لیے اسی کو، اس کو، اور اسی کا سب کچھ ہوا۔

لہٗ مافی السموات ومافی الارض (البقرہ ۲۵۵)

یعنی اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔

(۵) ہٗ: اللہ کا الف اور ہر دو لام حذف ہوئے تو ہٗ (ھو) وہی وہ رہا۔ (عزوجل)

انما الٰھکم اللہ الذی لا الٰہ الا ھو (طٰہٰ ۲۰، ۹۸)

ترجمہ: بیشک تمھارا معبود وہ اللہ ہے کہ نہیں کوئی اور معبود سوا اس کے صرف وہی ہے۔

حروف اللہ ...... حروف لا الٰہ الا اللہ

مزید یہ کہ کلمہ طیبہ کا پہلا جزو جس کا تعلق ذاتِ باری تعالیٰ سے ہے۔ لا الٰہ الا اللہ جس کے لیے کہا گیا کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں اور جو کچھ ان میں ہے ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور لا الٰہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں تو لا الٰہ الا اللہ کا

پلڑا بھاری رہے گا۔ اس میں صرف وہی حروف استعمال ہوئے ہیں جو حرف اللہ میں یعنی۔ الف۔ لام۔ ہ

﴿لفظ اللہ کے پانچ اشکال کی مثالیں﴾

(۱) اللہ (۲) لِلّٰہ (۳) الٰہ (۴) لَہٗ (۵) ہٗ (ھُوَ)

(۱) اللہ: (i) اللہ لاالہ الا ھو الحی القیوم (البقرہ۲۵۵)

(ii) لاالہ الااللہ (الصافات۳۵)

(iii) اللہ الصمد (الاخلاص)

(iv) اللہ بکل شئي علیم (البقرہ۲۳۱)

(v) اللہ ولی الذین امنو یخرجھم من الظلمات الی النور۔ (البقرہ۲۵۶)

(۲) لِلّٰہ: (i) وللہ ملک السموٰت والارض وما بینھما یخلق مایشاء۔ (شوریٰ۴۹)

(ii) الحمدللہ رب العالمین (سورہ فاتحہ)

(iii) قل ان الامر کلہٗ للہ (آل عمران۱۵۴)

(iv) وللہ خزائن السموٰت والارض (المنافقون۶۳:۷)

(v) سَبَّحَ للہ مافی السموٰت ومافی الارض (الحشر۵۹:۱)

(۳) الٰہ: (i) والٰھکم الٰہ واحد (البقرہ۱۶۳)

(ii) لا الٰہ الا ھوالرحمٰن الرحیم (البقرہ۱۶۳)

(iii) شھداللہ انہ لاالہ الا ھو والملٰئکۃ واولوالعلم قائما باالقسط

(iv) لا الہ الا ھوالعزیز الحکیم (آل عمران۳:۱۸)

(v) ھواللہ الذی لاالہ الا ھوعالم الغیب والشھادۃ ھوالرحمٰن الرحیم۔ (الحشر۵۹:۲۲)

(۴) لَہٗ: (i) لہٗ مافی السموٰت ومافی الارض

(ii) له الملک وله الحمد

(iii) له الکبریآء فی السمٰوات والارض وھوالعزیز الحکیم

(iv) لم یکن لهٗ کفواحدًا

(v) لهُ الاسماء الحسنٰی یسبّح لهٗ مافی السمٰوات والارض وھو العزیز الحکیم

(۵)ۂ ـ ھُو: اللہ لا اله الا ھوط

ھو اللہ الذی لا اله الا ھو ط عالم الغیب والشھادة

ھو اللہ الذی لااله الا ھوط الملک القدوس السلم المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر۔ (الحشر:۵۹، ۲۲، ۲۳)

﴿وضاحت ۂ (ھو)﴾

(پانچ نکات)

(۱) ھُو اہل حقیقت کے نزدیک اسم الٰہی ہے جودلالت کرتا ہے ذات باری تعالیٰ پر۔ اس واسطے کہا جاتا ہے عالمِ ھویت ۔ھویت کہتے ہیں مرتبہ وحدت اور ذاتِ باری اور لاہوت کو۔

(۲) جب بندہ کہتا ہے یا ھُو (ۂ) اور لفظ ھو غائب کی طرف اشارہ کرتا ہے تو بندہ نے سمجھا کہ میں خاک کا پتلا خون اور نطفہ کی پیدائش "خلق الانسان من علق (العلق) ط فلا تزکوا انفسکم ......(النجم) کیا حیثیت کہ اس رَبُّ الارباب پاک ذات تک پہنچ کر خطاب کروں کہ یا انت؟ اس کی ذات نہایت بلند وبالا واعلیٰ ہے۔ بندہ کی عقل وہم وگمان یا خیال کو وہاں کچھ بھی رسائی نہیں جب کسی طرح وہاں رسائی اور حضوری نہیں دیکھتا تب لفظ غائب سے پکارتا ہے کہ یاھو .ھُو ھُو. ۂ. ۂ

(۳) جس طرح بندہ نے اپنے کو حقیر اور ناکارہ ہونے کا اقرار کیا ایک بات اور بھی سمجھی یعنی یہ کہ حق تعالیٰ کے سوا سب معدوم ہیں جیسا کلام اللہ میں وارد ہے "کلّ شیٔ ھالک الا وجهه"

بس اصل وجود اسی کا ہے اگر دوسروں کا وجود بھی ''اصلی ذاتی'' ہوتا تو لفظ هُــو کا اشارہ ہر چیز کی طرف ہو سکتا کہ یہ مراد ہے کہ وہ! جب بندہ نے سب کو فانی و معدوم سمجھا جب اس کا پکارنا حق تعالیٰ کو یا ھو صحیح ہوا (یہ مقامات فناء ماسوا اللہ ہیں اور بڑے درجہ کے مقام ہیں)

(۴) هُــو اگر چہ یہ ایسی ضمیر ہے کہ اس سے اشارہ کسی کی طرف کیا جاتا ہے وہ اور اس میں یہ بھی شرط ہے کہ جس کی طرف اشارہ ہو تو اس کا ذکر یا تو اول آ جائے یا بعد میں لیکن مقربین جب هُو کہتے ہیں تو ان کو ہرگز اس بات کی حاجت نہیں کہ هُو سے پہلے یا بعد میں کچھ تفسیر یا توضیح بیان کریں کیونکہ بیان کی یا توضیح کی ضرورت وہاں پڑتی ہے جہاں کوئی شک ہو۔ اور جب شک ہی نہیں اور مراد بس وہی ایک ذات پاک ہے تو هُو کافی ہے۔

هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ

هُ هُ هُ هُ هُ

(۵) شمع شبستانِ رضا میں اعلیٰحضرت عظیم البرکت احمد رضا خاں صاحب بریلوی راقم ہیں کہ ''صاحب تنویر الاسماء'' تحریر فرماتے ہیں کہ اہل تحقیق نے ''یـا هُــو'' کو اسم اعظم کہا ہے اور یہ خاص ترین اسم ہے۔ اسماء باری تعالیٰ سے اور اسماء حسنٰی میں سب سے پہلے واقع ہوا ہے اگر کوئی شخص ۲۹ مرتبہ هُو کہے (روزانہ) تو آتشِ دوزخ اس پر حرام ہو جس کا دل آخرت کے انجام سے لرزاں و ترساں ہو ''اللہ هُــو'' کا ذکر کرے حشر میں مطمئن ہو گا۔

یاهُ یاهُ یاهُ یاهُ یاهُ

لفظِ اللہ کی الف کے پانچ اشارے

اَلْاِسْلَامُ ۔ اَسْلَمْتُ ۔ اَسْلِمْ ۔ اَسْلِمُوْا ۔ اٰمِنُوْا

اشارہ اوّل کی پانچ اشکال:

اوّل: الاسلام۔ دوم: الاخلاص۔ سوم: الست بربکم۔

چہارم: ایمان و ایقان۔ پنجم: احسان۔

(۱) ان الدین عنداللہ الاسلام ....

ترجمہ: بیشک دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے جو انکار کرے آیات الٰہی کا سو بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ (آل عمران ۳:۱۹)

(۲) اسلمت، میں نے سر جھکا دیا، میں نے تسلیم کرلیا۔

فان حاجوک فقل اسلمت وجھی للہ ومن اتبعن

ترجمہ: پھر اگر وہ جھگڑیں آپ سے تو کہہ دیجئے میں نے تو جھکا دیا اپنا چہرہ اللہ کے سامنے اور انھوں نے بھی جو میرے پیرو ہیں۔

(۳) اسلم، فرمانبردار ہو جاؤ۔

اذقال لہٗ ربہٗ اسلم قال اسلمت لرب العلمین۔

ترجمہ: اور جب کہا اس سے اس کے رب نے فرماں بردار ہو جاؤ تو کہا میں نے فرمانبردار ہوں جہانوں کے پروردگار کا۔ (البقرہ ۲:۱۳۱)

(۴) اسلموا، سر تسلیم خم کردو۔

فالھکم الہ واحد فلہٗ اسلموا وبشر المخبتین۔

ترجمہ: بس تمہارا معبود معبودِ واحد ہے سو اسی کے لیے سرِ تسلیم خم کردو اور خوشخبری دے دیجئے عاجزی کرنے والوں کو۔ (سورہ الحج: ۲۲۔۳۴)

(۵) انیبوا، رجوع کرو۔

وانیبوا الیٰ ربکم واسلموا لہٗ من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لاتنصرون ٥

ترجمہ: اور رجوع کرو اپنے رب کی طرف اور حکم مانو اس کا پیشتر اس کے کہ آجائے تم پر عذاب پھر تم کو مدد بھی نہیں مل سکے گی۔ (زمر ۳۹:۵۴)

اشارہ دوم: ''الاخلاص'':

الف نشاندہی کرتا ہے ''اخلاص'' کی طرف یعنی خالص توحید الٰہی اللہ کی احدیت وصمدیت کی طرف بمطابق کلمۂ ''الاخلاص'' یعنی ''سورہ اخلاص'' اور اخلاص

کے معنی صفائی پاکیزگی اور نفس کا تزکیہ، تلچھٹ صاف کرنا۔ سب سے زیادہ آلودگی باطل خداؤں یا ان معبودوں (جن کو ہم نے یا انسان نے اپنا بنا رکھا ہے) کی عبادت اوران کی اطاعت سے ہوتی ہے۔ جہاں کلمہ کا اوّل حصہ لا الٰہ الا اللہ ہمارے بنائے ہوئے باطل معبودوں کی اور باطل خداؤں کی نفی کرتا ہے اور اس کے ساتھ معبودِ حقیقی اللہ کا اثبات واقرار تو وہاں سورۃ اخلاص میں اس اللہ کی جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں، اس خداوندِ قدوس کی اس حقیقی ''الٰــہٗ'' معبود کی پانچ ذاتی صفات بیان ہوئی ہیں۔ وہ کیسا اور کونسا خدا ہے؟

پانچ ذاتی صفات:

(۱) قل ھو اللہ احدo کہہ دو وہ اللہ ایک ہے وہ اپنی ذات وصفات میں ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں (کوئی ہمسر نہیں)

(۲) اللہ الصمدo وہ سب سے بے نیاز ہے سب اس کے محتاج ہیں۔

(۳) لم یلدo نہ اس کی کوئی اولاد ہے۔

(۴) ولم یولد o اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔

(۵) ولم یکن لہٗ کفوًا احدo اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے نہیں اس کے برابر کا کوئی بھی۔

جس کسی نے اس کو ظاہراً اور باطناً یعنی عملاً، ایماناً، اور یقیناً، اخلاص، کے ساتھ پکڑا وہ ابلیس اور شیاطین کے ہتھکنڈوں سے امان میں رہا۔ ابلیس علیہ لعنت نے عالم کو، عابد کو، متقی کو، زاہد کو غرضیکہ تمام کو (اجمعین) کو بہکانے کا دعویٰ کیا اگر کسی کو مستثنیٰ کیا تو وہ مخلص بندوں کو جیسا کہ اس نے خود ان صاحبان اخلاص کو بہکانے کے سلسلہ میں اپنی مجبوری ولاچاری کا اظہار کیا۔

قال رب بمآ اغویتنی لازینن لھم فی الارض ولاغوینھم اجمعین الاعبادک منھم المخلصین o (سورۃ ۱۵۔ آیت ۳۹، ۴۰)

ترجمہ: کہا (ابلیس نے) اے میرے رب چونکہ تو نے (آدم کی وجہ سے) مجھ کو ہدایت

سے محروم کر دیا اس لیے میں بھی (برائی اور گناہ کو) زمین میں اچھا (مزین کر کے زینت کے ساتھ) کر کے دکھاؤں گا اور میں گمراہ کر دوں گا ان سب کو سوائے تیرے ''مخلص'' بندوں کے۔

سورہ ۳۸ ص آیات ۸۲،۸۳ میں اس بات کا اعادہ اس طرح پُر زور انداز میں کرتا ہے۔ بولا (ابلیس) قسم ہے تیری ذات کی میں گمراہ کروں گا ان سب کو سوائے تیرے ان بندوں کے جو مخلص ہیں۔''قال فبعز تک لاغوینھم اجمعین الّا عبادک منھم المخلصین٥

یا اللہ عطا فرما ہم کو اخلاص بحق سورۃ الاخلاص آمین بحرمت سید المرسلین آمین ثم آمین

﴿اللہ کی واحدیّت کے پانچ اعتبارات﴾

﴿والھکم الٰہ واحد﴾

اوّل: اللہ اس حیثیت سے واحد ہے کہ اس کے علاوہ کوئی پرستش کے لائق نہیں۔

دوم: اللہ اس حیثیت سے واحد ہے کہ وہ تمام اشیاء کا خالق اور کائنات کا موجد ہے۔

سوم: وہ اس لحاظ سے واحد ہے کہ کوئی اس کا شبیہ (مثل) نہیں۔

چہارم: وہ اس لحاظ سے واحد ہے کہ کوئی اور ذات قدیم نہیں۔

پنجم: اس کی ذات اس لحاظ سے واحد ہے کہ اس کی ذات ترکیب سے پاک ہے کیونکہ یہ اجسام کے عوارض سے ہے اور باری تعالیٰ کا جسم نہیں۔

(انوار اصفیاء، از حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ)

﴿سبحان اللہ ''اللہ تعالیٰ پاک ہے'' کے پانچ معنی﴾

(۱) اللہ کی ذات پاک

(۲) اللہ تعالیٰ کی صفات پاک

(۳) اللہ تعالیٰ کے افعال پاک

(۴) اللہ تعالیٰ کے احکام پاک

(۵) اللہ تعالیٰ کے اسماء پاک

(ماخوذ: مقالاتِ ایوبی علامہ حافظ محمد ایوب)

اسمِ اعظم کیا ہے؟

ہر شخص کو شوق ہے کہ اسمِ اعظم معلوم کرے اور اس کے اسرار سے واقف ہو، میں یہاں اسمِ اعظم کی نسبت حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر درج کرتا ہوں۔ جو کتاب قلائد الجواہر میں ہے۔ یہ کتاب ۹۵۰ھ میں حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک بزرگ نے لکھی تھی۔ حضور کے اصل الفاظ نقل کرنے میں طوالت ہوگی۔ اس واسطے اس کا سلیس ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ اسم اعظم کس کو سمجھتے تھے اور آپ نے اس کے اسرار و رموز کی نسبت کیا ارشاد فرمایا ہے۔

اللہ اسم اعظم ہے مگر اس کا اثر اس وقت معلوم ہوتا ہے جب طالب کے دل میں اللہ کے سوا کچھ نہ ہو۔ عرفان کی دنیا میں اسم اللہ کُن کی مثل ہے یعنی جس طرح کُن کے لفظ سے قدرت نے تمام کائنات ظاہر فرمائی اسی طرح کائنات معارف میں اسم اللہ کی شان ہے۔ اللہ وہ کلمہ ہے جس سے ہر مہم آسان اور ہر غم وفکر دور ہو جاتا ہے۔ اس کا نور عام ہے۔ اللہ ہر غالب پر غالب ہے۔ اللہ مظہر العجائب ہے۔ اللہ کی سلطنت سب سلطنتوں سے زبردست ہے۔ اللہ ہر بندہ کے حال سے واقف ہے۔ اللہ ہر سرکش کو پست کرنے والا ہے۔ اللہ ایسا زبردست ہے جو سب زبردستوں کو زیرِ دست کرسکتا ہے۔ اللہ حاضر و غائب کا عالم ہے۔ اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ جو اللہ کی راہ میں قدم رکھتا ہے اللہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اور اسی کے سایہ میں زندگی بسر کرتا ہے جو اللہ کا مشتاق ہے اللہ اس کا مشتاق ہے۔

اللہ سے بھاگنے والو! آؤ اب بھی اس کی طرف آؤ تم نے سنا اس فنا کے گھر میں اسم اللہ کی کیسی دھوم ہے تو خیال کرو کہ بقا کے گھر میں اس کا کیسا چرچا وغل ہوگا۔ اس دارِ محنت میں اللہ تم کو یہ کچھ دیتا ہے تو اُس دارِ نعمت میں کیا کچھ نہ دے گا۔

اللہ کا نام لو۔ اس کے در پر جاؤ۔ اسے پکارو۔ دیکھو پردے اُٹھ جائیں گے، دیکھو جلوے نظر آ جائیں گے۔ دیکھنا کتنے طلبگار پردوں کے اندر مشاہدۂ جمال میں

مصروف ومحو ہیں اور پھر یہ بھی دیکھنا کہ وصال کی موجوں میں وہ کیسے غوطے لگا رہے ہیں۔ وہ پرندہ صبح سے شام تک دوست کی یاد میں نغمے گاتا تھا اور شام سے صبح تک اس کے تصور میں چشم بند بیٹھا رہتا تھا آج اس کو دوست مل گیا۔ یہی مثال تسلیم و رضا کے ذوق وشوق کی تمھارے سامنے رہنی چاہیے۔ سنو سنو! اس نے خود فرمایا ''ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ'' جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، اللہ اس کو کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ اللہ پر نظر کرو۔ اسے شوق واشتیاق سے یاد کرو وہ قرب ووصال سے تم کو یاد کرے گا۔ تم اسے حمد وثنا سے یاد کرو۔ وہ تمھیں انعام واحسان سے یاد کرے گا۔ تم اسے توبہ سے یاد کرو وہ تمھیں بخشش ومغفرت سے یاد کرے گا۔ تم بغیر غفلت کے یاد کرو، وہ بغیر مہلت کے تم کو یاد رکھے گا تمھاری یاد میں ندامت ہو، اس کی یاد میں کرامت وعنایت ہوگی، تمھاری یاد میں خلوص واخلاص ہو تو اس کی یاد میں خلاصی ومخلصی ہوگی، تم اسے تنگدستی میں یاد کرو۔ وہ تمھیں فراخدستی میں یاد کرے گا۔ تم اسے صدق سے یاد کرو، وہ تمھیں رزق سے یاد کرے گا، تم اسے اسلام سے یاد کرو وہ تمھیں انعام واکرام سے یاد کریگا۔ تم اسے ہر جگہ یاد کرو۔ وہ بھی ہر جگہ یاد کرے گا۔ سنو سنو، خوب خیال سے سنو ''ولذکر اللہ اکبر واللہ یعلم ماتصنعون'' اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (ماخوذ از ''انوار اولیاء کامل'')

ایک رسالہ بعنوان درود تاج معہ رسالہ فیضیہ مرتبہ وترجمہ مولوی محمد اعظم قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ حسن اتفاق کہ اس میں جو مقدمہ بطور ضمیمہ شامل ہے اس میں ۵ پانچ کے رموز واسرار کی نشاندہی عجب انداز سے کی گئی ہے۔ مجھے بہت پسند آیا یہ قارئین اکرام کے لئے بعینہٖ نقل ہے۔

﴿رسالہ فیضیہ۔ ضمیمہ درود تاج مشتملہ برنکات ورموز مندرجہ آں﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿مقدمہ﴾

احاد عشرات مآت الوف (اکائیوں دہائیوں سینکڑوں اور لاکھوں میں) ہم نے ایک ایسے عدد کی تلاش کی جو اللہ کے نام کی صورت پر ہو اور اس کے خواص میں یہ ہو کہ جب اس کو اس کی کسی مثل میں ضرب دیجائے تو وہ اپنی صورت اور نام کو قائم رکھے سو وہ ۵ ہے۔ یہ ۵ وتر یعنی طاق ہے اور وتر ہی اس کی مثل ہے۔ اس میں دو شفعے ہیں اور آپ وتر ہے۔ حدیث میں ان اللہ وتر۔ اللہ وتر یعنی ایک ہے قرآن میں قسم ہے شفع اور وتر کی۔ والشفع والوتر۔ ۵ کی صورت درحقیقت ہ ہے۔ جو کثرتِ استعمال اور کتابت سے ۵ ہو گیا۔ اس کو غور سے دیکھو۔ طغرائی خطوں میں دیکھو۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے پندرھیہ تعویذ کی بنا ۵ پر ہی رکھی ہے اور مخمس کو مثلث کی شکل میں لا کر فرمایا ہے کہ جس کام کے لیے اس کو عمل میں لایا جائے تو فائدہ ہو۔ خاص کر جب بچہ ماں کے پیٹ سے نہ نکلے تو کسی چیز پر لکھ کر سامنے کیا جائے۔ یہ تعویذ چند شفعوں اور وتروں سے بنایا گیا ہے۔

اس کو کسی طرف سے پھرا و درمیان وتر آئیگا۔

۴	۹	۲
۳	۵	۷
۸	۱	۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں بامعنی پانچ کلمے ہیں ب اسم اللہ الرحمن الرحیم کلمہ طیبہ میں پانچ فقرے ہیں۔ لا الہ فقرۂ نفی اور الا اللہ اثباتی اور محمد تجلی ذاتی رسول تجلی صفاتی اللہ جامع اسماء صفات معنی کل الکل۔

(۱) درود شریف خضری میں بامعنی فقرے پانچ ہیں، صلی اللہ علیہ والہ وسلم

(۲) سورہ فاتحہ میں اللہ کے پانچ نام ہیں، اللہ رب رحمٰن رحیم ملٰک

(۳) باری تعالیٰ کے صفات وجوبیہ پانچ ہیں۔ سمع، بصر، علم، قدرت، ارادہ۔

(۴) اللہ کے پانچ حرف ہیں۔ ا ل ل ا ہ

(۵) محمد (ﷺ) کے پانچ حرف ہیں۔ م ح م م د (محمد)

(۶) اولوالعزم مُرسل پانچ ہیں: نُوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، محمد (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

ارکانِ شریعت پانچ ہیں: محمد ﷺ ابوبکر، عمر، عثمان، علی

ارکانِ طریقت پانچ ہیں: محمد ﷺ علی، مقداد، سلمان، ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

ارکانِ حقیقت وجامعیت پانچ ہیں: محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

مقامِ نبوت پانچ ہیں: مقامِ وجود، مقامِ محمود، مقامِ خُلود، مقامِ مشہود، مقامِ قاب قوسین

مقامِ ولایت پانچ ہیں: مقامِ خوف، مقامِ رجا، مقامِ تسلیم ورضا، مقامِ فنا، مقامِ بقا

اس درود تاج میں آپ کے نام پانچ ہیں۔ مرفوع، مشفوع، مکتوب، محبوب، مطلوب

ارکانِ اسلام پانچ ہیں: کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ

اعداد نماز پانچ ہیں۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء

ارکانِ نماز پانچ ہیں۔ قیام، قعود، رکوع، سجدہ اولیٰ، سجدہ اُخریٰ

مراتبِ عبادت وحصولِ قرب پانچ ہیں: مجاہدہ، مراقبہ، مکاشفہ، مشاہدہ، مخاطبہ

حواسِ ظاہری پانچ ہیں: شامہ، ذائقہ، باصرہ، سامعہ، لامسہ

حواس باطنی بھی بدستور پانچ ہیں: مخیلہ، واہمہ، حافظہ، متصرفہ، حس

مشترک عقل پانچ ہیں: عقلِ معاش، عقلِ معاد، عقلِ فعال، عقلِ اول، عقلِ کل

نفس بھی پانچ ہیں: نفسِ امارہ، نفسِ لوامہ، نفسِ ملہمہ، نفسِ مطمئنہ، نفسِ راضیہ مرضیہ

(اختتام کلام رسالہ لطیفیہ)

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حدیبیہ کے روز لوگوں کو تشنگی اور پیاس نے مغلوب کر دیا۔ حضور ﷺ کے پاس ایک کوزہ تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا۔ تمام لوگوں نے آپ ﷺ کی طرف توجہ کی۔ آپ ﷺ نے

پوچھا۔ تمھیں کیا ہوگیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لیے پانی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ کو کوزہ میں بھگویا تو پانچوں انگلیوں سے پانی اس طرح جاری ہوا کہ سیراب ہوگئے اور ہم نے وضو کیا۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ کتنے لوگ تھے؟ انھوں نے کہا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی کافی تھا لیکن ہماری تعداد پندرہ سو تھی"۔

یہ معجزہ "نبع الماء" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ عجیب اتفاق ہے کہ یہ معجزہَ ماء بھی پانچ مختلف اوقات پر رونما ہوئے۔ سچ تو یہ ہے کہ "پنجۂ پنج آب" ﷺ کے نور کے دریا آج بھی ہم کو سیراب کرنے تشنگی بجھانے اور "وضو" کے لیے جاری وساری ہیں۔

ملحوظ رہے کہ وضو کا مقصود وضو کی دعا میں مضمر ہے۔

"اللهم ادخلنی برحمتک فی عبادک التوابین والمطهرین"۔

یا اللہ مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے خاص توبہ کرنے والے اور بہت بہت پاک صاف رہنے والے بندوں میں داخل کرلے۔ (آمین)

ضروری وضاحت

آخراً یہ وضاحت نہایت ضروری ہے کہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اس "مجموعہ پنجۂ" سے "پانچ" کی اہمیت جہاں اوامر میں ظاہر ہے وہاں نواہی میں بھی اتنی ہی اہمیت کی حامل ہے اور یہ مجموعہ لازماً "پانچ" کے ہندسہ سے بھی متعلق ہوجاتا ہے جیسا کہ قارئین کرام خود اندازہ لگالیں گے لیکن اس سے یہ مقصد ہرگز نہیں کہ "پانچ" کا ہندسہ (یا کوئی بھی پانچ) خاص تقدیس کا حامل ہے کہ اس وجہ سے ہم اس کی پرستش کریں بلکہ یہ بھی اللہ کے اسرار میں سے ہے یا کائنات کی بے شمار نشانیوں میں سے ایک ہے اس کی حکمت اللہ جو علیم حکیم ہے وہی جانتا ہے، یا اس کا حبیب ﷺ جو اللہ کی طرف سے یعلمهم الكتاب والحكمة پر معمور ہوکر "منبع العلم والحکم" ہے اور "معدن اسرار" ہو وہی جانتا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا حضور ﷺ سے قبل پانچ دفعہ نزول

بسم اللہ کی فضیلت

حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے لوح وقلم کو پیدا کیا تو سب سے پہلے قلم کو حکم دیا کہ لکھ، قلم لوح پر چلا اور اس پر وہ سب کچھ لکھ دیا جو قیامت تک ہونے والا ہے، قلم نے لوح پر سب سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحریر کیا، جب تک لوگ اس آیت کی تلاوت کرتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے امان مقرر فرمادی ہے۔ (۱) ساتوں آسمان والے (۲) بلند مرتبہ رکھنے والے (۳) بزرگی والے (۴) پردوں والے (۵) صف بستہ مقرب فرشتے (سب کے سب) اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھنے والے اس کو پڑھتے ہیں۔

بسم اللہ کا نزول پانچ دفعہ

(۱) یہ سب سے پہلی آیت ہے جو حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، انھوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ (اس کی برکت سے) میری اولاد عذاب سے محفوظ رہے گی۔

(۲) پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر یہ سورت نازل ہوئی اور انھوں نے اس کی تلاوت اس وقت فرمائی جب وہ منجنیق کے پلڑے میں بیٹھے تھے (آگ میں ڈالے جارہے تھے) اور اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ کو سلامتی کے ساتھ سرد فرمادیا، اس کے بعد اس کو اٹھالیا گیا۔

(۳) پھر موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اس کی برکت سے وہ فرعون اور اس کے جادوگروں پر، ہامان اور اس کے لشکر، قارون اور اس کے پیروؤں پر غالب آئے اس کے بعد اس کو پھر اٹھالیا گیا۔

(۴) پھر وہ چوتھی بار حضرت سلیمان علیہ السلام پر نازل ہوئی اس وقت ملائکہ نے کہا! بخدا آج آپ کی سلطنت کامل ہوگئی چنانچہ جس چیز پر حضرت سلیمان علیہ السلام بسم اللہ پڑھتے وہ ان کی تابع فرمان بن جاتی۔

جس روز حضرت سلیمان علیہ السلام پر بسم اللہ اتاری گئی تھی اللہ تعالیٰ نے سلیمان

علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل کے تمام لوگوں میں منادی کرادو کہ جو شخص اللہ کی امان کی آیت سننا چاہتا ہو وہ حضرت داؤد کے ہیکل (محراب داؤد) میں سلیمان کے پاس آجائے وہ وعظ کہنا چاہتے ہیں چنانچہ ہر وہ شخص جو اللہ کی عبادت کا شوق رکھتا تھا ان کی خدمت میں دوڑتا ہوا حاضر ہوا۔ چنانچہ تمام احبار بنی اسرائیل اور زہاد و عباد بنی اسرائیل کے تمام قبائل اور گروہ محراب داؤد میں حاضر ہو گئے (کوئی عابد و زاہد باقی نہ رہا) اس وقت حضرت سلیمان اُٹھے اور منبر ابراہیم علیہ السلام پر تشریف لے گئے اور ان کے سامنے آیت امان ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' تلاوت کی جس نے بھی اس کو سنا وہ خوشی سے جھوم اٹھا، سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول برحق ہیں غرضیکہ اس آیت کریمہ کے ذریعہ حضرت سلیمان روئے زمین کے سلاطین پر غالب آئے اور اسی کے ذریعے سے رسول کریم ﷺ کو مکہ فتح کروا دیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد اس آیت کو پھر اٹھا لیا گیا، اس کے بعد جب حضرت عیسیٰ ابن مریم پر نازل کی گئی تو وہ بہت خوش ہوئے اور آپ نے اپنے حواریوں کو اس کی خوشخبری سنائی، اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل فرمائی! اے کنواری مریم (بتول) کے فرزند! تم جانتے ہو کہ کون سی آیت تم پر نازل کی گئی ہے، یہ آیت امان ہے یعنی یہ فرمان باری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اس کو تم کھڑے، بیٹھے، لیٹے، آتے جاتے، چڑھتے اترتے ہر حال میں کثرت سے پڑھا کرو کیوں کہ جو شخص اس کا ورد رکھے گا وہ قیامت کے دن اس حال میں اُٹھے گا کہ اس کے نامۂ اعمال میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' آٹھ درجہ درج ہوگا اور وہ شخص مجھ پر ایمان لانے والا اور میری ربوبیت کا اقرار کرنے والا ہوگا۔ میں اس کو دوزخ سے آزاد کر کے جنت میں داخل کروں گا۔ لہٰذا بس ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کو اپنی قرأت اور اپنی نماز کے شروع میں پڑھنا چاہیے کیوں کہ جس نے اپنی قرأت اور اپنی نماز کے شروع میں اس کو پڑھا تو جب وہ مرے گا تو اس کو منکر و نکیر کا کچھ خوف نہ ہوگا اس پر موت کی سختی اور فشارِ قبر آسان ہو جائے گا اور میری رحمت اس کے شاملِ حال ہوگی میں اس کے لیے قبر کو کشادہ اور تاحد نظر روشن

کر دوں گا، میں اس کو قبر سے اس حال میں نکالوں گا کہ اس کا بدن گورا اور چہرہ ایسا نورانی ہوگا کہ وہ چمکتا ہوگا، میں اس سے بہت نرم حساب لوں گا، اس کی نیکیوں کو وزنی کردوں گا اور صراط پر اس کو نور کامل عطا کردوں گا۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور میدانِ حشر میں منادی سے ندا کراؤں گا کہ وہ سعید اور مغفور ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ! اے میرے رب! کیا یہ (انعام) میرے لیے خاص ہے۔ ارشاد ہوا تمہارے لیے بھی اور ان لوگوں کے لیے جو تمہارے پیرو ہیں اور تمہارے طریقہ پر چلیں گے تمہارے بعد احمد (مصطفیٰ ﷺ) اور ان کی امت کے لیے بھی (یہ انعام) خاص ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کی اطلاع اپنے پیروؤں کو دی اور ان کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔ میرے بعد ایک پیغمبر آئیں گے جن کا نام احمد (ﷺ) ہے۔ ان کے اوصاف اور کمالات ایسے ایسے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے تابعین اور پیروؤں سے حضور (ﷺ) پر ایمان لانے کا پختہ عہد لیا اور جب اللہ تعالیٰ آپ کو آسمان کی طرف اٹھانے لگا تو آپ نے اپنے اصحاب حوارین سے اس عہد کو تازہ کیا (اس عہد کی تجدید کی) چنانچہ جب تمام حوارین اور تبعین گزر گئے اور ان کے بعد دوسرے لوگ آئے تو خود بھی گمراہ ہو گئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کردیا۔ اور دین کو بدل کر دنیا کو لے لیا، اس وقت یہ آیت امان نصاریٰ کے سینوں سے اٹھالی گئی۔ صرف اُن چند لوگوں کے دلوں میں رہ گئی جو انجیل کے پیروؤں میں صاحب اسلام تھے جیسے بحیرا راہب وغیرہ۔

(۵) اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور مکہ میں سورہ فاتحہ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' اتاری گئی تو رسول خدا ﷺ نے حکم دیا کہ قرآن کریم کی سورتوں، خطوط اور کتابوں کے شروع میں لکھی جائے اس آیت کا نزول رسول خدا کے لیے عظیم فتح و کامرانی کا باعث ہوا۔ رب العزت نے اپنی عزت کی قسم یاد فرما کر فرمایا کہ جو مسلمان صاحبِ یقین اپنے کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے اس کو پڑھ لے گا میں اس میں ضرور برکت پیدا کروں گا اور جب بھی کوئی مسلمان اس کو پڑھتا ہے تو

جنت اس سے کہتی ہے "لبیک وسعدیک" الٰہی اپنے اس بندے کو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے صدقہ میں جنت میں داخل فرمادے اور جنت کسی بندے کے حق میں دعا کرے تو اس کا جنت میں جانا ضروری ہوجاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایسی کوئی دُعا رد نہیں ہوتی جس کے آغاز میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" ہو۔ آپ نے فرمایا قیامت کے دن بلا شبہ میری امت "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کہتی ہوئی آگے بڑھے گی اور میزان میں اس کی نیکیاں وزنی ہوجائیں گی اس وقت دوسری امتیں کہیں گی کہ امت محمدی (ﷺ) کے ترازو میں کس قدر وزنی اعمال ہیں، انبیاء ان کے جواب میں کہیں گے کہ اُمت محمدیہ کے کلام کا آغاز اللہ تعالیٰ کے تین ایسے ناموں سے ہے کہ اُن کو ترازوں کے ایک پلے میں رکھ دیا جائے اور تمام مخلوق کی برائیاں (گناہ) دوسرے پلے میں رکھ دیے جائیں تب بھی یقیناً نیکیاں ہی بھاری ہوں گی۔

حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو ہر مرض کی شفاء ہر دوا کا مددگار (شفا) ہر فقیر کے لیے تونگری آتشِ دوزخ سے پردہ، زمین میں دھنسنے سے اَمان، صورت مسخ ہونے اور سختی میں پڑنے سے محفوظ رہنے کا ذریعہ بتایا ہے جب تک لوگ اس کی تلاوت کرتے رہیں گے۔

﴿اللہ تعالیٰ کے پانچ متبرک نام سورۂ فاتحہ میں﴾

(۱) اللہ (۲) ربّ (۳) رحمٰن (۴) رحیم (۵) مالک۔

الحمد للہ ربّ العلمین o الرحمٰن الرحیم o مالک یوم الدین o ایاک نعبد و ایاک نستعین o اھدنا الصراط المستقیم o صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم والاالضآلین o

﴿سورۃ الفاتحہ کے جواب میں اللہ تعالیٰ کا پانچ باتیں ارشاد فرمانا﴾

"قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی نصفین ولعبدی ماسئال فاذاقال العبد الحمدللہ رب العلمین قال اللہ تعالیٰ حمدنی عبدی واذاقال الرّحمٰن الرحیم قال اللہ تعالیٰ اثنیٰ علی عبدی واذاقال ملٰک یوم

الذین قال مجدنی عبدی واذاقال ایاک نعبدوایاک نستعین .قال هذابینی وبین عبدی ولعبدی ماسئال فاذاقال اهدنا الصراط المستقیم ٥صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضآلین .قال هذالعبدی ولعبد ی ماسئال "(حدیث تقسیم صلوٰۃ۔مسلم)

جدول تقسیم بابت حدیث تقسیم الصلوٰۃ

تقسیم	آیات شمارہ	آیات قرآنی ذیلی	فرمان باری تعالیٰ	ترجمہ فرمان
اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص حصہ	۱	الحمدلله رب العالمین	حمدنی عبدی	میرے بندے نے میری حمدوثنا کی۔
	۲	الرّحمن الرّحیم	اثنیٰ علی عبدی	میرے بندے نے میری تعریف ستائش کی۔
	۳	ملک یوم الدین	مجدنی عبدی	میرے بندے نے میری عظمت اور بزرگی بیان کی کیوں کہ اس دن کو یاد کیا جبکہ ظاہری وباطنی عظمت محض میرے لیے مخصوص ہوگی۔
مشترک آیت	۴	ایاک نعبد (حق اللہ) ایاک نستعین (حق بندہ)	هذا بینی وبین عبدی ولعبدی ماسئال	یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک آیت ہے اور میرے بندے کے لیے اس کی مانگی مراد ہے۔

تقسیم	آیات شمارہ	آیاتِ قرآنی ذیلی	فرمان باری تعالیٰ	ترجمہ فرمان
خاص بندہ سے متعلق حصہ	۵ ۶ ۷	اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین	ھذا لعبدی و لعبدی ماسئال	یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے اس کی مانگی مراد ہے۔

قرآنِ کریم کے پانچ مقامات جہاں تعوذ کا حکم ہے

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

(۱) فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo (نحل ۱۶:۹۸)

ترجمہ: تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ چاہو مردود شیطان سے۔

(۲) واما ینزغنک من الشیطٰن نزغ فاستعذ باللہ انہ سمیع علیمo

(الاعراف ۷:۲۰۰)

ترجمہ: اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آپ کو ابھارے تو آپ اللہ کی پناہ چاہیں بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے

(۳) وقل رب اعوذبک من ھمزات الشیطین oواعوذبک رب ان یحضرونo (المومنون ۲۳:۹۷۔۹۸)

ترجمہ: اور تم عرض کرو کہ اے میرے رب تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔

(۴) واما ینزغنک من الشیطٰن نزغ فاستعذ باللہ انہ ھو السمیع العلیمo

(حٰم سجدہ ۴۱:۳۶)

ترجمہ: اور اگر آپ کو شیطان (کی جانب) سے وسوسہ (پیدا کرنے) سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو آپ اللہ کی پناہ مانگ لیں بیشک وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔

(۵)ان الذین اتقوا اذمسھم طئف من الشیطن تذکروا فاذاھم مبصرون O (الاعراف ۷:۲۰۱)

ترجمہ: جب کبھی شیطان پرہیزگاروں کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے وہ اس وقت اللہ کو یاد کرتے ہیں اور ان کو حق و باطل کا فرق فوراً معلوم ہو جاتا ہے۔

﴿شیطان کا اور ہمارا تعلق صرف باہمی دشمنی کا ہے﴾

ان الشیطن لکم عدو فاتخذوہُ عدوا (فاطر ۶)

ترجمہ: بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے۔ تم بھی اس سے دشمنی رکھو۔

ولقداضل منکم جبلا کثیرا افلم تکونوا تعقلون O (یٰسین:۶۲)

ترجمہ: شیطان نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا کیا تم نہیں سمجھتے؟

﴿صراطِ مستقیم پر چلنے والوں کے ساتھ شیطان کے پانچ کام﴾

تخلیق آدم کے وقت جب اللہ تعالیٰ نے تمام ملائکہ سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، جب اس سے پوچھا گیا کہ تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ تو اس نے برتری ظاہر کی اور کہا "انا خیر منہٗ" میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ اس لیے کہ تو نے مجھ کو پیدا کیا آگ سے اور اس (آدم علیہ السلام) کو پیدا کیا مٹی سے، اللہ تعالیٰ نے اس کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تجھے اس میں تکبر کرنے کا کوئی حق نہیں آج سے تو بہت ہی ذلیل ہے۔ اس نے قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت مانگی اللہ تعالیٰ نے اس لعین کی استدعا بھی قبول کی اور صور پھونکنے تک یعنی قیامت کے وقت جب دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اس کو مہلت دی اس وقت وہ بولا چونکہ تو نے مجھے آدم (علیہ السلام) کی وجہ سے ہدایت سے محروم کر دیا ہے تو جب وہ صراطِ مستقیم پکڑ لیں تو۔

(۱)قال فبما اغویتنی لاقعدن لھم صراطک المستقیم O

ترجمہ: وہ بولا چونکہ تو نے مجھے (آدم علیہ السلام کی وجہ سے) ہدایت سے محروم کر دیا ہے اس لیے میں بھی تجھ تک پہنچنے کی سیدھی راہ پر ڈیرہ ڈال کر بیٹھ رہوں گا۔

(۲)ثم لآ تینھم من بین اید یھم. پھر میں آؤں گا ان کے پاس ان کے سامنے سے

(۳) ومن خلفھم.	اور ان کے پیچھے سے
(۴)وعن ایما نھم۔	اور ان کی دائیں طرف سے
(۵)وعن شمآ ئلھم،	اور ان کے بائیں طرف سے
ولاتجدا کثر ھم شکرینo	اور تو نہ پائے گا ان میں سے بہتوں کو شکر گذار

(الاعراف ۷:۱۷)

یعنی تو نے انہیں بزرگی اور برتری تو دی ہے لیکن دیکھ لینا کہ ان میں سے اکثریت تیرا احسان نہیں مانیں گے۔

﴿شیطان کی ہمارے متعلق پانچ خواہشات﴾

(۱) دشمنی (۲) بغض وکینہ (۳) شراب اور جوا (۴) یادِ الٰہی سے غفلت (۵) نماز سے غفلت۔

انما یرید الشیطٰن	شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ
(۱)ان یوقع بینکم العداوۃ	ڈال دے تمہارے درمیان دشمنی
(۲)والبغضآء	اور بغض (کینہ، حسد)
(۳) فی الخمر والمیسر.	شراب اور جوئے کی وجہ سے (شراب اور جوئے کی طرف راغب کرے)
(۴)ویصد کم عن ذکر اللہ.	اور باز رکھے تم کو یادالٰہی سے (ذکرالٰہی سے)
(۵)وعن الصلوٰۃ.	اور (باز رکھے) تم کو نماز سے (یعنی نماز سے غافل کردے)
فھل انتھم منتھون.	تو کیا تم اب بھی ان سے باز نہ آ ؤ گے؟ (المائدہ۵:۹۱)

تعوذ کے پانچ فائدے

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

یا

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم

تعوذ کے فائدے

اعوذ باللہ پڑھنے سے پانچ فائدے بندے کو حاصل ہوتے ہیں۔اول دین وہدایت پر استقامت، دوم شیطان مردود کے شراور فساد سے بچاؤ، سوم اللہ کی پناہ کے مضبوط قلعہ اور قرب کے مقام پر داخلہ، چہارم پیغمبروں، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ مقام امن تک رسائی۔ پنجم مالکِ زمین وآسمان کی امداد کا حصول۔

بعض کتب سابقہ میں آیا ہے کہ جب شیطان لعین ومردود نے اللہ سے کہا کہ میں تیرے بندوں کے آگے، پیچھے اور دائیں بائیں سے آؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی عزت وعظمت کی قسم ان کو میں حکم دوں گا کہ وہ تیرے اغواء سے بچنے کے لیے میری پناہ میں آنے کی درخواست کریں، جب وہ مجھ سے یہ درخواست کریں گے تو میں اپنی ہدایت کے ذریعہ دائیں جانب سے اور اپنی عنایت کے ذریعہ بائیں طرف سے اپنی نگہداشت کے ذریعہ ان کی پشت سے اور اپنی عنایت کے ذریعہ ان کے سامنے سے ان کی حفاظت کروں گا۔اے ملعون تیرا بہکانا ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ ایک مرتبہ اللہ کی پناہ مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ دن بھر اس کی حفاظت فرماتا ہے۔حضور ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر کے گناہوں کے دروازوں کو مقفل کردو اور بسم اللہ پڑھ کر طاقت وبندگی کے دروازوں کو کھول دو، روایت ہے کہ مومن کو گمراہ کرنے کے لیے ابلیس (لعین) روزانہ ۳۶۰ لشکر بھیجتا ہے جب مومن اللہ کی پناہ مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کی طرف تین سو ساٹھ مرتبہ نظر فرماتا ہے اور ہر مرتبہ نظر فرمانے سے شیطان

کا ایک لشکر تباہ ہو جاتا ہے۔

شیطان کن چیزوں سے ڈرتا ہے

وہ چیز جس سے شیطان ڈرتا اور بھاگتا ہے وہ یا تو استعاذہ (اللہ کی پناہ طلب کرنا) ہے یا عارفوں کے دلوں کی نورِ معرفت کی شعاع ہے، اگر تم عارفوں میں سے نہیں ہو تو تم پر متقیوں کا استعاذہ لازم ہے یہاں تک کہ تم عارفوں کے درجہ تک پہنچو، جب تم عارفوں میں سے ہو جاؤ گے تو تمہارے دل کی نورانی شعاع شیطان کی شوکت کو توڑ ڈالے گی اور اس کے شر کو نیست کر دے گی اور اس کے اثرات فنا ہو جائیں گے تمہاری ذات کے اندر اس کا جو لشکر کارفرمائی کے لیے موجود ہے اس کے پاؤں اکھڑ جائیں گے اور پھر بسا اوقات ایسا ہوگا کہ تم اپنے بھائیوں اور اپنے پیروؤں کے لیے نگہبان بن جاؤ گے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! شیطان تمھارے سایہ سے بھاگتا ہے! آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس وادی سے عمر گذرتے ہیں شیطان اس وادی کو چھوڑ کر دوسری وادی میں چلتا ہے۔ ایک ضعیف روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھ کر شیطان بدحواس ہو جاتا ہے۔

شیطان جب کسی بندے میں اپنی عداوت اور مخالفت کی تصدیق کر لیتا ہے اور بندے کی سچائی اس پر ظاہر ہو جاتی ہے تو وہ اس سے مایوس ہو کر اس کو چھوڑ دیتا ہے اور دوسرے کی طرف متوجہ ہوتا ہے لیکن پوشیدہ طور پر چھپتا چھپاتا آتا رہتا ہے لہٰذا بندے کو چاہئے کہ صدق پر سختی سے قائم رہے اور شیطان کے وار سے ہوشیار رہے اس لیے کہ اس کا سوراخ باریک ہے اور اس کی دشمنی حقیقی اور پرانی ہے۔ وہ گوشت پوست میں خون کی طرح رواں رہتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ وہ کبر سنی میں دعا مانگا کرتے تھے کہ الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں زنا کروں یا کسی کو قتل کروں! کسی نے اُن سے دریافت کیا کہ آپ کو یہ خوف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہ خوف کروں جب کہ شیطان زندہ ہے۔

شیطان سے بچنے کی تدابیر

جن کلمات کے ساتھ شیطان سے جنگ کرنے اور اس کو دور کرنے پر استقامت حاصل ہوتی ہے وہ کلمہ اخلاص اور رب العزت کا ذکر کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد ربانی کو نقل کرتے ہوئے فرمایا لاالٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو شخص یہ کلمہ کہے گا میرے قلعہ میں داخل ہو جائے گا جو میرے اس قلعہ میں داخل ہو جائے گا وہ میرے ہر عذاب سے محفوظ ہو جائے گا۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ جس نے پورے اخلاص کے ساتھ لاالٰہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ شیطان عذاب کا وسیلہ ہے۔ بندہ جب کلمۂ توحید پڑھتا اور کلمہ توحید کے تقاضے یعنی واجبات کے ادا کرنے اور ممنوعات کے ترک کا لباس پہن لیتا ہے اور شیطان یہ لباس اس کو پہنے دیکھتا ہے تو اس سے دور بھاگ جاتا ہے اور اس کے پاس آنے کی جرأت نہیں کرتا۔ جس طرح جنگ میں سپاہی سپر کے ذریعے دشمن کے اسلحہ سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح بندہ شیطان کے فتنے سے بچ جاتا ہے۔ (گویا یہ چیزیں اس کے لیے سپر (ڈھال) بن جاتی ہیں)

بسم اللہ کا ذکر بھی بکثرت کرنا چاہئے روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سنا کہ ایک شخص کہہ رہا تھا کہ ''شیطان ہلاک ہو'' آپ نے فرمایا ایسا نہ کہو کیوں کہ اس طرح شیطان اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگتا ہے اور کہتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم! میں نے تجھ پر غلبہ پا لیا بلکہ اس کے بجائے تم بسم اللہ کہو کیوں کہ اس سے شیطان چھوٹا بنتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک چیونٹی کے برابر بن جاتا ہے۔

شیطان سے مقابلہ کرنے کی ایک اہم صورت یہ بھی ہے کہ اللہ کے فضل کے علاوہ دنیا والوں سے کسی قسم کا طمع نہ رکھے نہ دنیا والوں کی مدد کی، نہ ان کے مال کی، نہ اُن کی تعریف کی، نہ ان کے جتھے اور گروہ کی، نہ انکے تحفہ وہدایا کی، کیوں کہ دنیا اور دنیا والے سب شیطان کی فوج اور اس کا جتھا ہیں۔ دنیا میں آدمی اپنے مال کے ساتھ اور بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ ہوتا ہے لہٰذا بندے پر لازم ہے کہ ہر ایک سے امید منقطع

کرلے،اللہ پر توکل اور بھروسہ کرکے ہر ایک سے بے نیاز ہوجائے اپنے تمام معاملات میں تمام حالات میں صرف اللہ کی طرف رجوع کرے،حرام اور حرام کے شبہ سے بھی گریز کرے۔مخلوق کا احسان نہ لے،مباح اور حلال چیزوں کے استعمال میں بھی کمی کردے۔خواہشِ نفس اور حرص کے ساتھ کھانا نہ کھائے اور اس لکڑہارے کی طرح کثائی نہ کرے جو بغیر دیکھے بھالے اور تمیز کے رات کے اندھیرے میں لکڑیاں جمع کرتا تھا(تر وخشک کا کچھ تمیز نہ تھا)جو شخص اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کا کھانا کہاں سے آتا ہے(حلال ذریعہ سے یا حرام سے)تو اللہ تعالیٰ بھی پروانہیں کرتا کہ اس کو دوزخ کے کون سے دروازے سے داخل کرے،لہٰذا بندے کو چاہئے کہ ان تمام باتوں کا خیال رکھے اور اس طرح کاربند ہو کہ شیطان اس سے ناامید ہوجائے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم سے وہ محفوظ ہوجائے اگر بندے نے ان باتوں پر عمل نہیں کیا تو شیطان اس کے دل اور سینے پر سوار ہوگا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہٗ شیطانا فھو لہٗ قرین ○ (الزخرف ۴۳:۳۶)

جو شخص رحمٰن کے ذکر سے غافل ہوجاتا ہے ہم اس پر شیطان کو مسلط کردیتے ہیں۔

پس شیطان اس کا ساتھی بن جاتا ہے،کبھی نماز میں وسوسہ ڈالتا ہے کبھی ایسی باطل نفسانی خواہشوں میں مبتلا کردیتا ہے جو حرام یا مباح ہوتی ہیں اور کبھی وہ بندے کو فرائض کی بجا آوری،نیک اعمال،سنن وواجبات،عبادات اور اطاعات کے بجالانے میں رخنہ ڈالتا ہے جس کے نتیجے میں بندے کو دنیا اور آخرت کا خسارہ اٹھانا پڑتا ہے اور اس کا حشر شیطان کے ساتھ ہوتا ہے،بسا اوقات آخر عمر میں اس کا ایمان بھی چھین لیتا ہے۔جس کے باعث وہ قیامت کے دن جہنم کے اندر فرعون،ہامان اور قارون کی معیت میں ہوگا۔ہم اللہ تعالیٰ سے ایمان کے چھن جانے اور ظاہر و باطن میں شیطان کی پیروی کرنے سے پناہ مانگتے ہیں۔(ماخوذ از غنیۃ الطالبین)

﴿شیطان کا کامیاب ترین طریقہ واردات﴾

﴿پانچ مقامات جہاں کلام الٰہی میں اس کی نشاندہی﴾

﴿برائی کو بھلا (مزین) خوشنما کرکے دکھاتا﴾

(۱) ولقد ارسلنا الیٰ امم من قبلک فاخذنھم بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون ○ فلولا اذجاء ھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم وزین لھم الشیطٰن ماکانوا یعملون ○ (الانعام ۴۲:۴۳)

ترجمہ: اور ہم بھیج چکے ہیں رسول کئی امتوں کی طرف آپ سے پہلے پھر ہم نے پکڑا انہیں سختی اور تکلیف سے تاکہ وہ گڑگڑائیں۔ پھر جب آیا ان پر ہمارا عذاب تو وہ کیوں نہ گڑگڑائے لیکن سخت ہوگئے ان کے دل اور خوشنما کردیے ان کے لیے شیطان نے وہ کام جو وہ کرتے تھے۔

(۲) واذزین لھم الشیطٰن اعمالھم وقال لاغالب لکم الیوم من الناس وانی جارلکم فلما ترات الفئتٰن نکص علیٰ عقبیہ وقال انی بریٓء منکم انی اریٰ مالا ترون انی اخاف اللہ واللہ شدید العقاب ○ (الانفال:۴۸)

ترجمہ: اور جب اچھے خوشنما کردکھائے ان کو شیطان نے ان کے عمل اور کہنے لگا کہ کوئی بھی غالب نہیں ہوسکتا تم پر آج لوگوں میں سے اور میں مددگار ہوں تمہارا پھر جب آمنے سامنے ہوئے دونوں لشکر تو وہ واپس لوٹا الٹے پاؤں اور کہنے لگا میں بیزار ہوں تم سے کیوں کہ میں دیکھ رہا ہوں وہ چیز جو تم نہیں دیکھتے میں تو ڈرتا ہوں اللہ سے اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

(۳) تاللہ لقد ارسلنا الیٰ امم من قبلک فزین لھم الشیطٰن اعمالھم فھو ولیھم الیوم ولھم عذاب الیم ○ (النحل ۱۶:۶۳)

ترجمہ: اللہ کی قسم ہم نے بھیجے ہیں (رسول) کئی امتوں کی طرف آپ سے پہلے بھی پھر آراستہ کردیے ان کے لیے شیطان نے ان کے اعمال پس وہی دوست ہے ان کا بھی آج کے دن اور ان کے اوپر عذاب ہے دردناک۔

(۴) وجدتها وقومها یسجدون للشمس من دون اللہ وزیّن لهم الشیطٰن اعمالهم فصدهم عن السبیل فهم لایهتدون o الایسجدوا للہ الذی یخرج الخب فی السموت والارض ویعلم ماتخفون وماتعلنون o (النمل ۲۷:۲۴)

ترجمہ: میں نے پایا اس کو اور اس کی قوم کو کہ وہ سجدہ کرتے ہیں سورج کو سوائے اللہ کے اور آراستہ کر دیے ان کے لیے شیطان نے ان کے عمل پس اس نے روک دیا ان کو راہِ (حق) سے وہ راہ نہیں پاتے کہ وہ سجدہ نہیں کرتے اس اللہ کو جو نکال ظاہر کرتا ہے ہر چھپی بات کو آسمانوں اور زمین کی اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو۔

(۵) وعاداً وثمود وقدتبیّن لکم من مسٰکنهم وزیّن لهم الشیطٰن اعمالهم فصدهم عن السبیل وکانوا مستبصرین (العنکبوت ۲۹:۳۸)

ترجمہ: اور (ہلاک) کیا قوم عاد اور قوم ثمود کو اور واضح ہو چکا تم پر ان کے گھروں سے اور آراستہ (خوشنما) کر دیا تھا ان کے لیے شیطان نے ان کے (برے) عملوں کو پس اُس نے روک دیا ان کو راہِ (حق) سے حالانکہ وہ تھے بڑے ہوشیار۔

شیطان کی پانچ اولاد اور ان کے نام و کام

زید ابن مجاہد فرماتے ہیں کہ ابلیس کی پانچ اولاد میں سے ہر ایک اپنے کام پر مقرر ہے ان شیاطین کے نام و کام یہ ہیں۔

(۱) ثبر

ثبر کی ذمہ داری یہ ہے کہ انسانوں کے مصائب و آلام کاروبار بڑھانے میں اپنا کردار ادا کرے۔

(۲) اعور

اعور کے دائرہ کار میں زنا کاری اور فحاشی پھیلانے کے اڈے ہیں۔ اس فعل بد کی (جو معاشرے میں زبردست تباہی پھیلاتا ہے) ترغیب و تشہیر اس کے ذمہ ہے (یہی اس بات کی علامت ہے کہ فحاشی اور سیہ کاری میں مبتلا شخص اپنی بداعمالی اور تعیش

پسندی پر غرور کرتا ہے اور اتراتا ہے)

(۳) سبوط

بدنہاد سبوط (سبوط) لوگوں میں کذب و افتراء، غیبت، نفاق اور نفرت خوب پھیلاتا ہے۔

(۴) راسم

راسم کا کام یہ ہے کہ آدمی کے ساتھ گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر والوں کی غلطیوں، کوتاہیوں کو بڑھا چڑھا کر دکھاتا ہے تاکہ مرد غم وغصہ سے مغلوب ہو اور اس کا غضبناک ہونا اس کی عائلی زندگی کو سکون اور اتفاق سے محروم کردے۔

(۵) زکنبور

زکنبور اپنا فتنہ وفساد بازار میں پھیلاتا ہے۔ جھوٹ، ملاوٹ، بے ایمانی، نفع خوری اور جائز و ناجائز طریقہ سے حرام مال کمانے کے جھنڈے بازار میں گاڑتا ہے گلی سڑی اشیاء اچھی کہہ کر بیچنا، کم تولنا و ناپنا، دو کے چار اور چار کے آٹھ وصول کرنا، سود، سٹہ، چور بازاری، ذخیرہ اندوزی، لوٹ کھسوٹ، ناجائز تجارت کے دھندے فنی تقاضے کہلانے لگے ہیں۔ ناجائز نفع خوری، رشوت ستائی کامیاب کاروبار کی علامت بن گئے ہیں۔ (ماخوذ (تلخیص) تلبیس ابلیس) امام حافظ جمال الدین

سورۃ النّاس میں ''النّاس'' کا پانچ مرتبہ آنا

شیطان کا دوسرا نام خناس بھی ہے۔ جس وقت شیطان وسوسوں کا حربہ استعمال کر کے اجنا و انسانوں پر غلبہ کرتا ہے تو وہ خناس ہو جاتا ہے اور جس سے پناہ مانگنے کے لیے اللہ رب العزت نے ''سورہ الناس'' قرآن کی آخری سورت نازل کی ہے ایک طرح سے جب شیطان اپنے جمیع حربوں سے ناکام ہوتا ہے تو آخری حربہ ''وسوسہ'' ہوتا ہے جہاں سورہ النّاس میں ''وسواس الخنّاس'' کی نشاندہی کی گئی ہے۔ وہاں النّاس کی پانچ مرتبہ تکرار بھی ہے۔

قل اعوذ برب الناس ٥ ملک الناس ٥ الٰہ الناس ٥ من شر الوسواس

الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس ○من الجنة والناس ○

لا الٰه الا اللہ واللہ اکبر اللّٰہ اکبر وللہ الحمد ۔

براہ راست اعوذ پڑھنے کے ساتھ جہاں بسم الرحمٰن الرحیم کے اور ہزار ہا فوائد ہیں وہاں اس کا ذکر شیطان سے بھی پناہ دیتا ہے بلکہ یہ شیطان پر تیغ زنی کا کام کرتا ہے۔اس لیے کہ: ب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہوئی تو بروایت حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ کہ شیطان پر آسمان سے انگاروں کی آگ کی مار پڑی۔ایک اور روایت ہے کہ ابلیس نے اپنا سر پیٹ لیا۔

تین مرتبہ شیطان چیخ چیخ کر رویا کہ ایسا کبھی نہیں رویا۔ایک تو اس وقت جب اس کو مردود وملعون بنا کر عالمِ ملائکہ سے خارج کردیا گیا، دوسرے سرور کونین ﷺ کی ولادت کے موقع پر، تیسرے اس وقت جب سورہ فاتحہ نازل کی گئی جس میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''موجود ہے۔ پس جہاں اعوذ باللہ پڑھوتو اس کے بعد ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پکڑ کے رکھو۔

﴿پانچ آیات اوّل وحی﴾

(۱)اقرا باسم ربک الذی خلق○	پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔
(۲)خلق الانسان من علق○	پیدا کیا انسان کو خون بستہ سے
(۳) اقراوربک الاکرم○	پڑھیے اور آپ کا رب سب سے بڑھ کر کرم والا ہے۔
(۴)الذی علم بالقلم○	جس نے سکھایا قلم سے
(۵)علم الانسان مالم یعلم○	سکھایا انسان کو جو وہ نہ جانتا تھا۔

قبل از بعثت حضور ﷺ غارِ حرا کے اندر عبادتِ الٰہی میں مصروف تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آئے اور حضور سے کہا اقـــرا ء (پڑھیے) آپ نے جواب دیا مــآ انـا بقـاری (میں پڑھا ہوا نہیں) حضرت جبرئیل علیہ السلام نے

آپ کو زور سے بھینچا اسی طرح تین مرتبہ سوال وجواب کے بعد یہ آیتیں پڑھنے کے لیے کہا اور آپ پڑھنے لگے (العلق ۹۶:۱ تا ۵)

غور طلب پانچ نکات

(۱) ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں'' عربی ان کی زبان۔ اگر زبانی دوہرانے کی بات تھی تو پڑھنا نہیں آنے سے ان کا چہ معنی وارد؟ کیا ''الکتاب'' پڑھنے لگے؟

(۱) سورۃ العنکبوت (۲۹) کی آیت (۴۸) میں فرمانِ الٰہی ہے ''اور نہیں پڑھتے تھے آپ اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتے تھے اس اپنے داہنے ہاتھ سے تب شبہ کرتے کافر۔''

وماکنت تتلو من قبله من کتاب ولاتخطهٗ بیمینک اذا لارتاب المبطلون ٥

(۲) قرآن سے قبل ''اس سے قبل'' نہ پڑھتے تھے، تھے میں ماضی کا صیغہ ہے یہ نہ کہا نہیں پڑھتے ہیں، نہ لکھتے ہیں کوئی کتاب علاوہ قرآن کے واللہ اعلم۔

(۳) سورۃ اقرا میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پڑھیے اور آپ کا رب سب سے بڑھ کر کرم کرنے والا ہے جس نے سکھایا قلم سے، سکھایا انسان کو جو وہ نہ جانتا تھا، انسان کون انسان ہے؟ انسانِ کامل ﷺ اول الانسان۔

(۴) یعلمکم الکتاب اور وہ کتاب پڑھاتے ہیں، تعلیم دیتے ہیں یعنی معلم الکتاب ہیں۔

(۵) ''یتلو کم ایتنا'' یتلو (حافظہ سے پڑھنا اور الکتاب دیکھ کر پڑھنا یعنی دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔) اوّل ''اقراء'' دوم ''یتلو'' سوم ''حضور کا فرمانا کہ ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں'' چہارم اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ اس سے قبل آپ نہ پڑھتے تھے نہ اپنے سیدھے ہاتھ سے لکھتے تھے۔

مزید: سنقرئک فلاتنسیٰ یعنی ہم خود پڑھائیں گے آپ نہ بھولیں گے۔

تحقیق یہ ہے کہ:

حضور علیہ السلام کو رب عزوجل نے اپنی قدرت سے لکھنے کا بھی علم عطا فرمایا اور آپ لکھنا جانتے تھے جس کے متعلق روایات ملتی ہیں۔ ایک تو روح البیان میں اسی

آیت کے تحت یہ لکھا۔ دوسرے شارح قصیدہ بردہ خرپوتی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتب وحی سے روایت کی کہ حضور انور ﷺ نے مجھ کو دوات رکھنے قلم پکڑنے اور حروف لکھنے کے طریقہ کی تعلیم فرمائی کہ اس طرح رحمٰن کی میم لکھو، اور اس طرح فلاں فلاں حروف لکھو، تیسرے پارے جلد اول کتاب الصلح میں ہے کہ صلح حدیبیہ کے دن جب صلح نامہ لکھا گیا، تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کی طرف سے کاتب تھے۔ لکھا گیا کہ محمد رسول اللہ۔ کفار نے کہا، آپ رسول اللہ نہ لکھیں بلکہ لکھیں محمد ابن عبداللہ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا گیا، کہ اچھا اتنے لفظ رسول اللہ پر قلم کھینچ دو۔ حضرت علی نے اس سے انکار کیا کہ میرا قلم اس پر نہ چلے گا، حضور علیہ السلام نے خود اس پر خط کھینچا۔

نیز اس بخاری میں حدیث قرطاس میں ہے کہ مرض وفات شریف میں جمعرات کے دن فرمایا۔

ابرنی بکتٰب اکتب لکم بکتٰب لن تضلوا بعدہٗ ابدا۔

یعنی ہمارے پاس کاغذ لاؤ ہم کچھ لکھ دیں کہ اس کے بعد کبھی بے راہ نہ ہو۔

اب قرآن کریم کا علم خط کی نفی فرمانا زمانۂ نبوت سے پہلے کے متعلق ہے یعنی آپ ظہور نبوت سے پہلے خط نہ جانتے تھے، بعد نبوت جہاں اور علوم دیئے وہاں علم خط وقلم بھی دیا، ہاں لکھنے کی عادت اختیار نہ فرمائی، اور کیوں لکھتے، ان کی لوح لوح محفوظ، ان کا قلم قلمِ اعلیٰ، ان کو کیا ضرورت تھی کہ آپ اس دنیاوی قلموں سے ان کاغذوں پر لکھتے۔ (روح البیان یہ ہی آیت)

ضروری ہدایت

سب سے اول لکھنے والے حضرت آدم علیہ السلام ہیں کہ آپ نے عربی، فارسی، عبرانی، رومی، قبطی، بربری، اندلسی، ہندی اور چینی زبانیں مٹی پر لکھیں، پھر ان سے یہ زبانیں ان کی اولاد کی طرف منتقل ہوئیں، چنانچہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے خط عربی میں لکھا، کیوں کہ عرب آپ ہی کی نسل سے ہیں، وہ جو روایت میں آتا ہے "اول

من خط بالقلم ادریس علیہ السلام ''یعنی قلم سے سب سے پہلے لکھنے والے ادریس علیہ السلام ہیں یہاں خط سے مرادِ علمِ جفر کے نقوش ہیں نہ کہ زبانوں کی تحریر۔ واللہ اعلم (روح البیان)

پنج کلمہ شریعت

(۱) اول کلمہ طیبؔ (۲) دوم کلمہ شہادت (۳) سوم کلمہ تمجید (۴) چہارم کلمہ توحید
(۵) پنجم کلمہ ردکفر

اول کلمہ طیب

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ترجمہ: نہیں ہے کوئی خدا (معبود) سوا اللہ کے محمد اللہ کے پیغمبر ہیں۔

دوم کلمہ شہادت

اشھدان لاالہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واشھدان محمد ا عبدہٗ ورسولہ ؕ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

سوم کلمہ تمجید

سبحان اللہ والحمدللہ ولاالٰہ الا اللہ واللہ اکبر ؕ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ؕ

ترجمہ: پاک ہے اللہ اور تمام تعریف وتوصیف ثنا محبت وعشق اللہ کے لیے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو عالی شان عظمت والا ہے۔

چہارم کلمہ توحید

لا الہ الااللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت وھوحی لایموت ابدا ابدًا ؕ ذوالجلال والاکرم ؕ بیدہ الخیر ؕ

وھو علیٰ کلّ شئٍ قدیر ؕ

ترجمہ: نہیں کوئی معبود سوا ایک اللہ کے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کی بادشاہی ہے اور اس کے لیے تمام تعریف حمد ہے وہ زندگی دیتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہے جو مرے گا نہیں عظمت اور بزرگی والا ہے۔ بہتری اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پنجم کلمہ استغفار ورد کفر وشرک ﷺ

اللّٰھم انی اعوذبک من ان اُشرک بک شیئًا وانا اعلم بہ واستغفرک لمالا اعلم بہٖ تبت عنہ وتبرأت من الکفر والشرک والکذب والغیبۃ والبدعۃ والنمیمۃ والفواحش والبھتان والمعاصی کلھا و اسلمت وآمنت واقول اشھد ان لاالٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واشھد ان محمدا عبدہٗ ورسولہٗ ؕ

ترجمہ: اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ کسی چیز کو تیرا شریک بناؤں اور مجھے اس کا علم ہو، اور میں معافی مانگتا ہوں تجھ سے اس (گناہ) سے جس کا مجھے علم نہیں، میں نے اس سے توبہ کی اور بیزار ہوا کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ سے اور غیبت سے، اور بدعت، چغلی اور بے حیائی کے کاموں سے اور تہمت لگانے سے اور باقی ہر قسم کی نافرمانیوں سے، اور میں ایمان لایا اور میں کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

نوٹ: ملحوظ رہے کہ کلمہ کی تعداد وتعین دونوں بدعتِ حسنہ میں شامل ہیں۔ چھ کلمے یاد کرائے جاتے ہیں۔ مروجہ پانچواں ''کلمہ استغفار'' ہے جس میں ''ذنوب'' گناہوں سے توبہ ہے اس میں رد کفر وشرک صراحتاً واعلاناً نہیں ہے۔ حالانکہ ''چوتھا کلمہ توحید'' کے ساتھ رد کفر وشرک ''بالسان'' (اعلان) وبالقلب لازمہ ہونا چاہیے جس کا تقاضہ مروجہ چھٹے کلمہ جس کو ''کلمہ رد کفر'' کہتے ہیں سے ہی پورا ہوتا ہے کلمہ رد کفر میں معاصی

کلیا یعنی جمیع ذنوب وگناہ ونافرمانی نہ صرف مضمر ہے بلکہ علاوہ کفروشرک کے صراحتاً عنواناً استغفار وتوبہ شامل ہے:

اور میں معافی مانگتا ہوں تجھ سے (اس گناہ سے) جس کا مجھے علم نہیں میں نے توبہ کی.....اور جھوٹ (جو جمیع گناہ کی اصل اور ابتداء ہے) غیبت سے، بدعت سے، چغلی سے، بے حیائی کے کاموں سے (کبائر وصغائر) تہمت لگانے سے اور ہر قسم کے گناہ اور نافرمانیوں سے۔۔

یہاں پنج کلمہ شریعت کہنے سے یہ مطلب ہرگز نہ لیا جائے کہ مروجہ چھ کلموں کا اقرار نہیں۔صرف یہ کہ ان پانچ کلموں کا مفہوم مطلب ومعنی ومقصود اقرار باللسان وبالقلب شرعی تقاضہ پورے کر دیتا ہے۔کلمہ استغفار بھی مندرج ہے:

کلمہ استغفار

استغفر الله ربی من کل ذنب اذنبتهٗ عمدًا او خطاء سرا او علانیة و اتوب الیه من الذنب الذی اعلم ومن الذنب الذی لا اعلم انک انت علام الغیوب وستار العیوب وغفار الذنوب ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم.

ترجمہ: میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں، جو میرا پروردگار ہے، ہر گناہ سے جو میں نے جان بوجھ کر کیا یا بھول کر در پردہ یا کھلم کھلا، اور میں توبہ کرتا ہوں اس کے حضور میں اس گناہ سے جو مجھے معلوم ہے اور اس گناہ سے جو مجھے معلوم نہیں اے اللہ بیشک تو غیب کا جاننے والا ہے اور عیبوں کا چھپانے والا ہے اور گناہوں کا بخشنے والا ہے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بلند وبالا شان وعظمت والا ہے۔(مخزنِ تصوف)

رُکنِ اوّل　　توجیہہ العجیب　　الشہادۃ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

لاَ الٰہ	اِلاَّ اللّٰہُ	مُحَمَّدٌ	رَسُوْلُ	اللّٰہ

کلمہ طیبہ میں پانچ فقرے ہیں لا الہ فقرہ نفی اور الا اللہ فقرہ اثباتی اور محمد تجلی ذاتی اور رسول تجلی صفاتی اور اللہ جامع اسماء ذات وصفات معنی کل الکل۔

یہ کلمہ اسلام کا دروازہ اور دین وایمان کی بنیاد ہے، سارے نبیوں کا سب سے اہم اور اوّل سبق ہے اور دین کی باتوں میں اس کا درجہ سب سے اونچا ہے۔ اس کو پڑھ کر عمر بھر کا کافر اور مشرک بھی مومن اور مسلمان اور نجات کا مستحق ہو جاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ جہاں زبان سے اقرار کیا ہے وہاں قلب سے بھی اس کو مانا اور قبول کیا ہو۔ یعنی توحید ورسالت کا اقرار باللسان اور تصدیق ''بالقلب'' ہو۔

اس کلمہ کے دو جزو ہیں:

اوّل: لا الٰہ الا اللہ　　دوم: مُحمد رسول اللہ

جزو اول کی ابتدا ''جس کا مقصود تمام ظاہری و باطنی بتوں کی نفی، ان سے بیزاری اور چھٹکارا حاصل کرنا ہے۔ ان جمیع بتوں کی جن کو انسان نے اپنا معبود بنالیا ہے'' الا اللہ'' سے مقصود اللہ تعالیٰ کی توحید کا اور صرف اللہ کا معبودِ حقیقی ہونے کا اقرار اور عہد ہے۔

کائنات کی ہر شئے اللہ کی خلق کی ہوئی ہے۔ اس کی پیدا کی ہوئی کوئی چیز یا ہستی معبود نہیں ہوسکتی۔ ''الہٰ'' میں گارے مٹی کے بنائے بت انسان، جانور، چاند، سورج، تارے، آگ، ہوا، سانپ، بچھو، گائے، بیل، نباتات میں درخت پودے، سونا چاندی زر و جواہر وغیرہ وغیرہ تو صنم پرستی یعنی بت پرستی میں آتے ہی ہیں جو اصنام ظاہر ہیں لیکن نفسانی خواہشات بھی ''الہٰ'' میں شامل ہیں جو ''اصنام باطنی'' ہیں یا ''باطنی الہٰ''۔

نفسانی خواہشات مثلاً طمع وبخل، حرص و ہوس، حبِ جاہ وحشمت، نام ونمود، رنگ

ونسل، غیظ وغضب، کبروشہوت اوران سے مغلوب ہوکر کام کرنا یاان نفسانی خواہشات کی اتباع کرناان کواپنا ''الٰہ'' بنانے کے مترادف ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی سے ظاہر ہے۔

افرء یت من اتخذالٰھہٗ ھواہ......الخ (جاثیہ:۲۳)

ترجمہ: پس کیا آپ نے دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو'الٰہ'' (معبود) بنارکھا ہے؟

لاالٰــہ: چنانچہ مذکورہ آیت کی روشنی میں لا الٰــہ کے یہ معنی نہیں کہ ''کوئی معبودلائق عبادت نہیں'' نعوذ باللہ بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ معبودلائق عبادت نہیں جن کوتو معبود بنا بیٹھا ہے۔ پس لاالٰہ ماسویٰ کی نفی ہے۔تمام تعلقات سے اپنے کومنقطع کرنا ہے۔یہ جو دنیوی بت اوراپنے وجود کے بھروسے انسان نے کرر کھے ہیں۔ان کوکالعدم کرنا ہے یہی وہ بت ہیں جن کوانسان نے اپنا کارساز اپنارب بنارکھا ہےاوررات دن ان کا سہارالے کرجی رہا ہے یاپھراپنی مختلف قسم کی طاقتوں،صلاحیتوں کوجوخوداس کے وجود سے بھی نچلی سطح پر ہیں اتنابڑھاتا ہے کہ اسی میں عمر گذاردیتا ہے یوں پتھر کے بت توڑنے میں کیا ملے گا جب اپنے صنم خانے میں لاکھوں بت سمائے ہوں......تو باہر کے بت کیا حقیقت رکھتے ہیں۔

کہیں اپنی عقل وذہانت ہے کہیں علم وہنرکا،کہیں طاقت، دولت کا،کہیں دنیاوی وسیلوں کا اور دنیاوی کمائی کا، کہیں اپنی عبادت، دیانت، امانت، صداقت،تقویٰ خدمت خلق اورمحبت کا،غرض لاکھوں بت ہیں اچھی اور بری صلاحیتوں کے جوانسان نے بنارکھے ہیں اوران کے لیے جواز کبھی اپنی عقل سے لاتا ہے کبھی کلامِ خداوندی کو پیش کرتا ہے مگر یہ سب بت ہیں آہستہ آہستہ منزل بہ منزل ان سب کی ''لا'' کرنی ہے اس انداز سے کہ اپنی ''میں'' کا شائبہ نہ رہے۔

لاالٰہ سے مراداللہ کی ایجاد کی ہوئی اشیاء کی نفی ہے یعنی ماسوا کوفنا کرنا ہے غیراللہ سے دل کوصاف کرنا ہے جوکچھ غیرحق ہےاس کوہٹانا ہے۔

سب سے بڑابت ''میں''،یعنی تشخصِ نفس کا بت ہے۔یہ ایسا بت ہے کہ نئی نئی شکلیں اختیار کرتا ہے۔جب اپنی خرابیوں کی ''لا'' کرچکتا ہےتو اچھائیاں بن بن کر

سامنے آتی ہیں۔ لاالٰہ کے یہ معنی نہیں کہ ''کوئی معبود لائق عبادت نہیں'' نعوذ باللہ بلکہ مطلب یہ ہے وہ معبود لائقِ عبادت نہیں جن کو تو معبود بنا بیٹھا ہے ظاہری یا باطنی۔ جب صنم خانۂ دل تمام بتوں سے پاک ہو اور سب سے بڑے بت اپنی ''میں'' کے بت سے پاک ہو تب الا اللہ پر پہنچا۔

﴿نفسانی خواہشات کو معبود (الٰہ) بنانے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ پانچ کام کرتا ہے﴾

القرآن﴾

افرءیت من اتخذ الٰھہٗ ھواہُ.........الخ

پس کیا آپ نے دیکھا جس نے اپنی خواہشِ نفس کو معبود بنا رکھا ہے؟ اپنی خواہشاتِ نفس کی اتباع کرنے والے ہدایت یاب نہیں ہو سکتے۔ ان کے دل بند نتیجتاً ان کی دل کی آنکھیں اور کان بند ہو جاتے ہیں۔

(۱) واضلہ اللہ علیٰ علم و۔ اور اس کو اللہ نے علم (کی بناء) سے گمراہ کر دیا۔

(۲) ختم علیٰ سمعہٖ۔ اور مہر (بند کر دیے) لگا دی اس کی سماعت (کانوں) پر۔

(۳) و قلبہٖ۔ اور اس کے دل پر (مہر لگا دی)

(۴) وجعل علیٰ بصرہٖ غشٰوۃ۔ اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔

(۵) فمن یھدیہ من بعد اللہ۔ پھر اسے اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے؟

(گمراہی اس کا مقدر)

افلا تذکرون٥ (جاثیہ ۴۵: ۲۳) تو کیا تم نصیحت قبول نہیں کرتے۔

یا حیی یا قیوم برحمتک استغیث لاتکلنی الیٰ نفسی طرفۃ عین واصلح لی شانی کلہ'

یااللہ ہم کو ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے نفس پر نہ چھوڑ۔ آمین

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے کے پانچ بت (الٰہ)

القرآن

وقالوا لا تذرن الھتکم ولا تذرن — اور کہنے لگے (روسا اور سرداران قوم لوگوں سے) تم ہرگز نہ چھوڑنا اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑنا۔

(۱) ودًا — ودکو (مرد کی صورت میں)

(۲) ولا سواعًا — اور نہ سواع کو (عورت کی صورت میں)

(۳) ولا یغوث — اور نہ یغوث کو (بصورتِ شیر)

(۴) ویعوق — اور یعوق کو (بصورتِ اسپ)

(۵) ونسرًا ہ — اور نسر کو (بصورت گدھ)

وقد اضلوا کثیرًا (نوح ۷۱:۲۳) — اور گمراہ کر دیا انھوں نے (رؤسا اور سرداروں نے) بہتوں کو۔

معارف کلمہ: لا الٰہ الا اللّٰہ

(۱)
ماز بالائیم وبالا می رویم
مازا دریا الم ودریا می رویم

(۲)
ما از اینجا و ازیں جا نیستم
ما از نیجا ئیم وآنجا می رویم

(۳)
لا الٰہ اے جاں راہ الا اللّٰہ ہست
ماہم از لاتا بہ الا می رویم

(معارف وحقائق کلمہ لا الٰہ) (معارف شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ متکلم مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)

تشریح (۱)

ہم عالمِ ارواح سے عالم دنیا میں اتارے گئے ہیں اسی لیے ہماری ارواح کا میلان عالمِ بالا کی طرف ہونے کے سبب ہم عالم بالا کی طرف جاتے ہیں یعنی حق تعالیٰ کا قرب ورضا تلاش کرتے ہیں۔ عالمِ بالا کی طرف جانے سے مراد حق تعالیٰ کے

قرب اور اعمالِ قرب کی تلاش ہے۔

(۲) ہماری روح کا تعلق ہی عالم ارواح سے ہے اس فانی جہاں سے نہیں ہے ہمارے جسم کی خاک البتہ اس جہانِ خاکی سے ہے لیکن روح چونکہ یہاں سے نہیں ہے اوپر سے آئی ہے پس ہم عالم بالا کی طرف جاتے ہیں۔ یعنی ترقیاتِ قربِ خدا کے لیے بے چینی ہماری عین فطرت کا تقاضا ہے کیونکہ ہر شئے اپنے مرکز کی طرف جانا چاہتی ہے۔

(۳) اے میری جان لاالٰہ یعنی قلب کو غیر اللہ سے خالی کرنا ہی الا اللہ تک رسائی کا ذریعہ ہے غیر کی نفی سے محبوب حقیقی کا اثبات ہوتا ہے۔

دور باش افکارِ باطل دور باش اغیارِ دل

سج رہا ہے شاہِ خوباں کے لیے دربارِ دل

جس قدر لاالٰہ قوی ہوگا اسی قدر الا اللہ قوی ہوگا یعنی قلب کا غیر اللہ سے اور معاصی کی آلائش سے جس قدر تزکیہ ہوگا اور جس قدر اپنے نفس کی مع اس کے تقاضائے شہوانیہ کی نفی ہوگی اسی قدر حق تعالیٰ کا نور قوی قلب کو عطا ہوگا جس طرح جب زمین اپنی گردش میں چاند اور سورج کے درمیان سے بالکل الگ ہوجاتی ہے تو چاند کا پورا دائرہ، سورج کے نور سے روشن ہوجاتا ہے اور وہ چاند بدرِ کامل (چودھویں کا) کہلاتا ہے۔ اسی طرح جب سالک کا نفس (فنائیت کاملہ سے) حق تعالیٰ اور قلبِ عارف کے درمیان سے بالکل الگ ہوجاتا ہے تو حق تعالیٰ کے نور پاک سے اس عارف کے قلب کا پورا دائرہ منور ہوجاتا ہے۔

لاالٰہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو عبادت اور بندگی کے لائق ہو کیونکہ وہی ہمارا اور ساری کائنات کا خالق و مالک ہے، وہی پالنے والا اور روزی دینے والا ہے، وہی مارنے والا اور جلانے والا ہے، بیماری اور تندرستی، امیری اور غریبی، نفع اور نقصان اسی کے قبضے اور قدرت میں ہے اور اس کی خدائی میں اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں ہے۔ وہی حقیقی مالک الملک اور احکم الحاکمین ہے چنانچہ ضروری ہے کہ اس کے ہر حکم کو مانا جائے۔ یہ کلمہ پڑھنے کے بعد یہ

ضروری ہے کہ ہمارا عمل بھی اس کے احکامات کے مطابق ہو کہ لوگ ہم کو دیکھ کر سمجھیں کہ یہ صرف اللہ کے بندے ہیں جو اللہ کے حکموں پر چلتے ہیں اور اللہ کے لیے جیتے اور مرتے ہیں غرض یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید یعنی اس کی عبادت اور بندگی اور صرف اسی کی فدائیت اور محبت اور اس کی اطاعت کا عہد اور اقرار ہے۔ پس ہم جتنا اس کو سمجھ کر اور دھیان کے ساتھ پڑھیں گے اتنا ہی ہمارا ایمان تازہ اور عہد پختہ ہوگا۔

ایمان

خلاصہ

لا الہ الا اللہ کا مطلب اللہ پر ایمان لانا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حکومت تسلیم کی جائے یعنی اللہ تعالیٰ حاکم ہے اور انسان محکوم ہے۔ انسان اپنا ہر فعل اس کے حکم کے مطابق کرے۔ عقل و شہوت غضب کے مطابق نہ ہو۔ فعلِ انسان وہ فعل ہے جو اختیار سے صادر ہو اور جو فعل اختیار سے صادر نہ ہو وہ فعلِ حیوانی ہے یا ملکی ہے مثلاً کھانا اس کا فعل داعی اگر بھوک ہے تو یہ فعل حیوانی ہے اس کے ساتھ حکم الٰہی متعلق نہیں ہے لیکن کھانا کس وقت کھانا، کس طرح کھانا، کیا کھانا یہ فعل انسانی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ حکمِ الٰہی متعلق ہے کہ حلال طیب غذا ہو اور حلال جائز طریقہ سے حاصل ہو، روزہ نہ ہو تب کھائے اور جانوروں کی طرح نہ کھائے۔

خلاصہ یہ کہ انسان کا ہر فعل اختیاری اگر بمطابق و (مرجع) بموجب امر الٰہی اور حکمِ الٰہی ہے تو یہ خدا کی حکومت کو تسلیم کرنا ہے اور اگر فعل اختیاری کا مرجع فعل الٰہی نہیں ہے جیسے بھوک، پیاس، شہوت و غضب وغیرہ تو یہ اللہ کی حکومت اور حاکمیت سے انکار کرنا ہے۔ عقل اس لیے شامل ہے کہ جیسے آنے والی زندگی حیات بعد الممات حشر نشر جو اس وقت موجود نہیں ہے اور اس زندگی کو حاصل کرنے کے اسباب عقل سے اور عقل کو معلوم نہیں اس لیے آنے والی زندگی کا تدارک بھی عقل نہیں کر سکتی اگر کر سکتی تو تمام انسان اور عاقل (عقلا) ایک راہ پر ہوتے کیوں کہ عقل سب میں مشترک ہے جس

طرح دو جمع تین، پانچ ہوتے ہیں سب عقلا متفق ہیں لیکن یہ کہ قیامت آنے والی ہے اس پر سب عقلا متفق نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آنے والی زندگی کا علم محض عقل پر موقوف نہیں ہے عقل سمجھانے سے سمجھنے کے لیے ہے یعنی معلم عقل اگر عقل کو سمجھائے تو عقل سمجھ سکتی ہے اور معلم عقل وہ ہے جس کی بات ماننے اور نہ ماننے میں عقل بالکل مختار ہو، چاہے مانے نہ مانے ''معلمِ عقل'' انسانِ کامل کا نام ہی نبی ہے اور ''معلم عقل'' نے خود سمجھا دیا بتا دیا عقل میں آئے یا نہ آئے۔ اس کے ماننے میں ہی ایمان کا ثبات ہے ''معلمِ عقل'' محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے ہمارے لیے بھیجا۔ چنانچہ ایمان کا محور محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور اصل ایمان، ایمان بالرسالت ہے۔ توحید اور کلمہ توحید مکمل ہی لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ پر ہوتی ہے۔

﴿کلمہ کا دوسرا جزو: ''اصل الایمان'' محمد رسول اللہ﴾

ایمان﴾

امنوا باللہ و رسولہ (حدید ۵۷:۷) ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر

آمنوبی و رسولی (المائدہ:۱۱۱) ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر

اصل ایمان، ایمان بالرسالت ہے رسالت پر ایمان لانا مستقل ایمان ہے۔ ہر آسمانی کتاب توحید کی علمبردار ہے جتنے انبیاء علیہم السلام آئے سب توحید لائے۔ اب اگر غیر تحریف شدہ اور صحیح آسمانی کتاب ہو اور اس پر عقیدہ اور عمل بھی ہو تب بھی وہ مسلمان صاحبِ ایمان نہیں جب تک خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی تصدیق نہ کرے۔

حالانکہ توریت، انجیل و زبور اور ہر آسمانی کتاب میں وہی مضامین ہیں جو قرآن میں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے توریت اور قرآنِ مجید کے متعلق فرمایا۔

قل فاتو بکتٰب من اللہ ھو اھدیٰ منھما

اللہ کے پاس سے کوئی ایسی کتاب لاؤ جس میں ان دونوں کتابوں (قرآنِ مجید و توریت) سے زیادہ ہدایت ہو۔

توریت پر مکمل ایمان بلا تصدیق رسالت نبی ﷺ کفر ہے تو اصل ایمان محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور جتنے ایمان ہیں سب اس کے ضمن میں ہیں اگر اس کے علاوہ سب کی تصدیق ہوئی بھی تو وہ سب بے کار ہیں اور اگر اس کی تصدیق ہوگئی تو ضمناً سب کی تصدیق ہوگئی جیسے غسل اور وضو ہے۔ وضو کرلیں مگر غسل ساقط نہیں ہوگا اگر غسل کرلیں تو پھر وضو کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

محمد رسول اللہ ﷺ دلیل ہیں لا الٰہ الا اللہ جل جلالہ، لا الٰہ الا هو الرحمن الرحيم پر۔

فامنوا باللہ ورسوله النبی الامی الذی یؤمن باللہ و کلمته وتبعوه لعلکم تهتدون ٥ (الاعراف ۷:۱۵۸)

ترجمہ: پس تم ایمان لے آؤ اللہ پر اور اس رسول نبی اُمی پر جو خود بھی ایمان لاتا ہے اللہ اور اس کے کلام پر اور پیروی کرو اس کی (رسول کی) تا کہ تم راہ پاؤ۔

پانچ آیات قرآنی، بسلسلۂ وسیلہ حضور ﷺ

(۱) یا ایها الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیه الوسیلة وجاهدوا فی سبیله لعلکم تفلحون ٥ (المائدہ ۵:۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیتِ کریمہ سے نبی اکرم ﷺ سے توسل ثابت ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور ان کا وسیلہ سب وسیلوں سے افضل اور نزدیک ہے۔ انہی کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو کتاب اللہ عطا کی اور صراطِ مستقیم کی نشاندہی ہوئی حد یہ ہے کہ ہدایت دینے والا تو اللہ رب العزت ہے لیکن حضور ﷺ سے فرمایا۔

وانک لتهدی الی صراط مستقیم (الشوریٰ ۴۲:۵۲)

ترجمہ: بیشک آپ صراطِ مستقیم کی طرف رہبری و رہنمائی کرتے ہیں۔

(۲) ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جآءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لهم

الرسول لوجد وا اللہ توابار حیماo(النساء:۶۴)

ترجمہ:اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو (اے محبوب) تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی مانگیں اور ان کے لیے رسول بخشش چاہیں تو ضرور اللہ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پائیں۔

نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے نہ صرف یہ کہ مانگنا مستحسن ہے بلکہ اس کا حصول بھی آپ کے ذریعہ ہی ہوتا ہے کیوں کہ اللہ کی دین ودنیا وآخرت کو بانٹنے والے حبیب ہی تو ہیں۔ تاجدار مدینہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: بے شک میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث شریف کی تائید ارشادات باری تعالیٰ سے ہوتی ہے۔

(۳) وما نقموا الاان اغنٰھم اللہ ورسولہٗ من فضلہ(التوبہ۹:۷۴)

ترجمہ:اور انہیں کیا برا لگا یہی (نہیں بدلہ لیا انہوں نے مگر اس بات کا) کہ انہیں دولت مند کردیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔

(۴) ولو انھم رضوا ما آتٰھم اللہ ورسولہٗ (التوبہ:۵۹)

ترجمہ:اور کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے اللہ اور اس کے رسول کے دیئے پر۔

(۵) انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ(الاحزاب:۳۷)

ترجمہ:اللہ نے اس پر انعام کیا اور (اے نبی ﷺ) آپ نے اسے نعمت دی۔

وانک لتدعوھم الیٰ صراطٍ مستقیم (المومنون۲۳:۷۳)

ترجمہ:اور بے شک آپ تو بلاتے ہیں ان کو راہِ راست کی طرف

﴿رسول اکرم ﷺ کے پانچ دائمی افعالِ حسنہ﴾

اور فلاح وہ پاتے ہیں جو پانچ خصلتوں کے حامل ہیں﴾

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہٗ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل۔

ترجمہ: جو اس پیغمبر کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی ہیں جن کو لوگ اپنے پاس توریت

اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

(۱) یا مرھم بالمعروف — جو انہیں اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں۔

(۲) وینھٰھم عن المنکر — اور بُری باتوں سے انہیں روکتے ہیں۔

(۳) ویحل لھم الطیبت — اور ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں۔

(۴) ویحرم علیھم الخبٰئث — اور پلید چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔

(۵) ویضع عنھم اصرھم والا غلل التی کانت علیھم

اور ان سے ان کا بوجھ اور جو بندشیں ان پر تھیں (ان کو) دور کرتے ہیں۔

فالذین امنوا بہٖ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہٗ اولٰئک ھم المفلحون ○ (الاعراف ۷:۱۵۷)

ترجمہ: سو جو لوگ اُس (پیغمبر) پر ایمان لاتے اور ان کی تعظیم کرتے اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو ان (پیغمبر) کے ساتھ اتارا گیا ہے۔ وہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

رحمت کو پانچ خاص نسبت رحمۃ للعالمین سے

(۱) آپ ﷺ کی رحمت سے آدم علیہ السلام کا یہ حصہ تھا کہ فرشتوں نے ان کو سجدۂ تعظیمی کیا اس واسطے کہ آپ صلب آدم علیہ السلام میں تھے اور ان کی توبہ جب قبول ہوئی کہ آپ کے ساتھ وسیلہ پکڑا۔

(۲) نوح علیہ السلام کشتی سے سالم نکلے اسی رحمت کی برکت سے اس واسطے کہ آپ ان کے بیٹے سام کی صلب میں تھے۔

(۳) اور ابراہیم علیہ السلام پر آگ بردو سلام ہوگئی اس واسطے کہ آپ ﷺ ان کی صلب میں تھے۔ اور پھر رحمت آپ کی ابتدا اور انتہا میں اور علی الدوام ہے۔

(۴) اور منجملہ رحمت آپ کے لیے کہ حق تعالیٰ نے اس امت کو امتِ مرحومہ کہا اور وصف اس کے ساتھ اس کی رحمت پر ہے اس کو امر ترحم اور تواصو بالرحمۃ کا ہوا اور اسی

وصف میں حضرت ﷺ نے فرمایا" ان اللہ یحب من عبادہ الرحمۃ اور فرمایا: الراحمون یرحم الرّاحمین ارحم من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔

پس رحمت کو ایک نسبت خاص ہے آپ کے ساتھ اور آپ کی امت کے ساتھ۔(زرقانی)

(۵) اذاجاءک المؤمنون بآیٰتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم علیٰ نفسہ الرحمۃ۔

اور جب آئیں گے آپ کے پاس وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو کہیے تم پر سلام (سلامتی) ہو، تمہارے ربّ نے اپنے ذمہ رحمت کرلی ہے۔

﴿قرآن کریم میں حضور ﷺ کا اسمِ ذات صرف پانچ جگہ﴾

حضرت نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ بابرکات منفرد تشخص ظاہر کرنے، ذاتی شرف وافضلیت کی نشاندہی کرنے کی خاطر قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں آپ کا اسمِ ذات کل پانچ جگہ آیا ہے۔ ایک جگہ "احمد" اور چار جگہ "محمد"۔ مؤلف دلائل الخیرات نے حضور کے (۲۰۲) اسماء صفات لکھے ہیں (دوجمع تین برابر پانچ) ویسے اسماء صفات بہت ہیں اور ان کا حصر مشکل ہے۔

وہ پانچ مقامات جہاں قرآن کریم میں حضور ﷺ کا ذاتی نام آیا ہے مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ومبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہٗ احمد ؕ (الصف:۶)

ترجمہ: (اور عیسیٰ ابنِ مریم نے کہا) اور خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔

(۲) وما محمد الا رسولٌ قد خلت من قبلہ الرسل ؕ (آل عمران ۳:۱۴۴)

ترجمہ: اور نہیں محمد (ﷺ) مگر اللہ کے رسول، گذر چکے ہیں اس سے پہلے بہت سے رسول۔

(۳) ماکان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین،

(الاحزاب:۳۳_۴۰)

ترجمہ: نہیں ہیں محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے باپ لیکن وہ رسول ہیں اللہ کے اور خاتم ہیں نبیوں کے۔

(۴) وامنوا بما نزل علیٰ محمد و ھو الحق من ربھم۔ (محمد ۴۷:۲)

ترجمہ: اور (جو) ایمان لائے اس پر جو نازل کیا گیا محمد (ﷺ) پر اور وہی حق ہے (ہیں) رب کی طرف سے۔

(۵) محمد رسول اللہ والذین معہٗ اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم۔ (الفتح ۴۸:۲۹)

ترجمہ: محمد (ﷺ) رسول ہیں اللہ کے اور ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل۔

حضور اکرم ﷺ کے پانچ نام

حدثنا ابراھیم بن المنذر حدثنی معن عن مالک عن ابن شھاب عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہٖ قال قال رسول اللہ ﷺ لی خمسۃ اسماء (۱) انا محمد (۲) و احمد (۳) وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر (۴) وانا الحاشر الذی یحشر الناس علیٰ قدمی (۵) وانا العاقب۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں۔

(۱) میں محمد (ﷺ) ہوں۔

(۲) اور احمد (ﷺ) ہوں۔

(۳) اور میں ماحی (ﷺ) ہوں کہ اللہ نے میرے ذریعہ ہی کفر کی بیخ کنی کی۔

(۴) اور فرمایا میں حاشر (ﷺ) ہوں کہ پروردگار عزوجل تمام مخلوق کو روزِ قیامت میرے قدموں پر جمع کرے گا۔

(۵) میں العاقب (ﷺ) آخری نبی ہوں۔

پانچ نکات بابت اسمِ محمد ﷺ

اوّل

فرمایا امام نیشاپوری نے (کہ بروئے کتابت) محمد میں چار حرف ہیں تا موافق ہووے اسم اللہ تعالیٰ سے اسم محمد ﷺ کا اس واسطے کہ اللہ کے لفظ میں چار حرف ہیں۔

دوم ﴾

تلفظ میں اسم محمد ﷺ اصلاً پانچ حرفی ہے۔ محمد کا دوسرا میم مشدّد ہے جو واقعہ میں دو میم ہیں (م ح م م د) موافق بلحاظ تلفظ اسم اعظم اللہ (ال ل ا ہ)

سوم ﴾

منجملہ خواص کے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جس طرح لفظ اللہ میں کوئی نقطہ نہیں اسی طرح لفظ محمد ﷺ میں بھی کوئی نقطہ نہیں مزید یہ کہ جس طرح لا الٰہ الا اللہ میں نقطے نہیں محمد رسول اللہ میں بھی نقطے نہیں۔

چہارم ﴾

''میم'' سے اشارہ ہے کہ نبوت کا خاتمہ بخیر ہوا آپ پر جیسے مخرج میم کا کالب ہے اور وہ خاتمہ ہے سب حروف کے مخرج کا۔

پنجم ﴾

یہ کہ عدد میم کے چالیس ہوتے ہیں اس میں اشارہ ہے کہ اعلانِ نبوت آپ چالیسویں برس فرمائیں گے۔

﴿باعتبار علم پانچ حرفی م۔ح۔م۔م۔د کے پانچ تعینات﴾

(ماخوذ تلخیص صفحہ ۶۹۔۶۸ ''شاہد الوجود'')

شیخ المشائخ حضرت سیدّ صاحب حسینی قادری قدس سرّہ ''شاہد الوجود'' میں نزول تعینات کے بیان میں فرماتے ہیں کہ:

جس وقت اُس نے چاہا کہ اپنی ذاتِ بے مثال کا نظارہ کرے اور اپنے مقام ''کنت کنزا مخفیا''[1] سے برآمد ہو کر مسندِ ظہور پر جلوہ فرما ہو تو ''اوّل ما خلق اللہ نوری'' کے

---

[1] کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق (حدیث قدسی)

میں گنجِ مخفی تھا (یعنی ذات کے غلبہ میں تمام صفات مخفی تھیں) پھر میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق پیدا کی۔

اس حدیث کو امام غزالی اور حضرت محی الدین ابن عربی نے بھی بیان کیا ہے اور حافظ سخاوی نے بعض الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ ''مقاصد حسنہ'' میں نقل کیا ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے معنی آیت ''وما خلقت الجن والا نس الا لیعبدون ٥ (الذٰریٰت ۵۱:۵۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''لیعبدون'' کی تفسیر ''لیعرفون'' سے فرمائی ہے۔

کے مطابق مرحلہ اوّل میں بذاتِ خود ایک آئینہ نور بن کر جلوہ گر ہوا پھر اسی آئینہ نور نے اسم محمدی ﷺ کے پانچ حروف م۔ ح۔ م۔ م۔ د سے خود کو موسوم فرمالیا اور انہی پانچ حروف کے مطابق نزول فرما کر تعینات یعنی حضرات خمسہ کی طرف متوجہ ہوا چنانچہ باعتبار علم مندرجہ پانچ تعینات قائم فرمائے۔

(۱) میم اوّل سے تعین اوّل ''وحدت''

(۲) حا (ح) سے تعین ثانی الوہیت (واحدیت)

(۳) میم دوم سے تعین ثالث عالمِ ارواح

(۴) میم سوم سے تعین رابع عالمِ مثال اور

(۵) حرف دال سے تعین خامس عالمِ اجسام یعنی عالمِ شہادت مقرر فرمایا۔

پانچ خصائص اعداد اسمِ محمد ﷺ

باعتبار بسط ''۳۱۳''

(۱) عدد اس اسم پاک کے باعتبار بسط نہ بحساب ابجد ۳۱۳ نکلتے ہیں۔ پہلی میم کو باعتبار بسط اور تکسیر کے لکھیں تو یہ صورت ہوتی ہے م۴۰ + ی ۱۰ + م۴۰ = ۹۰ اور دوسرا میم مشدّد ہے وہ واقعہ میں دو میم ہیں ان دونوں کو باعتبار بسط و تکسیر لکھیں تو یہ صورت ہوتی ہے م ۴۰ + ی ۱۰ + م ۴۰ + م۴۰ + ی ۱۰ + م ۴۰ = ۱۸۰ ان تینوں میموں کے دو سو ستر ۲۷۰ عدد ہوئے اور دال ۴ + ۱ + ۳۰ = ۳۵ ہوئے اور ''ح'' بلا تکسیر کے ۸ بس سب کو جمع کیا ۳۵ + ۸ + ۲۷۰ = ۳۱۳ عدد ہوئے۔

(ص ۱۲۸، ۱۲۹ حاشیہ دلائل الخیرات حضرت نور محمد نقشبندی چشتی)

(۲) اللہ تعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں ۳۱۳ رسول بنائے۔

(۳) اور مزید یہ کہ غزوۂ بدر میں شریک صحابہ کی تعداد ۳۱۳ تھی اور یہ عدد کارِ خیر میں اشارہ غیبی نصرتِ الٰہی کی طرف ہے۔

(۴) حضرت طالوت کا لشکر جس نے جالوت اور اس کے ساتھیوں کو مار بھگایا ۳۱۳ پر مشتمل تھا چنانچہ یہ عدد مسیحا ہوا۔

(۵) مزرع الحسنات میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۳۱۳ کے عدد میں تاثیر رکھی ہے کہ جہاں یہ عدد پایا جاتا ہے فلاح و بہبود اور خیر و برکت پائی جاتی ہے۔ حضرت علامہ شہاب خفاجی رحمہ اللہ نے شرح شفا میں فرمایا ہے کہ کثرت سے درود شریف نہ پڑھ سکے تو کم از کم ۳۱۳ مرتبہ ضرور پڑھے۔ یہی کثرت سے درود شریف سمجھا جائے گا۔

﴿پانچ اشکالِ اسمِ محمد ﷺ﴾

(۱) محمد ﷺ

"الذی یحمد حمد ابعد حمدٍ" جس کی بار بار ہمہ وقت تعریف کی جائے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے اسم مبارک کی (مناسبت اسم ذاتِ باری "اللہ" جل جلالہ کی طرح) پانچ اشکال بنتی ہیں۔ اور یہ صفت ان کے اسم مبارک کی خاصیت ہے ورنہ عام اسم کا ایک حرف بھی حذف کر دیا جائے تو وہ بے معنی ہو جاتا ہے لیکن حضور ﷺ کے اسم کے ساتھ یہ اشکال حضور ﷺ کی صفات کا مظہر ہو جاتے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ ان کی ذاتِ اقدس جمیع مخلوق میں باعتبار شرف یکتا و یگانہ ہے۔

(۲) حمد

پہلا حرف "میم" حذف ہو تو "حمد" رہ گیا جس کے معنی سراپا تعریف و توصیف چنانچہ حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی سراپا تعریف ہے جن کے ذکر اور یاد کو اللہ تعالیٰ خود رفعت عطا کرتا ہے روز افزوں بلکہ ہر لمحہ اور ہر آن ترقی ملتی ہے۔ قولہ تعالیٰ

ورفعنا لک ذکرک   اور ہم نے آپ کے لیے آپ کے ذکر کو رفعت عطا کی۔

وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ   اور آپ کی آخرت پہلے سے بھی بہتر ہوگی۔

ان کے ذکر کی برکت سے ذاکر کو بھی رفعت نصیب ہوتی ہے۔

"الحمد" اللہ کے لیے خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد کو حضور ﷺ کے اسم مبارک کا حصہ بنایا تو ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والا ان کی ذات مبارکہ جیسا نہ اس دنیا میں پیدا ہوا نہ قیامت تک ہوگا اور روز محشر بھی ایسی حمد کریں گے جو کسی نے نہ کی ہوگی اور نہ کوئی کر سکتا ہے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا:

فيتجلىٰ له الرب تبارك وتعالىٰ ولا يتجلىٰ النبى قلبهٔ فيخر الهٔ ساجدًا ويحمد بمحامد لم يحمده بها احدممن كان قبله ولا يحمده بها احد ممن كان بعدهٔ فيقال له يامحمد ارفع راسك تكلم تسمع اشفع تشفع.

(رواہ ابن حبان فی صحیحہ عن انس بن مالک)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) آپ کے سامنے آشکارا ہوگا اور آپ سے پہلے کسی کے لیے بھی آشکارا نہیں ہوگا۔ آپ اس کی تجلی ذات کا مشاہدہ کرتے ہی سجدہ ریز ہوں گے اور ایسے کلماتِ طیبات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائیں گے جن کے ساتھ نہ پہلے کسی نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی ہوگی اور نہ بعد ازاں کرے گا۔ آپ ﷺ سے کہا جائے گا اے محمد سر بلند کرو، جو کہو گے ہم سنیں گے۔ جس کی شفاعت کرو گے ہم قبول کریں گے۔

بخاری ومسلم کی طویل حدیث کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

روى البخارى ومسلم عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ انا سيد الناس يوم القيامة ....

فانطلق فاتى تحت العرش فاقع ساجدًا لربىّ ثمّ يفتح الله علىّ من محامده وحسن الثناء عليه شيئًا لم يفتحه على احد قبلى ثم يقال يا محمد ارفع راسك......الخ

بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں قیامت کے دن لوگوں کا (جمیع انسانوں کا) سردار ہوں اور ان کا ملجاء وماویٰ......

سرورِ ہر دوسرا، محبوب خدا علیہ التحیۃ والتسلیم والثناء فرماتے ہیں میں ان کی سفارش و شفاعت اور فریاد رسی ومشکل کشائی کے لیے بارگاہِ ذوالجلال میں حاضری دوں گا۔ حریم قدس میں داخل ہوتے ہی عرش عظمت کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پھر اللہ کریم مجھ پر اپنے محامد ومحاسن اور حسنِ ثنا وستائش کے وہ خزائن منکشف فرمائے گا جو مجھ سے پہلے کسی پر منکشف نہیں ہوئے۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوگا، اے محمد اپنا سر اٹھاؤ جو

مانگو گے تمہیں دیا جائے گا۔ اور جس کی شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی۔

مزید یہ کہ روز قیامت لواء الحمد حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا "لواء الحمد یومئذ بیدی"...... لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔

﴿لواء الحمد: (حدیث لواء الحمد میں پانچ فضیلتیں)﴾

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

(۱) انا سیّد ولد آدم یوم القیامة ولافخر .

(۲) وبیدی لواء الحمد ولا فخر .

(۳) ومامن نبی یومئذ آدم فمن سواہ الاّ تحت لوائی .

(۴) وانا اوّل شافع .

(۵) واوّل مشفع ولا فخر . (رواہ الامام احمد والترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ: (۱) میں قیامت کے دن نسل انسانی (بلکہ سب اہل محشر) کا سردار ہوں گا اور میں اس کو بطور فخر نہیں بیان کر رہا۔

(۲) صرف میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور مجھے اس پر فخر نہیں۔

(۳) اور قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ تمام انبیاء علیہم السلام میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

(۴) میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں۔

(۵) اور میں مقبول الشفاعت ہوں اور میرا یہ اعلان اظہارِ فخر و ناز کے لیے نہیں ہے۔

مُمِدٌّ، مُمِدٌّ۔ تیسری شکل اسم محمد﴾

اوّل میم کو واپس لگایا اور "ح" کو گرایا مُمِدٌّ کے معنی مدد کیا گیا ہوا یعنی اللہ ربّ العزت نے اُن کی ہر جگہ غیب سے مدد کی اور ان کی اُمت کے صالح مخلص بندے ان کے دین اسلام کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ اور "ممد" ہو تو مدد کرنے والا۔ یتیموں کے

ماویٰ تو غریبوں کے ملجا، گمراہوں کے ہادی، ظلمت کدے سے نکال کر نور کی طرف لے جانے والے جہل سے علم کی طرف مدد کرنے والے، مخلوق کا خالق سے رشتہ جوڑنے والے، گناہ گاروں خطا کاروں کے شفیع، روزِ محشر جب کوئی مددگار نہیں ہوگا اس دن اپنی اُمت کی مدد و شفاعت کرنے والے اللہ کے حبیب شفیع المذنبین، لاکھوں درود و سلام

مزید یہ کہ اصطلاحاتِ صوفیہ میں حضرت خواجہ شاہ محمد عبدالصمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ فریدی فخری چشتی رقم طراز ہیں کہ "ممد الیھم" حضور خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں اس لیے کہ باعث ظہور ذات و تخلیق خلق آپ ہی کی ذات با کمال ہے۔ چنانچہ ارشاد ذوالجلال والاکرام ہے۔ **لولاک لما اظھرت سر ربوبیته** (ظہور) اور **لولاک لما خلقت الافلاک** (خلق) و نیز تمام عالم کے لیے آپ ہی کی ذاتِ مقدس چراغِ ہدایت ہے۔ آپ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "**انک لتھدی الیٰ صراط مستقیم**" چنانچہ حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ ہی سے جملہ عالمیان کو نورِ ہدایت عطا ہوتا ہے۔

مَدَّ۔ مُدَّ چوتھی شکل اسم محمد ﷺ

اوّل میم اور "ح" کو گرایا تو "مَدَّ" رہے گا اور حضور ﷺ کی ذات اقدس "فریادرسی" والی ہوگئی۔ "**ولو انھم اذظلموا انفسھم جاءوک واستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجد واللہ توابا رحیما**"

اور جب وہ لوگ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھیں، غلطیاں اور گناہ سرزد ہو جائیں تو وہ آپ کے پاس آئیں اور اللہ سے مغفرت طلب کریں اور (اگر) اللہ کا رسول ان کی فریادرسی کرے گا، اللہ سے مغفرت کا طالب ہوگا تو اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا رحیم پائیں گے مَدَّ کے دوسرے معنی "بلند کرنے والا" حضور کی ذات انسانیت عموماً اور مومنین کو خصوصاً بلند کرنے والے ہیں۔

تیسرے یہ کہ اگر مُدَّ پڑھا جائے تو اس کے معنی بلند ہونے والا ہے یا (تو) بلند کیا گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کو ہر آن اور ہر لحہ رفعت و بلندی عطا کرتا ہے "**قولہٗ تعالیٰ**

ورفعنا لک ذکرک"۔

(۵)(د)"دال"

اوّل "میم" "ح" اور دوسرا "میم" حذف ہو تو "دال" رہ گئی بمعنی دلیل کے اور حضور ﷺ کی ذات گرامی اللہ کی ذات وصفات پر جیتی جاگتی دلالت کرنے والی ہوگئی۔ ویسے تو کروڑہا کروڑ بلکہ جمیع مظاہر عالم اللہ کی ذات اور صفات پر خاموش وظنّی دلالت کرتی ہیں لیکن "اشہد ان لا الہ الا اللہ" کہنے والے گواہی اس وجہ سے دیتے ہیں کہ حضور اس پر دال ہیں۔غیب پر یقین وایمان اسی وقت ہوتا ہے جب کوئی معتبر اور صادق غیب پر خبر دینے والا ہو اور وہ حضور ﷺ کی ذات اقدس ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یایھاالناس قد جآء کم برھان من ربکم"

یعنی: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل واضح ،کھلی دلیل، اللہ کا رسول آچکا ہے اور تمھاری طرف برھانِ قاطع اور نور مبین ہم نے نازل کی۔

(صاحب قرآن اور الکتاب دونوں دلیلِ واضح اور نور مبین ہیں)

پورے قرآن میں حضور ﷺ کو نام لے کر نہیں پکارا گیا

(پانچ اِقتباسات)

(۱) یایھاالنبی انا ارسلنک شاھدًا ومبشراً ونذیر اً (الاحزاب۳۳:۴۵)

ترجمہ: اے نبی! بلاشبہ ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہی دینے والا اور خوشخبری اور ڈرانے والا۔

(۲) یایھاالرسول بلغ مآ انزل الیک من ربک۔(المائدہ:۷)

ترجمہ: اے رسول! اس پیغام کو لوگوں تک پہنچا دیجیے جو آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر اُتارا گیا ہے۔

(۳) یا یھاالرسول لایحزنک الذین یسارعون فی الکفر من الذین قالوا آمنا بافواھھم ولم تو من قلوبھم۔(المائدہ۵:۴۴)

اے رسول! ان لوگوں کا غم نہ کیجیے جو جلدی سے کفر میں شریک ہو جاتے ہیں۔ان

لوگوں میں جو منہ سے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور دل سے ایمان نہیں لاتے۔

(۴) یٰسٓ والقرآن الحکیم ○ انک لمن المرسلین ○ (یٰس: ۱،۲،۳)

ترجمہ: یاسین! (اے سردار۔ اے کامل انسان!) قسم ہے قرآن حکمت والے کی بیشک آپ ایک رسول ہیں۔

(۵) یا یھا المزمل قم اللیل الا قلیلاً (مزمل: ۷۳:۱)

ترجمہ: اے کپڑوں میں لپٹے ہوئے (پیارے رسول!) قیام کیجیے رات مگر تھوڑا۔

(۶) یایھا المدثر ○ قم فانذر ○ (المدثر: ۷۳:۱)

ترجمہ: اے لحاف میں لپٹے ہوئے (پیارے حبیب!) اُٹھیے پھر ڈرایئے، متنبہ کیجیے!

فائدہ: اللہ رب العزت نے جو خالق و مالکِ کل ہے اس نے اپنے حبیب کو نہ تو بشر کہہ کر پکارا نہ ہی نام لے کر خطاب کیا تو ان کے امتیوں کو یہ کب زیب دیتا ہے کہ ان کو "اپنے جیسا بشر" کہیں۔

فضیلتِ مسواک۔ پانچ احادیث

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اکثرت علیکم فی السواک۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے، میں تمہیں کثرت سے مسواک کرنے کی تاکید کرتا ہوں۔ (بخاری)

(۲) عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا ان النبی ﷺ قال السواک مطھرۃ للفم مرضات لرب۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسواک منہ کو پاکیزہ کرنے والی شے ہے اور رب کریم کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ (نسائی)

(۳) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال لو لا ان اشق علیٰ امتی او علی الناس لا مرتھم بالسواک مع کل صلوٰۃ۔

ترجمہ: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ یہ امر میری امت پر (یوں فرمایا کہ لوگوں پر) دشوار ہوگا تو میں تمہیں حکم دیتا کہ ہر نماز کے لیے (وضو کے ساتھ) مسواک کیا کرو۔ (متفق علیہ)

مسواک کے متعلق ارشادِ نبوی ﷺ آپ نے ملاحظہ کر لیے۔ اب حضرت ختمی مرتبت ﷺ کا اپنا ذاتی عمل دیکھیے جو ہم سب کے لیے یقیناً بہترین اور واحد نمونہ عمل ہے۔

(۴) حضرت شریح بن ہانی کا بیان ہے، قلت لعائشة رضی الله تعالیٰ عنها بای شیء کان یبدا النبی ﷺ اذادخل بیته؟ قالت بالسواک۔

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ حضرت رسول خدا ﷺ گھر میں داخل ہو کر سب سے پہلے کیا کام کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا مسواک۔ (ریاض الصالحین)

(۵) عن حذیفه رضی الله تعالیٰ عنه قال کان رسول الله ﷺ اذا قام من النوم یشوص فاہٗ بالسواک۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو آپ دہن مبارک مسواک سے صاف کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

﴿پانچ فرض نمازیں﴾

(۱) فجر (۲) ظہر (۳) عصر (۴) مغرب (۵) عشاء۔

﴿جدولِ رکعات﴾

شمار	تفصیل نماز	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء
۱	رکعات فرض	۲	۴	۴	۳	۴
۲	رکعات واجب	-	-	-	-	۳ وتر
۳	رکعات سنت فرضوں سے پہلے	۲ مؤکدہ	۴ مؤکدہ	۴ غیر مؤکدہ	-	۴ غیر مؤکدہ
۴	رکعات سنت فرضوں کے بعد	-	۲ مؤکدہ	-	۲ مؤکدہ	۲ مؤکدہ
۵	رکعات نفل	-	۲	-	۲	۲+۲ [ا]

[ا] دو وتر سے پہلے دو وتر کے بعد

جمعہ: رکعات دو (۲) فرض

عیدین

رکعات ۲ واجب مع چھ زائد تکبیر

تراویح

(سنت مؤکدہ) رکعات ۲۰، ۲۔۲ کر کے وتر سے پہلے

مستحب اوقات نماز

فجر: صبح صادق ہونے کے بعد اس قدر تاخیر افضل ہے کہ اُجالا ہو جائے۔

ظہر: زوال کے بعد جاڑوں میں جلدی اور گرمیوں میں دیر کر کے پڑھنا افضل ہے۔

عصر: دو مثل گزرنے کے بعد آفتاب زرد ہونے سے پہلے پڑھنا اور ابر کے دن جلدی کرنا افضل ہے۔

مغرب: آفتاب غروب ہوتے ہی جلدی کرنا اور ابر کے دن احتیاطاً دیر کرنا افضل ہے۔

عشاء: شفق ابیض غروب ہونے کے بعد تہائی رات تک پڑھنا اور ابر کے دن جلدی کرنا افضل ہے۔

جمعہ: زوال کے بعد۔ مسئلہ: مریض اور معذور لوگ گھر میں ظہر کی نماز بغیر جماعت کے پڑھ لیں۔

عیدین: آفتاب نکلنے کے بعد عید الفطر میں تاخیر۔ عید الضحیٰ میں جلدی کرنا افضل ہے۔

پانچ اوقاتِ مکروہہ

(۱) سورج نکلتے وقت۔

(۲) سورج غروب ہوتے وقت۔

(۳) استواء کے وقت کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

(۴) طلوع آفتاب تک کوئی نفل نہیں پڑھنے چاہئیے۔

(۵) امام کے خطبہ جمعہ کے لیے کھڑے ہونے سے لے کر فرضِ جمعہ تک کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

﴿نماز کے پانچ رکن (فرض)﴾

نماز کے فرائض چھ ۶ ہیں۔ اس چھ ۶ میں سے پانچ نماز کے رُکن ہیں یعنی نماز ان سے مرکب ہے اور نماز کے جز ہیں اور چھٹا یعنی نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا رکن نہیں یعنی ارکان نماز کے تمام ہو جانے کے بعد کوئی ایسا فعل کیا جائے جو نماز کے منافی ہو مثلاً السلام علیکم کہہ دے یا قبلہ سے پھر جائے یا اور کوئی بات کہہ دے۔ غرض یہ کہ فرض رُکن پانچ ہیں۔

اوّل: قیام (کھڑا ہونا)　　دوم: قرأت یعنی نماز میں قرآن مجید کا پڑھنا۔

سوم: رکوع　　چہارم: سجدہ　　پنجم: قعدہ اخیرہ

﴿نماز کے صحیح ہونے کی پانچ شرطیں﴾

(۱) طہارت: نماز پڑھنے والے کے جسم کو نجاست سے پاک ہونا چاہئے اور جسم کے ساتھ اس کا لباس شامل ہے مع نماز پڑھنے کی جگہ اور نماز پڑھنے کی جگہ سے مراد جہاں نمازی کے پیر رہتے ہیں اور سجدہ کرنے کی حالت میں جہاں اس کے گھٹنے، ہاتھ، پیشانی اور ناک رہتی ہو۔

(۲) ستر (ستر عورت): یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں جسم کے اس حصہ کو چھپانا فرض ہے جس کا ظاہر کرنا شرعاً حرام ہے خواہ تنہا نماز پڑھے یا کسی کے سامنے۔

(۳) استقبال قبلہ: یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں اپنا سینہ کعبہ مکرمہ کی طرف کرنا۔

(۴) نیت: یعنی دل میں نماز پڑھنے کا قصد کرنا۔ زبان سے بھی کہنا بہتر ہے۔ اگر فرض نماز پڑھتا ہو تو اس فرض کے تعین کی بھی ضرورت ہے یعنی فجر، ظہر عصر وغیرہ۔ اگر قضا پڑھتا ہو تو اس میں دن کی تخصیص بھی ضروری ہے۔

(۵) تکبیر تحریمہ: یعنی شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا۔

نماز کے پانچ معنی

(۱) اللہ تعالیٰ کی تعظیم وتکریم، حمد وثنا، ذکر و یاد کرنا، ولذکر اللہ اکبر

(۲) اپنے لیے دعا کرنا۔ سورہ فاتحہ

(۳) عشقِ الٰہی کی آگ بھڑکانا۔ اشد حبا للہ

(۴) نمازی کے گناہوں کا جلنا۔

واقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفامن الیل ، ان الحسنات یذھبن السیئات ، ذالک ذکریٰ للذاکرین ، (ہود، ۱۱:۱۱۴)

اور قائم کیجئے نماز دونوں طرفوں [۱] میں دن کے اور پہلے حصوں [۲] میں رات کے، بیشک نیکیاں دور کردیتی ہیں برائیوں (گناہوں) کو۔ یہ یاددہانی ہے یادالٰہی کرنے والوں کے لیے۔

(۵) نمازی کے برے اور ٹیڑھے اخلاق کا درست ہونا۔

اتل مااوحی الیک من الکتاب واقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشآء والمنکر ، ولذکر اللہ اکبر (العنکبوت۲۹:۴۵)

پڑھیے جو کچھ وحی کیا گیا آپ کی طرف کتاب میں ہے اور قائم کیجئے نماز۔ بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بُرے کاموں (اخلاق سے گرے ہوئے کاموں) سے البتہ ذکرالٰہی سب سے بڑھ کر ہے۔

نماز کے پانچ آداب

(۱) نماز میں آسمان کی طرف نہ دیکھے اس سے بینائی سلب ہوسکتی ہے۔ (بخاری)

(۲) نماز میں ادھرادھر دیکھنا ہلاکت ہے۔ (خصوصاً فرض میں) (ترمذی)

(۳) نماز میں ادھرادھر دیکھنا شیطان کے بہکانے کا سبب ہوتا ہے۔ (بخاری)

(۴) جماعت کی نماز کا ثواب تنہا پڑھنے سے ستائیس (۲۷) گنا زیادہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

(۵) امام سے پہلے رکوع وسجدہ سے سرنہ اٹھاؤ کہیں تمہارا سر گدھے کا سانہ ہوجائے۔ (بخاری ومسلم)

---

[۱] دن کے دونوں طرفوں یعنی قبل دوپہر فجر کے وقت اور بعد دوپہر ظہر اور عصر

[۲] رات کے پہلے حصوں میں۔ یعنی مغرب وعشاء

مسجد کے پانچ آداب

(۱) مسجد ذکر و تلاوت کی جگہ ہے اسے پاک وصاف رکھیے۔ (ترمذی)

(۲) مسجد میں خرید و فروخت، شعر و شاعری حتیٰ کہ گمشدہ چیزوں کا اعلان تک نہ کرائے۔ (ترمذی)

(۳) بدبودار چیز کھا کر مسجد میں نہ آئے۔ (بخاری و مسلم)

(۴) مسجد میں دنیاوی باتیں کرنے والوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ ان سے اللہ بے نیاز ہے۔ (بیہقی)

(۵) مسجد میں شور و غل کرنا جائز نہیں۔ (دُرمختار)

نماز کے پانچ مستحباب

یہ پانچ باتیں ہیں جن کا کرنا باعثِ ثواب اور چھوڑ دینا باعثِ گناہ نہیں۔

(۱) تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے ہاتھ چادر سے باہر نکالنا۔

(۲) جب کھڑے ہوں تو سجدے کی جگہ پر نظر رکھنا، رکوع میں ہوں تو پاؤں کی پشت پر جلسے اور قعدے میں اپنے زانوؤں پر نظر رکھنا اور سلام پھیرتے ہوئے دونوں کندھوں پر نظر رکھنا۔

(۳) رکوع، سجدے میں تین تین بار سے زیادہ تسبیح پڑھنا۔

(۴) کھانسی کو ممکن حد تک روکنا۔

(۵) جمائی کے وقت منہ بند رکھنے کی کوشش کرنا۔

۵ نمازوں کے ۵ دنیاوی فوائد

فجر: نماز فجر ہمارے اندر ایسی انرجی پیدا کرتی ہے جو زندگی کو برقرار رکھتی ہے، فجر کی نماز ادا کرنے سے رزق میں برکت پیدا ہوتی ہے۔

ظہر: نماز ظہر ادا کرنے والا مسلمان زوال کے بعد زمین کے اندر سے نکلنے والی زہریلی گیسوں سے محفوظ رہتا ہے اور اسے مرگی کا دورہ نہیں پڑتا۔

عصر: نماز عصر سے نمازی کے اندر فہم وفراست کے چشمے اُبلتے ہیں جو اُلجھے ہوئے مسائل کو نہایت آسانی سے حل کر دیتا ہے۔

مغرب: نماز مغرب بچوں کو سعادت مند کرتی ہے جو بڑھاپے میں والدین کے کام آتے ہیں۔

عشاء: نماز عشاء ادا کرنے والے مومن بندے سچے خواب دیکھتے ہیں اور ان کے اُوپر مستقبل کا انکشاف ہونے لگتا ہے۔

﴿پنج گانہ نماز کے مقررہ اوقات کی حکمت﴾

جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایک روز یہودیوں نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا۔ یا حضرت (ﷺ) آپ کی امت پر جو پانچ نمازیں فرض ہوئیں ان کے یہ خاص وقت کیوں مقرر کیے گئے اور اس میں کیا حکمت ہے؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

(۱) **ظہر:** ظہر کے وقت کا سبب یہ ہے کہ اس وقت ملائکہ آسمان پر تسبیح الٰہی کرتے ہیں اور اس وقت دروازے آسمان پر کھولے جاتے ہیں۔ بندوں کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت بندوں پر ظہر کی نماز فرض فرما دی تا کہ ان نمازیوں کو ملائکہ کا ساتھ میسر آ جائے اور جو دعا کریں قبول ہو۔ یہ حکمت ظہر کی نماز میں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حکم الٰہی سے ذبح کرنے کے لیے مکہ معظمہ سے منیٰ تک لے گئے۔ قریب دوپہر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پسر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو باندھ کر ذبح کے لیے لٹایا۔ اس وقت جناب خلیل علیہ السلام کو چار فکریں تھیں۔ ایک بڑی فکر یہ تھی کہ حکم الٰہی کو پورے طور سے ادا کرنا بڑا مشکل کام تھا۔ دوسرے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا چھوٹی سی عمر میں ذبح ہونا منظور کر لینا۔ تیسرے والدہ اسمٰعیل کو کیا جواب دوں گا۔ چوتھی فکر یہ تھی کہ اب ہاجرہ تنہا جنگل میں کس طرح زندگی بسر کر سکیں گی۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے سب غم دور کر دیے تو یہ ظہر کا وقت تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان چاروں غموں کے دور ہونے کے

شکر میں چار رکعت نماز ادا کی۔ اللہ تعالیٰ کو اس وقت عبادت پسند آئی اور چار رکعتیں امت محمدی ﷺ پر فرض کر دیں تا کہ امت محمدی ﷺ کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے نسبت ہو۔

(۲) **عصر:** عصر کے وقت حضرت آدم علیہ السلام نے گندم کا دانہ کھایا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ برہنہ تن ہوئے اور جنت سے زمین پر اتارے گئے اور دنیا کے قید خانے میں قید کر دیے گئے۔ یہ جو کچھ ہوا عصر کے وقت ہوا۔ یہ اُمتِ محمدیہ ﷺ نہایت پیاری امت ہے۔ اس امت پر یہ عصر کی نماز فرض ہوئی۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہر ایک مسلمان کا فر اور منافق کے لیے سوال مقرر کیا ہے اور وہ بڑا سخت وقت ہے۔ بڑی مشکل نہایت عاجزی اور بے بسی کا موقع ہے۔ جب خداوند کریم کو یہ مشکل اپنے بندوں پر آسان فرمانی منظور ہوئی تو عصر کی نماز ان پر فرض فرما دی۔ قبر میں خواہ رات ہو، خواہ دن۔ صبح ہو یا شام۔ جب مردہ سوال و جواب کے لیے زندہ کیا جاتا ہے تو اسے یہی نظر آتا ہے کہ عصر کا وقت ہے اور سورج غروب ہونے کو ہے۔ مردے کو فوراً خیال آتا ہے کہ افسوس میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ اب نکیرین غصے سے پوچھتے ہیں بتاؤ تمہارا رب کون ہے؟ یہاں بندہ نماز کا عاشق۔ نماز کے غم میں ایسا مشغول ہے کہ نکیرین کی پرواہ نہیں کرتا۔ اس کو نماز کے ترک کرنے سے خدا کے غضب کا خوف ہے۔ پھر جو خدا سے ڈرے اُسے دوسروں کا کیا ڈر رہا۔ وہ نماز میں مصروف ہو جاتا ہے پس خدا نے عصر کی نماز اس حکمت کے لیے فرض کی ہے کہ بندہ مومن اس نماز کا عادی رہے اور قبر کے سوال کے وقت بھی نماز کو نہ بھولے۔ اس کا دل نماز کی طرف متوجہ ہو جائے اور نکیرین کی آواز نعمت سے بھی زیادہ نرم معلوم ہو، اور سوال میں آسانی ہو۔ دوسرے یہ کہ رات دن کے سارے فرشتے بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہوتے ہیں۔ تب رب العزت ان سے سوال کرتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا۔ وہ عرض کرتے ہیں۔ الٰہی وہ عصر کی نماز پڑھتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ فرشتوں میں ان کی بڑائی بیان فرماتا ہے۔

حضرت کعب احبار روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اے موسیٰ چار رکعت نماز عصر کے وقت نبی آخرالزماں اور آپ کی امت پڑھے گی۔ چودہ طبق کے ملائکہ ان کی مغفرت کے لیے دُعا کریں گے۔ تیسرے یہ کہ حضرت یونس علیہ السلام کو خدا نے چار اندھیروں میں قید کیا۔ اوّل دریا کا اندھیرا، پھر مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا پھر اس مچھلی کو دوسری مچھلی نے نگل لیا تھا اس کے پیٹ کا اندھیرا چوتھا رات کا اندھیرا۔ جب یونس علیہ السلام نے ان اندھیروں سے گھبرا کر مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا اور پھر سجدے میں ''لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین'' پڑھا۔ اُسی وقت مچھلی کو حکم ہوا کہ یونس علیہ السلام کو بہت جلد زمین پر نکال۔ حکم الٰہی سنتے ہی مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو دریا کے کنارے ڈال دیا تو یہ عصر کا وقت تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان چار اندھیروں سے نجات پانے کے شکر میں چار رکعتیں پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ عبادت پسند آئی تو اُمتِ محمدی ﷺ پر یہ چار رکعت فرض کر دیں تاکہ اُمتِ محمدی ﷺ عصر کی نماز ادا کرنے سے بُری موت، بُرے خاتمے، قبر کے اندھیرے سے نجات پائے۔ عصر کی نماز میں بہت بڑا راز ہے۔ لوگو! اس کی حفاظت کیا کرو۔ عصر کا وقت دُنیا میں بہت مشغولیت کا وقت ہے۔ اس وقت مسلمان اور کافر دونوں یکساں دنیا کے کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔ اس میں حکمتِ ربّی یہ ہے کہ عصر کی نماز کے لیے مسلمان اُن سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح قیامت میں عصر کی نماز کی بدولت مسلمان کافروں سے علیحدہ ہو کر جنت کو روانہ ہوں گے۔

(۳) **مغرب :** مغرب کے وقت حضرت آدم علیہ السلام کا سجدہ اور آپ کی توبہ قبول ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس وقت شکر کی نماز پڑھی۔ خدا نے یہی نماز کا وقت حضور پُر نور محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُمت کے لیے مقرر فرمایا۔ جو شخص مغرب کی نماز پڑھے گا سارے دن کے گناہوں سے پاک ہو جائے گا اور جو دُعا کرے گا قبول ہوگی۔ دوسرے یہ کہ بعض جاہلوں نے حضرت عیسیٰ کے معجزات دیکھ کر آپ کو خدا اور خدا کا بیٹا

کہا اور آپ کی والدہ کو خدا کی بیوی بنایا۔ جب یہ قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سُنا تو جناب باری میں عذر کے طور پر عرض کیا الٰہی تو جانتا ہے کہ میں نے اپنی قوم سے یہ کہا ہے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اور اس کا رسول ہوں۔ اور یہ مجھے خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ میرا اس میں کیا قصور ہے۔ میں ان سے سخت بیزار ہوں۔ حکم ہوا۔ اے عیسیٰ تم اس جُرم میں بالکل بَری ہو اور پاک ہو۔ تمہارے ذمہ کچھ وبال نہیں۔ یہ حکم سُن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مغرب کے وقت دو رکعت نماز شکرانہ پڑھی اور ایک رکعت حضرت مریم علیہا السلام نے پڑھی کیوں کہ حضرت مریم علیہا السلام پر خدا کی بیوی ہونے کا الزام تھا۔ خدا نے یہ تینوں رکعت اپنی پیاری مخلوق امتِ مُحمد رسول اللہ ﷺ کو عنایت فرمائیں۔ تیسرے یہ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام چالیس (۴۰) سال تک حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں غمگین رہے۔ مگر جب خدا نے فضل فرمایا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ قاصد لایا اور آپ کے چہرے پر ڈالا تو خدا تعالیٰ نے اس کی برکت سے حضرت یعقوب کی بینائی روشن کی اور آپ کا سارا غم دور ہو گیا۔ حضرت یعقوب نے اس کے شکر میں تین رکعتیں پڑھیں۔ ایک رکعت بصارت کے واپس آنے کا شکریہ۔ دوسری رکعت حضرت یوسف علیہ السلام کے زندہ رہنے کا شکریہ اور تیسری رکعت حضرت کے دینِ اسلام پر رہنے کا شکریہ، یہی نماز حق تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر فرض فرمائی اور امتِ محمدیہ پر بھی فرض ہوئی۔ جب کوئی مسلمان مغرب کی نماز پڑھتا ہے دروازے آسمان کے کُھل جاتے ہیں۔ اور جو دعا کرتا ہے قبول ہوتی ہے اور جو حاجت طلب کرتا ہے پوری ہوتی ہے۔ پس جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کی مراد پوری ہوئی۔ اسی طرح جو مغرب کی نماز پڑھے گا اس کی مرادیں اللہ تعالیٰ پوری کرے گا۔

(۴) عشاء: عشاء کے وقت کا اندھیرا قیامت اور قبر کے اندھیرے کی صورت ہے اور نماز نُور ہے خدا کا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے مبارک نبی اپنی اُمت کو یہ خوشخبری سنا دیجیے کہ جو بندہ اندھیرے میں نماز کے لیے مسجد میں جائے گا اُسے

قیامت کے دن پورا نور عطا ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سارے دن چار غموں میں مبتلا رہے ایک اپنی جان کا سمندر سے سالم پار اُتر جانا۔ پھر سارے بنی اسرائیل کے لشکر کا پار ہونا، پھر فرعون سے نجات پانا اور فرعون اور لشکر فرعون کا دریا میں غرق دریا ہونا۔ عشاء کے وقت حق تعالیٰ نے ان چاروں غموں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی پار اتر گئے اور بنی اسرائیل بھی فرعون اور اس کا لشکر سامنے غارت کیا گیا۔ عشاء کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاروں غموں کے رفع ہونے کے شکر میں چار رکعتیں پڑھیں۔ حق تعالےٰ نے وہی چار رکعتیں حضور کی امت پر فرض کر دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! خوش ہو جاؤ کہ اس وقت سو تمھارے کسی مذہب وملت کا کوئی فرد عبادت نہیں کرتا۔ یہ وقت عبادت کے لیے تم کو عطا ہوا ہے پس عشاء کی نماز پڑھنے والے ''ذاکرون اللہ فی الغافلین'' کا مرتبہ لے کر سب سے اوّل جنت میں جائیں گے۔

(۵) **فجر:** صبح کا وقت نورانی ہوتا ہے جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی۔ آدھی رات کی عبادت کا ثواب حاصل کیا۔ اگر وہ صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لے گا تو ساری رات کی عبادت کا عابد ہوگا۔ آدھی رات کی عبادت تو عشاء کی نماز میں پوری ہوئی، آدھی رات کی باقی تھی وہ صبح کی نماز با جماعت پڑھ کر پوری ہوئی۔ لوگو! قیامت میں تم اپنے رب کی زیارت سے مشرف کیے جاؤ گے لیکن دیدار الٰہی کے حصول کا مجرب عمل اگر تم سے ہو سکے تو وہ صبح کی نماز ہے۔ اسے کبھی نہ چھوڑنا، اس کی وجہ یہ ہے کہ جنت میں نہ رات ہوگی نہ دن، نہ سورج نظر آئے گا نہ سردی ہوگی۔ ایسا نورانی وقت ہوگا جیسا دنیا میں صبح کا وقت، پس صبح کے وقت کو دیدار الٰہی کے وقت سے بہت مشابہت ہے اس لیے صبح کی نماز فرض کی گئی، صبح کی نماز کا بدلہ دیدارِ خداوندی ہوا۔

جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں آئے۔ رات کی کالی صورت دیکھ کر گھبرائے اور ساری رات خوف سے روتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو آپ کی وحشت رفع ہوئی اور آپ نے اس کے شکر میں دو رکعت پڑھی۔ اللہ تعالیٰ نے وہی دو رکعت نماز امت محمدی

ﷺ پر فرض کردی تا کہ یہ امت قبر کے اندھیرے سے نجات پائے۔ یہ امت قبر اور حشر کے اندھیرے کی بالکل تکلیف نہ اٹھائے گی۔ یہ پانچوں وقت کی نمازوں کا مخفی راز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ لوگو! نماز اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔ نماز طریقہ ہے انبیاء کرام کا، نماز نور ہے معرفتِ الٰہی کا، نماز جڑ ہے اسلام کی۔ سارے عمل نماز کے سبب قبول ہوتے ہیں، روزی کی برکت نماز میں ہے۔ نماز مومن کے دل کا نور ہے۔ نماز قبر کا بچھونا ہے۔ نماز منکر و نکیر کا جواب ہے۔ نماز سر کا تاج اور بدن کا لباس ہے، نماز قبر کے اندھیرے میں مشعل بن جائے گی۔ میزانِ عمل میں نماز کا وزن پہاڑوں سے بھی زیادہ ہوگا۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔ نماز معراج المومنین ہے چونکہ نماز میں سات فرض ہیں یہ نماز فرض مجموعہ ہے چودہ طبق کے ملائکہ کی عبادت کا۔ ایک فرض تکبیر تحریمہ جس میں ایک گروہ ملائکہ صبح و شام رات دن تکبیر و تہلیل کہتے ہیں۔ دوسرا فرض قیام ملائکہ کا دوسرا گروہ جو ساری عمر سے ہاتھ باندھے ہوئے اللہ کے حضور میں کھڑا ہے۔ تیسرا فرض قرأت قرآن مجید ہے چنانچہ تیسرا گروہ ملائکہ تلاوت قرآنِ پاک میں مشغول ہے، چوتھا گروہ رکوع میں جھکا ہوا ہے، پانچواں گروہ سجدہ میں پڑا ہوا، چھٹا فرض قعدۂ آخیرہ ہے ملائکہ کا چھٹا گروہ گھٹنوں کے بل التحیات پڑھتا ہوا بیٹھا ہے۔ ساتواں فرض سلام ہے۔ اور انسان کے بھی سات اعضا ہیں۔ ہر فرض کے بدلے ایک عضو آزاد ہوگیا، جس نے ساتوں فرض ادا کر لیے اس کی ساتوں چیزیں گوشت پوست، ہڈیاں خون بھیجا، رگیں وغیرہ سب آزاد ہوگئیں۔ نماز پڑھ کر ان ساتوں فرائض کو ادا کر کے اپنے آپ کو سالم جہنم سے بچالیتا ہے۔ حق تعالیٰ نے سارے طریقے ملائکہ کی عبادت کے بندوں کے لیے نماز میں جمع کر دیے ہیں تا کہ حضور اکرم ﷺ کی امت کا ہر ایک نمازی پنجگانہ پڑھ کر ملائکہ کی عبادت کا ثواب حاصل کرے۔

پنجگانہ نماز میں سترہ (۱۷) رکعتیں کیوں فرض ہیں؟

نماز شب معراج میں فرض ہوئی۔ نماز کا لقب معراج المومنین ہے۔ شب معراج میں رسول کریم ﷺ نے سات (۷) آسمانوں کی سیر فرمائی۔ آٹھوں جنتوں کو دیکھا۔

عرش وکرسی کا مشاہدہ کیا۔ یہ سب ملا کر سترہ (۱۷) ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ کو جسمانی معراج ہوئی تھی۔ سترہ (۱۷) مقامات کی سیر ہوئی۔ نمازی نماز میں یہ سترہ رکعتیں پڑھ کر انہیں سترہ (۱۷) مقامات کی سیر کرتا ہے اور اسی جگہ پہنچ جاتا ہے۔ نماز کی فرضیت سے انکار کرنے والا بالا تفاق کافر ہے۔ نماز کو عمداً چھوڑنے والا فاسق اور گنہگار ہے، جو مسلمان، مسلمان ہوتے ہوئے بھی نماز نہیں پڑھتا، اس کو کیا حق ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہے۔ قیامت کے دن اس کی نجات نہ ہوگی وہ بڑے سخت اندھیرے میں پڑا ہوگا۔ پھر قارون، فرعون یا ہامان یا ابی بن خلف منافق کے ساتھ واصلِ جہنم ہوگا، بے نمازی کو قیامت میں نہ نور عطا ہوگا اور نہ اس کی نجات، بے نمازی کی کوئی دعا قبول نہیں ہوتی، بے نمازی ہمیشہ ذلیل وخوار رہے گا۔ بے نمازی پر مرتے وقت پیاس کا عذاب مسلط ہوگا۔ بے نمازی پر مرنے کے بعد طرح طرح کے عذاب ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں بے نمازی کی شفاعت نہیں کروں گا وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہے گا۔ قیامت کے دن وضو کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کے چہرے آفتاب کی طرح چمکتے ہوں گے لیکن بے نمازیوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ بے نمازی کا دم بڑی مشکل سے نکلے گا۔ اور موت کے وقت اس پر بڑی تکلیف ہوگی۔

مسلمانو! دنیا میں ہمیشہ کسی کو قیام نہیں ایک روز دستِ حسرت ملتے ہوئے اُسے ضرور چھوڑنا پڑے گا، اب بھی وقت اور موقع ہے کہ مسلمان اپنی حالت کو دیکھیں اور اللہ اور رسول کے احکام کے پابند ہوں اور نماز قائم کریں۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"یایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ علیھا ملئکۃ غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون ۔" (التحریم ۶:۶۶)

ترجمہ: اے مسلمانوں اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے، اس پر تندخو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں خدا

جو حکم دے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔

پس ہم سب مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنی اولاد اپنی بیٹیوں اپنے عزیزوں اور دوستوں کو نماز کی تعلیم اور ترغیب دیں ورنہ قیامت کے دن ہم سب عذاب میں مبتلا ہوں گے اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے محروم رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلوص سے نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ماخوذ از تحفۃ المومنین)

﴿پچاس نمازوں کی پانچ کرانے کے لیے حضور ﷺ کا پانچ دفعہ ربّ العزت کی بارگاہ میں حاضر ہونا﴾

شب معراج محبوبِ دو عالم ﷺ عرشِ اعلیٰ پر پہنچے۔ سارے انبیاء و مرسلین اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اور آنحضرت سردار انبیاء ﷺ بیت المقدس سے نماز کے بعد باہم مل کر آسمان پر چلے، آخر سارے انبیاء چھ آسمان تک گئے آگے کوئی بھی نہ جا سکا۔ ساتویں آسمان پر سدرۃ المنتہیٰ کے قریب جبرئیل علیہ السلام بھی رہ گئے مگر ہمارے حضرت ﷺ سب سے اعلیٰ مقام پر پہنچے۔ حضور معلّٰی ﷺ فرماتے ہیں۔ سات آسمان طے کرنے کے بعد میں ایک صاف سیدھے میدان یعنی خطیرۃ القدس میں پہنچایا گیا۔ وہاں میرے خیال میں ایسی آواز آئی کہ جیسے کوئی لکھتا ہے پھر اُسی وقت ارشادِ عالی یہ ہوا کہ اے مبارک نبی (ﷺ) ہم نے تمہاری اُمت پر روزانہ پچاس وقت کی نمازیں پڑھنی فرض کیں۔ پیارے نبی (ﷺ) جاؤ تم بھی ان نمازوں کو پڑھو اور اپنی امت کو بھی ہدایت کرو۔ اس وقت حضور سراپا نور جنابِ رسول اللہ ﷺ محوِ تجلیات الٰہی تھے پچاس نمازوں کا حکم لے کے چلے آئے۔ مگر چھٹے آسمان پر واپس آتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ یا حضرت کیا حکم ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پچاس وقت کی نمازیں ایک دن رات میں پڑھنے کے لیے ارشاد ہوا ہے۔ عرض کیا کہ یا حضرت (ﷺ) جلد واپس جایئے اور معاف کرایئے۔ ایک دن میں پچاس نمازیں کس طرح ادا ہوں گی۔ بنی اسرائیل سے دو نمازیں ادا نہیں ہوئیں۔ آپ (ﷺ) کی اُمت سے پچاس نمازیں کس طرح

پڑھی جائیں گی۔ یہ سُن کر آپ وہیں پہنچے جہاں پہلے نمازیں فرض ہوئی تھیں۔ الغرض پانچ دفعہ کی شفاعت سے پینتالیس نمازیں معاف ہوکر پانچ باقی رہیں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ارشاد ہوا کے اے پیارے نبی (ﷺ): ہمارے سخن بدلے جاتے ہیں اور نہ ہم کسی پر ظلم کرنا یا مشقت ڈالنا پسند کرتے ہیں۔ پیارے نبی (ﷺ) تم اور تمھاری اُمت پانچ نمازیں پڑھیں، ہم پانچ کی وہی پچاس لکھتے رہیں گے۔ "من جآء بالحسنة فلهٗ عشر امثالها " (سورہ الانعام: ۶-۱۶۰) آنحضرت ﷺ نہایت شادوخوش ہوکر واپس آئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے حبیب خدا کچھ اور کم کراؤ۔

بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں۔ اُن سے دو نمازیں ادا نہیں ہوئی تھیں آپ کی امت سے یہ پانچ کیوں کر ادا ہوں گی؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ اب تو مجھے حضوری میں جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ موسیٰ پچاس کی پانچ رہیں اور کہاں تک کم ہوں گی۔ یہ سُن کر حضرت موسیٰ بھی خاموش ہوگئے اور حکمِ الٰہی پانچ نمازوں کا قائم ومحکم ہوگیا۔

﴿پنج وقتہ نماز کی قرآنِ کریم میں پانچ مقامات پر نشاندہی﴾

اقیمو الصلوٰة ولا تکونوا من المشرکین ○ (الروم ۳۰: ۳۱)

ترجمہ: نماز قائم کرو اور (نماز چھوڑ کر) مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔

(۱) واقم الصلوٰة طرفی النهار وزلفاً من اللیل ط ان الحسنات یذهبن السیئات ط ذٰلک ذکری للذاکرین ○ (ہود ۱۱: ۱۱۴)

ترجمہ: اور قائم کیجئے نماز دن کے دونوں طرفوں (قبل دوپہر فجر کے وقت اور بعد دوپہر ظہر اور عصر) اور رات کے پہلے حصوں میں (یعنی مغرب وعشاء) بیشک نیکیاں دور کر دیتی ہیں برائیوں (گناہوں) کو یہ یاددہانی ہے یادِ الٰہی کرنے والے کے لیے۔

(۲) اقم الصلوٰة لدلوک الشمس الیٰ غسق الیل وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشهوداً ومن الیل فتهجد به نافلةً لک عسیٰ ان یبعثک

ربک مقاماً محمود اً ٥ (بنی اسرائیل ۱۷:۷۸)

ترجمہ: قائم کیجئے نماز زوالِ آفتاب سے اندھیرے تک (ظہر، عصر، مغرب، عشاء) اور قرآن فجر کے وقت (صبح کی نماز میں قرآن کا پڑھنا قائم کیجئے) بلاشبہ قرآن کا پڑھنا فرشتوں کی موجودگی میں ہوتا ہے۔ (اور بڑی مقبولیت رکھتا ہے)

(۳) فاصبر علیٰ مایقولون وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبها ومن انآئ الیل فسبح واطراف النهار لعلک ترضیٰ ٥ (طٰہٰ:۱۳۰)

ترجمہ: صبر کیجئے ان باتوں پر جو وہ کہتے ہیں اور تسبیح کیا کیجئے ساتھ حمد کے اپنے رب کی سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے (صبح اور عصر کے وقت) اور کچھ اوقات میں رات کے (مغرب وعشاء) پس تسبیح کیا کیجئے اور اطراف میں دن کے (ظہر) تا کہ آپ (ﷺ) راضی ہوں (انعام سے)

(۴) فسبحٰن الله حین تمسون وحین تصبحون وله الحمدفی السمٰوات والارض وعشیًا وحین تظهرون ٥ (الروم ۳۰:۱۷،۱۸)

ترجمہ: پس تسبیح کرو اللہ کی جب شام ہو اور جب صبح ہو (صبح ومغرب وعشاء) اور اسی کو شایاں ہے سب تعریف آسمانوں میں اور زمین میں نیز تیسرے پہر اور ظہر کے وقت (ظہر اور عصر)

(۵) حٰفظوا علی الصلوٰة والصلوٰةِ الوسطیٰ وقوموا لله قٰنتین ٥ (البقرہ ۲۳۸)

ترجمہ: حفاظت کیا کرو سب نمازوں کی اور (خاص کر) درمیانی نماز کی اور کھڑے رہا کرو اللہ کے لیے ادب سے (جس طرح تم کو سکھایا گیا ہے)

﴿پنج وقتہ نماز کے اوقات مقرر (فرض) ہیں﴾

ان الصلوٰة کانت علی المؤمنین کتٰباً موقوتًا (النساء ۴:۱۰۳)

ترجمہ: بلاشبہ مسلمانوں پر اوقاتِ مقرر میں نماز ادا کرنا فرض ہے۔

نماز کی فرضیت

حق تبارک وتعالیٰ جل شانہ وعم نوالہ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک حضرت محمد ﷺ سے ارشاد فرماتا ہے کہ اے پیغمبر (ﷺ) یہ کتاب جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے اس کی تلاوت کرتے رہو اور نماز پڑھتے رہو بیشک نماز بے جا باتوں سے روکتی ہے اور ناشائستہ حرکات سے باز رکھتی ہے اور بجائے خود یہ بڑی عبادت ہے جو بھی کچھ تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے۔ قرآنِ مجید فرقانِ حمید بڑی عظیم الشان مرتبہ والا ہے۔ حضور انور محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید اللہ عزوجل کو ساتوں آسمان ساری زمین اور سارے جہان سے زیادہ پیارا اور محبوب ہے جو بندہ اس کی تلاوت کرے گا اور قرآن مجید کو دوست رکھے گا وہ بھی خدا کا محبوب ہوگا۔ جس گھر میں قرآن مجید پڑھا جائے وہ گھر مبارک اور متبرک ہے۔ اس گھر میں رحمتِ الٰہی کے فرشتے اترتے ہیں اور طرح طرح کی برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

نماز کیا چیز ہے؟ نماز جسے عربی زبان میں صلوٰۃ کہتے ہیں۔ اس کے لغوی معنی دُعا کرنا۔ خشوع وخضوع کے ساتھ یاد کرنا۔ عجز ونیاز کا اظہار کرنا ہے۔ ہماری اسلامی شریعت میں نماز ایک خاص ترکیب کی عبادت کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کو نماز تمام عبادتوں سے زیادہ محبوب ومرغوب ہے۔ یہ وہ رکنِ اسلام ہے جو کسی وقت اور کسی حالت میں بھی مسلمانوں پر معاف نہیں کیا گیا۔ جس حالت میں ہو ادا کرو۔ ہر حالت میں ضروری ہے اور فرض ہے۔ نماز دین اسلام کا ستون ہے۔

نبی کریم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو جب اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی اور آپ پر وحی نازل فرمائی تو اقرارِ توحید کے بعد سب سے پہلے نماز قائم کرنے کی ہدایت فرمائی گئی اور جبرئیل علیہ السلام نے نماز کی تعلیم دی۔ بعثت کے وقت صرف دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم ملا تھا۔ لیکن نبوت کے بارھویں سال شب معراج میں مسلمانوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کی گئیں قرآن مجید میں نماز پڑھنے کا حکم تقریباً ۷۰۰ مقامات پر آیا ہے اور جہاں جہاں عبادت کا ذکر آیا ہے وہاں نماز کو سب پر مقدم رکھا گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نماز بہت سی عبادت کا مجموعہ ہے۔ نماز میں بندے کا پوری طرح بندہ ہونا اور

مولا کا مولا ہونا ظاہر ہوتا ہے زبان سے کلمات سے ہاتھوں سے پیروں سے رکوع سے سجود سے، عاجزی سے انکساری سے، غرض ہر کیفیت سے عبادت کا اور عبدیت کا مکمل اظہار ہوتا ہے۔

﴿پانچ وقت کی نماز و تسبیح﴾

تا کہ آپ راضی ہو جائیں!!

یا طٰہٰ ﷺ

"**فاصبر علیٰ مایقولون وسبح بحمد ربک**" پس آپ ان باتوں پر صبر فرمایئے جو یہ بکتے ہیں اور آپ اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح (نماز) پڑھیں۔

قبل طلوع الشمس آفتاب نکلنے سے قبل (فجر ۱)

وقبل غروبها آفتاب غروب ہونے سے قبل (عصر ۲)

ومن انآی الیل اور رات کی کچھ ابتدائی ساعتوں میں (مغرب ۳ و عشاء ۴)

فسبح واطراف النهار لعلک ترضیٰہ (طہٰ:۱۳۰)

تسبیح پڑھیں اور دن کے کناروں (ظہر ۵) پر بھی تا کہ آپ راضی ہو جائیں!!

یا طٰہٰ

کلّھم یطلبون رضانی وانااطلب رضائک یارسول اللہ

اللہ اللہ اللہ

﴿جمعہ کی اذان کے بعد پانچ کام کرنے کی ہدایت﴾

"**یایها الذین امنوا اذانودی للصلوٰۃ من یوم الجمعة**"

مسلمانو! جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کی اذان ہو جائے تو،

(۱) "**فاسعوا الیٰ ذکر اللہ**"

ذکر الٰہی کی طرف لپکو (وعظ خطبہ و نماز جمعہ کے لیے مسجد کی طرف جلد لپکو)

(۲) "**وذروا البیع ط ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون**ہ"

اور اپنے کاروبار خرید و فروخت وغیرہ سب چھوڑ دو یہی بات بہتر ہے تمہارے لیے

اگر تم اس کی حقیقت کو بغور سمجھو۔

(۳) ''فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروفی الارض''

پس جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ۔

(۴) ''وابتغوا من فضل اللہ''

اور اللہ کا فضل تلاش کرو (دنیاوی دینوی واخروی)

(۵) ''واذکر اللہ کثیرًا لعلکم تفلحون O'' (الجمعۃ ۶۲)

اور (کسبِ معاش میں بھی) اللہ کی بہت یاد کیا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

﴿جمعہ کی پانچ مبارک ساعتیں﴾

حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن غسل کر کے جو شخص پہلی گھڑی ہی میں مسجد میں گیا یعنی

(۱) اول وقت، اس نے گویا اونٹ کی قربانی کی اور

(۲) جو دوسری ساعت میں گیا اس نے گویا گائے قربان کی اور

(۳) جو تیسری ساعت میں گیا اس نے گویا سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کی اور

(۴) جو چوتھی ساعت میں گیا گویا اس نے مرغی اللہ کی راہ میں دی اور

(۵) جو پانچویں ساعت میں گیا اس نے گویا ایک انڈا خیرات کرنے کا ثواب حاصل کیا، اس کے بعد جب امام برآمد ہو جاتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے کے لیے اٹھ جاتے ہیں۔ (یعنی ناموں کا اندراج ختم ہو جاتا ہے)

﴿نمازِ جمعہ صحیح ہونے کی پانچ شرائط﴾

جمعہ صحیح ہونے کی پانچ شرطیں ہیں (۱) مصر جامع (۲) وقتِ ظہر (۳) خطبہ (۴) جماعت (۵) اذنِ عام۔

(۱) مصر جامع﴾

اس سے مراد وہ شہر ہے جو مضافاتی بستیوں کی ضروریات کے مرکزی حیثیت

رکھتا ہو، جنگل دیہات اور عارضی قیام گاہوں جیسے ریسٹ ہاؤسز وغیرہ میں جمعہ جائز نہیں ہے ایسی جگہوں پر صرف ظہر کی نماز پڑھی جائے۔

(۲) وقتِ ظہر

نماز جمعہ کا وقت نمازِ ظہر کا وقت ہے اگر اس سے پہلے نماز پڑھ لی گئی تو نہ ہوگی، ظہر کا وقت نکل جانے پر نماز جمعہ قضا نہیں پڑھی جا سکتی۔

(۳) خطبہ

نماز جمعہ سے پہلے خطبہ واجب ہے ورنہ نماز نہ ہوگی۔

(۴) جماعت

نمازِ جمعہ کے لیے جماعت ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ امام کے علاوہ کم از کم تین آدمی ہونے چاہئیں۔

(۵) اذنِ عام

جہاں نماز جمعہ ادا کی جائے وہاں کسی کے داخل ہونے پر پابندی نہ ہو اور علی الاعلان ادا کی جائے۔

جمعہ کے دن کی پانچ ساعتوں کا تعین

(۱) پہلی ساعت جمعہ کی نماز کے بعد ہوتی ہے۔

(۲) دوسری ساعت سورج کے کچھ بلند ہونے پر

(۳) تیسری ساعت دھوپ پھیل جانے پر یعنی چاشت کے وقت

(۴) چوتھی ساعت زوال سے پہلے شروع ہوتی ہے اور

(۵) پانچویں ساعت سورج کے زوال (ختم یا ٹھیک زوال کے وقت) سے شروع ہوتی ہے۔ (ماخوذ از غنیۃ الطالبین)

جمعہ کے دن قبولیت کی ساعت پانچ اوقات میں

(۱) زوال کے وقت ۴ منٹ قبل ۴ منٹ بعد

(۲) خطبہ کی اذان کے فوراً بعد جب امام خطبہ کے لیے کھڑا ہو۔

(۳) دوران خطبہ جب امام درمیان میں بیٹھتا ہے (جلستہ الخطیب)

(۴) جمعہ کی اذان کے بعد۔

(۵) نماز جمعہ کے فوراً بعد۔

جمعہ کے دن کی پانچ منفرد خصوصیات

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جمعہ کے دن میں پانچ ایسی خاص باتیں ہیں جو کسی اور دن میں نہیں:

اوّل: جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

دوم: جمعہ کے دن ہی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتار کر خلافت بخشی۔

سوم: جمعہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی۔

چہارم: جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے جب جائز اور حلال چیز کی دُعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے۔

پنجم: جمعہ کے دن ہی قیامت آئے گی۔

پہلی نماز جمعہ

اسلام مدینے میں تیزی سے پھیلنے لگا۔ صرف بنی اُمیہ بن زید، خطمہ، وائل اور واقف کے چار گھرانے باقی رہ گئے تھے جہاں ایمان کی روشنی پہنچنے میں دیر لگی۔ یہ لوگ بھی غزوۂ خندق کے بعد مسلمان ہوگئے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معلمِ کتاب وحکمت کے مبلّغ کو اپنے مکان میں منتقل کرلیا۔ یہاں کے لوگ انہیں مقری (پڑھانے والا کے نام سے یاد کرتے تھے) اس کے بعد ان لوگوں نے بنی عبدالاشہل کے تمام بُت توڑ دیئے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زرارہ کی کوششوں سے حرۃ بنی بیاضہ میں جس کو نقیع الخضمات بھی کہتے ہیں باجماعت نماز کا انتظام کیا گیا۔ جب مسلمانوں کی تعداد چالیس ہوگئی تو اہل مدینہ نے یہودیوں کے سبت (ہفتہ) نصرانیوں کے اتوار کی طرح اجتماع عبادت کے لئے جمعہ کا دن اختیار کیا۔ جو عہدِ جہالت میں یومِ عروبہ کہلاتا تھا۔

خیال ہے کہ کعبؑ بن لوی نے اس کا نام بدل کر جمعہ رکھا۔ سب سے پہلا جمعہ حضرت اسعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن زرارہ نے بنی بیاضہ کے علاقہ میں پڑھایا۔ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انصار کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ تمام مسلمانوں پر جمعہ فرض کردیا گیا۔ ہجرت نبوی سے کچھ پہلے مکہ میں نمازِ جمعہ کا حکم آیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمیر کو تحریری حکم بھیجا کہ زوال کے بعد لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھاؤ۔

مشہور انصار شاعر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک بڑھاپے میں نابینا ہو گئے تھے۔ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا ہاتھ پکڑ کر مسجد لے جاتے تھے۔ جمعہ کی اذان سنتے ہی وہ اسعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زرارہ کے لئے دعائے مغفرت کرتے تھے۔ بیٹے نے وجہ دریافت کی تو کہا ہمیں مدینہ میں سب سے پہلے جمعہ کی نماز انھوں نے ہی پڑھائی تھی۔

﴿ فقہ میں مطلق پانی کی پانچ قسمیں ﴾

پانی کو عربی میں ماء کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں مطلق اور مقید۔ دونوں اصطلاح ہیں۔

مطلق: وہ پانی جس کو عام محاورہ میں پانی کہتے ہیں اور پانی لفظ سے بغیر کسی خصوصیت کے جو عام لوگ سمجھتے ہیں۔

مقید: وہ پانی جس کو محاورہ میں پانی نہیں کہتے جیسے گلاب، کیوڑہ، رس، سرکہ یا پانی کے ساتھ کوئی اور خصوصیت لگاتے ہیں جیسے تربوز کا پانی، ناریل کا پانی۔

﴿ مطلق پانی کی پانچ قسمیں ﴾

(۱) طاہر، مطہر، غیر مکروہ ﴾

وہ پانی جو خود پاک ہو اور اس سے وضو اور غسل وغیرہ بغیر کراہت کے درست ہو۔

(۲) طاہر مطہر مکروہ ﴾

وہ پانی جو خود پاک ہو مگر طاہر مطہر غیر مکروہ کے ہوتے ہوئے اس سے وضو غسل وغیرہ مکروہ تنزیہی ہے جیسے دھوپ کا گرم پانی، قلیل پانی میں تھوک یا ناک کا مل جانا،

مستعمل پانی، پانی میں ناپاک ہاتھ یا اس کے پڑ جانے کا شبہ۔ وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا مکروہ۔ پانی میں جانور مر کر پھٹ جائے اس کا پینا۔

(۳) طاہر غیر مطہر

وہ پانی جو خود پاک ہے مگر وضو یا غسل اس سے جائز نہیں۔

(۴) مشکوک

وہ پانی جو خود پاک ہے مگر مطہر یا غیر مطہر ہونا اس کا یقینی نہیں یعنی اگر اس سے وضو یا غسل کیا جائے تو اس کو نہ جائز کہہ سکتے ہیں نہ ناجائز۔

(۵) نجس

وہ پانی جو خود ناپاک ہو اور اس سے وضو اور غسل جائز نہیں، ناپاک چیزیں اس سے پاک نہیں ہوتیں بلکہ وہ پاک چیزوں کو ناپاک کر دیتا ہے۔

نوٹ: پانی کی اول چار قسمیں ناپاک کو پاک کر دیتی ہیں مذکورہ بالا فرق صرف وضو اور غسل میں ہیں تفصیلی مسائل کے لیے کسی فقہ یا فقیہہ کی طرف رجوع کریں۔

اہم بات

محض پانی بھلے طاہر مطہر غیر مکروہ ہی کیوں نہ ہو پاک نہیں کرتا۔

پانی کی پانچ اشکال اور شریعت، طریقت، معرفت و حقیقت

(۱) برف (۲) پانی (۳) بھاپ بلبلہ (۴) بادل (۵) موتی

برف، پانی، بھاپ، بلبلہ، بادل، موتی، یہ سب دیکھنے میں مختلف ہیں ظاہری آنکھوں میں یہ جیسا نظر آیا اس نام سے پکارا اور اسی طرح سے برتا۔ برف دیکھا تو برف کہا پانی دیکھا تو پانی کہا اگر ہم برف کو پانی، بھاپ کو پانی کہیں تو لوگ ہمیں پاگل کہیں گے۔ یہ ظاہری اشکال و اعمال ''شریعت'' کے مماثل ہیں۔

اگر ہم ان چیزوں میں غور و فکر کریں تجزیہ (ANALYSIS) کریں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ تمام چیزیں اندرونی طور پر پانی ہیں اور شکل بدل لی ہے یہ طریقت ہے۔

اس کے بعد اگر ہم پانی کو برقی لہر سے توڑ دیں تو پتہ چلا کہ الیکٹرون، پروٹون،

اور نیوٹرون کے ایک خاص انداز سے مجتمع ہونے پر یہ گیسز تیار ہوئیں اور یہ بھی پتا چلا کہ مادہ (MATTER) کی تشکیل ان برقی لہروں کے یکجا ہونے سے ہوئی۔ اس عالم کائنات میں یہ مادہ کا اوّل ظہور ہے یہ معرفت ہے۔

ان برقی لہروں جس کو انرجی (ENERGY) کہتے ہیں کا وجود بذاتِ خود نہیں ہے بلکہ (۱) قادر مطلق (۲) احکم الحاکمین (۳) بدیع السمٰوات والارض (۴) فاطر السمٰوات والارض (۵) خالق السمٰوات والارض کا مرہونِ منت ہے یہ حقیقت ہے۔

(۱) حواسِ ظاہری سے جن معاملات دینی کا تعلق ہے اس کی رعایت ملحوظ رکھنا شریعت ہے۔ جن معاملات دینی کو قلب وروح سے تعلق ہے اس کی رعایت کرنا طریقت ہے۔

(۲) اقرار باللسان شریعت، اقرار بالقلب طریقت

(۳) کپڑے کو دھو کر ایسا بنانا کہ اس کو پہن کر نماز پڑھ لیں شریعت ہے۔ کدورتِ بشری سے دل کو پاک رکھنا یہ طریقت ہے۔

(۴) نماز میں کھڑا ہونا شریعت ہے دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہونا طریقت ہے۔ یعنی حاضری شریعت، حضوریٔ قلب طریقت،

(۵) بصارت شریعت اور بصیرت طریقت

اشارہ پانچ حرفی لفظ ''شعبان''

''شعبان'' میں پانچ حروف ہیں (۱) ش (۲) ع (۳) ب (۴) ا (۵) ن

(۱) ''ش'' سے شرف۔ عزت واعزاز شان وشوکت، تعظیم وتکریم، سرفرازی وعروج

(۲) ''عین'' سے علو۔ برتری، فوقیت بزرگی، بلندی، معرفت پاکیزگی اور لطافت

(۳) ''ب'' سے برّ (نیکی) نیکی، فضیلت، مہربانی، سخاوت، لطف وکرم، جود وسخا، شفقت، رحم وکرم، لطف وعنایت، دیانت وپاک دامنی۔

(۴) ''ا'' سے الفت (محبت) دوستی یگانگت، موالات، چاہت، محبت، شفقت۔

(۵) ''ن'' سے نور، آسمانی نور، بصیرت، ہدایت، آب وتاب چمک دمک، شان وشوکت یہ تمام کے تمام حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے اس مہینہ میں بندوں کے لیے

تحائف ہیں یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں (۱) بھلائیوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ (۲) برکتیں اتاری جاتی ہیں۔ (۳) گناہوں سے درگذر کی جاتی ہے۔ (۴) برائیاں مٹادی جاتی ہیں۔ (۵) یہ وہ مہینہ ہے جس میں پورے سال میں مرنے والوں کے نام ملک الموت کو دیے جاتے ہیں۔

اشارہ حروف رمضان

(پنج حرفی لفظ رمضان از غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

''ر'' رضوان اللہ کی ہے اللہ کی خوشنودی

''م'' محابتہ اللہ کی ہے اللہ کی محبت

''ض'' ضمان اللہ کی ہے یعنی اللہ کی ذمہ داری

''ا'' (الف) الفت کا ہے۔

''ن'' نور اور نوال کا ہے۔ مہربانی اور بخشش کا ہے (عزت اور بخشش کی طرف اشارہ ہے)

ماہ رمضان میں پانچ چیزوں کی عطا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سردار انبیاء ﷺ نے فرمایا۔ میری امت کو ماہِ رمضان میں پانچ چیزیں عطا ہوئیں جو کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں۔

(۱) اوّل: یہ کہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے اللہ تعالیٰ جس پر نظر فرمائے گا اس پر کبھی عذاب نہ ہوگا۔

(۲) دوم: یہ کہ شام کے وقت ان کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مُشک سے زیادہ اچھی ہے۔

(۳) سوم: یہ کہ ہر دن اور رات میں فرشتے ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

(۴) چہارم: یہ کہ اللہ تعالیٰ جنت کو حکم فرماتا ہے کہ تیار ہو جا، میرے بندوں کے لیے آراستہ ہو جا، قریب ہے کہ دنیا کی کلفت سے پہلے آکر یہاں آرام کرے۔

(۵) پنجم: یہ کہ جب آخری رات ہوتی ہے تو ان سب کی مغفرت فرمادیتا ہے۔ کسی نے عرض کیا یہ رات شب قدر ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ کام کرنے والے جب کام

سے فارغ ہوتے ہیں تو اس وقت مزدوری پاتے ہیں۔

(ماخوذ از رمضان المبارک اور شبِ قدر کے فضائل اعمال و مسائل)

(مؤلف: مولانا مفتی غلام قادر صابری کشمیری)

ماہِ رمضان المبارک میں پانچ مخصوص نعمتیں

فرمایا سرورِ کائنات ﷺ نے کہ میری امت کو رمضان المبارک میں پانچ مخصوص نعمتیں عطا کی گئیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملیں۔

(۱) ایک یہ کہ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مُشک وغیرہ سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(۲) روزہ دار کے لیے دیگر جانداروں کے علاوہ دریا کی مچھلیاں بھی سحر سے افطار تک دعا کرتی رہتی ہیں۔

(۳) روزہ دار کے لیے جنت آراستہ کی جاتی ہے۔

(۴) رمضان المبارک میں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔

(۵) رمضان المبارک کی آخری رات میں مغفرت کی جاتی ہے۔ (رواہ احمد)

ماہ رمضان میں پانچ (ایک صحیفہ اور چار کتابوں) کا نزول

حضرت ابو محمد محی الدین سید الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ شہاب بن طارق رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ماہ رمضان المبارک کی تین راتوں میں صحیفے نازل کیے گئے (۳۔ رمضان المبارک)

۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت ماہ رمضان کے جمعہ کی راتوں میں نازل ہوئی۔ (۶۔ رمضان المبارک)

۳۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور ماہِ رمضان کی اٹھارویں شب کو اتری۔

۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل ماہِ رمضان کی تیرہ ۱۳ تاریخ کو نازل ہوئی۔

۵۔ اور رسول اللہ خاتم النبیین والمرسلین ﷺ پر قرآن مجید رمضان المبارک کی

چودھویں (۱۴) تاریخ کو اترا۔

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ (ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا) (غنیۃ الطالبین)

شب قدر کو ان پانچ راتوں میں تلاش کرو

ماہِ رمضان المبارک میں جس میں خصوصیت کے ساتھ رحمت اور مغفرت کی جو بارش ہوتی ہے وہ شبِ قدر کی رات ہے فرمایا حضور نبی اکرم ﷺ نے کہ ڈھونڈو شب قدر کو آخری طاق راتوں میں یعنی

(۱) اکیسویں ۲۱ (۲) تیئسویں ۲۳ (۳) پچیسویں ۲۵

(۴) ستائیسویں ۲۷ (۵) انتیسویں ۲۹۔

کتاب نزہتہ المجالس حصہ اول صفحہ ۱۳۷ میں ایک بزرگ الشیخ ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب سے میں بالغ ہوا ہوں مجھ سے کبھی لیلۃ القدر فوت نہیں ہوئی۔ میں نے اس کو ہر سال خود دیکھا ہے وہ یہ ہے۔

اتوار کو پہلی رمضان ہو تو شب قدر ۲۹ ہو گی۔

پیر کو پہلی رمضان ہو تو شب قدر ۲۱ ہو گی۔

منگل کو پہلی رمضان ہو تو شبِ قدر ۲۷ ہو گی۔

بدھ کو پہلی رمضان ہو تو شب قدر ۲۹ ہو گی۔

جمعرات کو پہلی رمضان ہو تو شب قدر ۲۵ ہو گی۔

جمعہ کو پہلی رمضان ہو تو شب قدر ۲۷ ہو گی۔

اگر ہفتہ کو پہلی رمضان ہو تو شب قدر ۲۳ ہو گی۔

نوافلِ شب قدر

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو پڑھے چار رکعت نماز شب قدر میں ہر رکعت میں بعد الحمد کے سورہ قدر یعنی "انا انزلنا" ایک بار اور سورہ اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد ۲۷ بار پس باہر آیا وہ اپنے گناہوں سے اور عطا کرے گا اللہ اسکو ہزار قصر جنت میں

اور فرمایا کہ جو شب قدر میں پڑھے۔
دو رکعت نفل ہر رکعت میں بعد الحمد کے انا انزلنا ایک بار سورہ اخلاص ۳ بار پس اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرے گا ثواب شبِ قدر کا اور قبول کرے گا اور جو ۲۷ویں شب کو پڑھے چار رکعت نماز ہر رکعت میں بعد الحمد کے انا انزلنا ۳ بار اور سورہ اخلاص ۵۰ بار اور بعد سلام سجدہ میں جا کر پڑھے "سبحان اللہ والحمدللہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر" بعد اس کے دعا مانگے۔ البتہ قبول ہوگی اس کی دُعا۔

شب قدر کی دُعا:

اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی یا غفور یا غفور یا غفور۔

دین کو جھٹلانے والے ریا کار کی پانچ نشانیاں

(سورۃ الماعون)

ارء یت الذی یکذب بالدین ٥ کیا آپ نے دیکھا جو جزائے اعمال کو جھٹلاتا ہے؟
فذلک الذی یدع الیتیم ٥
(۱) جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔
ولا یحض علیٰ طعام المسکین ٥
(۲) اور محتاج کو کھلانے پر (خود کو اور لوگوں کو) آمادہ نہیں کرتا۔
فویل للمصلین ٥ الذین ھم عن صلاتھم ساھون ٥
(۳) تو ان نمازیوں کی تباہی ہے جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔
الذین ھم یراء ون ٥
(۴) جو دکھاوا کرتے ہیں۔
ویمنعون الماعون ٥
(۵) اور روزمرہ کی چیز بھی عاریتاً نہیں دیتے۔

ریا کے پانچ نقصانات

اوّل: ثواب سے محرومی
دوم: عذاب میں گرفتاری
سوم: مشرکین میں شمار
چہارم: عجب بات یہ ہے کہ دنیا بھی نہیں ملتی جس کے لیے ریا کی جاتی ہے۔

پنجم: کچھ دنیا ہاتھ آئی بھی تو وہ فنا کے گھاٹ اتر جاتی ہے۔

﴿عید الفطر کی صبح اپنے اطاعت گذار بندوں سے پانچ باتیں کہنا﴾

جب عید الفطر کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ ،فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتا ہے وہ زمین پر آ کر تمام گلیوں سڑکوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے پکارتے ہیں جس کو جنات اور انسانوں کے علاوہ ہر مخلوق سنتی ہے اے امتِ محمد ﷺ اس ربِ کریم کی بارگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔ اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف کرنے والا ہے پھر جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے کہ کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے معبود اور ہمارے مالک اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کا اجر پورا دیا جائے۔ تو حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو! میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان کے روزے اور تراویح کے بدلہ اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی اور اللہ تعالیٰ (یہ پانچ باتیں) فرماتا ہے۔

(۱) اے میرے بندو مجھ سے مانگو میری عزت کی قسم، میرے جلال کی قسم آج تم اس مجمع میں جو کچھ مانگو گے اپنی آخرت کے لیے ضرور عطا کروں گا۔

(۲) جو دنیا کے لیے مانگو گے اس میں تمھاری مصلحت پر نظر کروں گا۔

(۳) میری عزت کی قسم میں تمھاری لغزشوں کی پردہ پوشی کروں گا، جب تک تم میرا خیال رکھو گے۔

(۴) میری عزت وجلال کی قسم تمھیں کفار ومجرموں کے سامنے ذلیل ورسوا نہیں کروں گا۔

(۵) اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ تم نے مجھے راضی کیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔

پس فرشتے اس اجر وثواب کو دیکھ کر جو اللہ تعالیٰ اس امت کو یوم الفطر کے دن عطا فرماتا ہے خوش ہوتے ہیں۔ (ترغیب)

کعبۃ اللہ کو پانچ پہاڑوں سے بنایا

تفسیر ابن کثیر میں یہ روایت درج ہے کہ بوقتِ تعمیر کعبۃ اللہ حضرت آدم علیہ السلام نے یہ گھر پانچ پہاڑوں سے بنایا تھا یعنی اس کی تعمیر پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے ہوئی جن کے یہ نام ہیں۔

(۱) حرا (۲) طور سینا (۳) طور زیتا (۴) جبل لبنان (۵) جودی (واللہ اعلم)

پانچ بھیڑوں کا حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی گواہی دینا

تفسیر ابنِ کثیر میں ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام بیت اللہ کی تعمیر فرما رہے تھے تو حضرت ذوالقرنین یہاں پہنچے اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کو بیت اللہ بناتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا ہم اللہ کے حکم سے اس کا گھر بنا رہے ہیں۔ پوچھا کیا دلیل ہے؟ کہا یہ بھیڑیں گواہی دیں گی۔ پانچ بھیڑوں نے کہا ہم گواہی دیتی ہیں کہ یہ دونوں اللہ کے مامور ہیں۔ ذوالقرنین خوش ہوگئے اور کہنے لگے میں نے مان لیا۔ ارزقی کی تاریخ مکہ میں ہے کہ ذوالقرنین نے خلیل اللہ اور ذبیح اللہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا۔ (واللہ اعلم)

خانہ کعبہ کے بنانے میں پانچ پیغمبروں کا ہاتھ

(۱) حضرت آدم علیہ السلام (۲) حضرت نوح علیہ السلام

(۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام (۴) حضرت اسماعیل علیہ السلام

(۵) خاتم النبیین سید المرسلین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ

اوّل: اس کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے ڈالی۔

دوم: جب طوفانِ نوح میں خراب ہوا تو حضرت نوح علیہ السلام نے اس کی مرمت کی۔

سوم: اس کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے نئے سرے سے تعمیر فرمایا۔

چہارم: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ان کی مدد فرماتے تھے۔ "واذ یرفع ابراھیم

القواعد من البیت واسمعیل ط ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ط (البقرۃ ۱۲۷)

یعنی جب ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کعبہ کی دیوار بناتے اور یہ کہتے تھے کہ اے ہمارے رب ہماری محنت قبول فرمالے تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔

پنجم : اس کے بعد جناب خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ نے قریش کے ساتھ مل کر کعبہ بنایا۔

گویا کہ کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنے کا یہ مقصد ہوا کہ ایک نمازی حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور سرور دو جہاں شفیع مجرماں نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ جناب باری جل جلالہٗ میں پیش کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ۔

الٰہی میں خود اس قابل نہیں ہوں جو میری عبادت قبول ہو لیکن بہ طفیل ان پیارے پیغمبروں کے جنہوں نے یہ کعبہ بنایا ہے میری نماز قبول فرما۔

حج بیت اللہ شریف

حج اسلام کا پانچواں رُکن ہے۔ ضروری اخراجات خرچ کرنے کے بعد اگر اتنی رقم ہے جو سفر حج کو کافی ہو۔ یعنی آنے جانے کا کرایہ اور کھانے پینے کی حد تک کا خرچہ بشرطیکہ راہ میں امن و امان ہو اور کسی طرح کا خطرہ نہ ہو اہل و عیال کو یا تو ساتھ لے جائے یا تخمیناً ان کا پورا خرچ دے جائے اور تندرست ہو۔ جو شخص حج کو فرض نہ جانے وہ کافر ہے اور جس پر حج فرض ہو اور قصداً نہ جائے وہ بڑا گناہ گار ہے۔ تمام عمر میں ایک دفعہ حج کرنا فرض ہے۔

۱۔ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً ط ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین O (آل عمران ۳: ۹۷)

ترجمہ: اور لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے (فرض ہے) جو بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہو جانا چاہیے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔

۲۔ واتموا الحج والعمرة لله (البقرہ:۱۹۶) اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کیلئے۔

یعنی اللہ کی خوشنودی کے لیے حج اور عمرہ کی نیت کرو تو اسے ضرور پورا کرو۔

۳۔ الحج اشهر معلومٰت...... (البقرہ ۱۹۷) حج کے چند مخصوص مہینے ہیں۔

یعنی حج کی نیت کرنے کے چند مہینہ ہیں مقرر۔ (شوال، ذیقعد اور پہلے دس روز ذوالحج کے)

۴۔ ان الصفا والمروة من شعآئر الله (البقرہ:۱۵۸)

ترجمہ: بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

۵۔ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابًا رحيمًاo (النسا:۶۴)

اگر انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوتا کہ جب یہ اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھے تو آپ ﷺ کے پاس آجاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول ﷺ بھی ان کے لیے معافی کی درخواست کرتے تو یقیناً اللہ کو بخشنے والا پاتے۔

میقات پانچ ہیں

میقات اُس جگہ کو کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ کے جانے والے کو بغیر احرام وہاں سے آگے جانا جائز نہیں اگر چہ تجارت وغیرہ کسی اور غرض سے جاتا ہو۔ (عامہ کتب)

(۱) ذوالحلیفہ یہ مدینہ طیبہ کی میقات ہے اس زمانہ میں اس جگہ کا نام ابیار علی ہے پاکستان یا اور ملک والے حج سے پہلے اگر مدینہ طیبہ کو جائیں اور وہاں سے پھر مکہ معظمہ کو تو وہ بھی ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں۔

(۲) ذاتِ عراق یہ عراق والوں کی میقات ہے۔

(۳) حجفہ یہ شامیوں کی میقات ہے مگر حجفہ اب بالکل معدوم سا ہو گیا ہے وہاں آبادی نہ رہی صرف بعض نشان پائے جاتے ہیں اس کے جاننے والے اب کم ہو گئے لہٰذا اہلِ شام رابغ سے احرام باندھتے ہیں کہ حجفہ رابغ کے قریب ہے۔

(۴) قرن یہ نجد والوں کی میقات ہے یہ جگہ طائف کے قریب ہے۔

(۵) یلملم اہلِ یمن کے لیے۔

مسئلہ : یہ میقاتیں اُن کے لیے بھی ہیں جن کا ذکر ہوا اور ان کے علاوہ جو شخص جس میقات سے گزرے اس کے لیے وہی میقات ہے اور اگر میقات سے نہ گزرا تو جب میقات کے محاذی آئے اس وقت احرام باندھ لے۔ مثلاً پاک و ہند کی میقات کوہ یلملم کی محاذات ہے اور محاذات میں آنا اُسے خود معلوم نہ ہو تو کسی جاننے والے سے پوچھ کر معلوم کرے اور اگر کوئی ایسا نہ ملے جس سے دریافت کرے تو تحری کرے اگر کسی طرح محاذات کا علم نہ ہو تو مکہ معظمہ جب دو ۲ منزل باقی رہے احرام باندھ لے (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ : جو شخص دو میقات سے گزرا مثلاً شامی کہ مدینہ منورہ کی راہ سے ذوالحلیفہ آیا اور وہاں سے جحفہ کو تو یہ افضل ہے کہ پہلی میقات پر احرام باندھے اور دوسری پر باندھا جب بھی حرج نہیں۔ یوں ہی اگر میقات سے نہ گزرا اور محاذات میں دو میقاتیں پڑتی تو جس میقات کی محاذات پہلے آئے وہاں احرام باندھنا افضل ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

حج۔ عاشقوں کا میلہ

عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ (علاوہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں اور فرض کی ہیں پس جو شخص ان میں سے تین کو ادا کرے تو وہ اس کو کام نہ دیں گی جب تک سب کو ادا نہ کرے۔ نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج۔ (احمد)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر نماز روزہ حج سب کرتا ہو مگر زکوٰۃ نہ دیتا ہو تو وہ سب بھی اس کی نجات کے لیے کافی نہیں اور یہ بھی کہ اگر نماز وزکوٰۃ وروزہ سب کرتا ہو مگر فرض حج (استطاعت کے باوجود) نہ کیا ہو تو اس کی نجات کے لیے کافی نہیں اور حج میں ایک خاص بات ایسی ہے جو اور عبادتوں میں نہیں۔ وہ یہ ہے کہ اور عبادتوں کے افعال میں کچھ عقلی مصلحتیں بھی سمجھ میں آتی ہیں مگر حج کے افعال میں بالکل عاشقانہ شان ہے تو حج وہی کرے گا جس کا عشق عقل پر غالب ہوگا اور اگر فی الحال اس میں کچھ کمی بھی ہوگی تو پوری ہو جائے گی۔ ظاہر ہے کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا عشق ہوگا۔ وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا۔

بیت اللہ کے گرد پھرنے اور صفا مروہ کے درمیان پھیرے کرنے اور کنکریاں

مارنے میں عقلی مصلحت کیا ہے صرف یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے۔اس کے کرنے سے اللہ کی، اللہ والوں کی، نبیوں کی اور رسول اللہ ﷺ کی یاد ہوتی ہے اور ان سے تعلق بڑھتا ہے اور محبت کا امتحان ہوتا ہے جو بات عقل میں نہیں آئی حکم سمجھ کر مان لیا پھر محبوب کے گھر کے بل بل قربان ہونا اس کے کوچہ میں دوڑے دوڑے پھرنا کھلم کھلا عاشقانہ حرکات ہیں۔

ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجرِ اسود کی طرف رُخ کیا پھر اس پر دونوں لب (مبارک) ایسی حالت میں رکھ کر بڑی دیر تک روتے رہے پھر جو نگاہ پھیری تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رو رہے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس مقام پر آنسو بہائے جاتے ہیں۔(ابنِ ماجہ وابنِ خزیمہ وحاکم وبیہقی)

محبوب کی نشانی کو چومنے کا پیار کرنے کا سبب وہ بھی ایک پتھر کا سبب بجز عشق کے اور کون سی مصلحت ہوسکتی ہے۔محبوب کی نشانی کو پیار کرتے ہوئے رونا صرف عشق سے ہوسکتا ہے خوف وغیرہ سے نہیں ہوسکتا! حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے (جس دن حاجی عرفات میں ہوتے ہیں) اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فخر کے ساتھ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس دور دراز راستوں سے اس حالت میں آئے ہیں کہ پریشان حال ہیں غبار آلود بدن ہے اور دھوپ میں چل رہے ہیں میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا (بیہقی)

اس صورت کا عاشقانہ ہونا ظاہر ہے اور فخر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمانا ہے اس عاشقانہ صورت کے پیاری ہونے کا بتلا رہا ہے۔حج کے سارے افعال کھلم کھلا اس عاشقانہ رنگ کے ہیں یعنی مزدلفہ عرفات کے پہاڑوں میں پھرنا، لبیک کہنے میں چیخنا پکارنا، ننگے سر پھرنا، اپنی زندگی کو موت کی شکل بنانا، کفنی پہن کر مردوں کا سا لباس پہننا، ناخن بال تک نہ اکھاڑنا، جوں تک نہ مارنا، جس سے دیوانوں کی سی صورت بھی ہو جاتی ہے سر منڈانا، کسی جانور کا شکار نہ کرنا، خاص حد تک درخت نہ کاٹنا، گھاس تک نہ توڑنا، جس میں کوچہ محبوب کا ادب بھی ہے یہ سارے کام عاشقوں کے ہیں، خانہ کعبہ کے گرد گھومنا اور صفا مروہ کے بیچ میں دوڑنا اور خاص نشانوں پر دیوانہ وار پتھر مارنا اور

حجرِ اسود کو بوسہ دینا اور زار و قطار رونا اور خاک آلودہ چلتے ہوئے عرفات میں حاضر ہونا سب عشق و محبت سے بھرے ہوئے افعال ہیں۔

جس مقام پر یہ فرض ادا ہوتا ہے اس میں بھی محبت کی شان رکھی گئی ہے جس کا تعلق دل سے ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب آباد کرتا ہوں۔ آپ کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دیجئے۔ (سورۃ ابراہیم آیت ۳۷) تبھی تو کوئی مومن ایسا نہیں جس کا دل کعبہ کی محبت میں پھنسا ہوا نہ ہو۔ حضرت ابراہیم نے کچھ لوگوں کے دلوں کی دعا کی یعنی مومن کیلئے ورنہ غیر مسلم بھی اس عشق میں مبتلا ہو جاتے۔

حج کے متعلق ایک عمل اور بھی ہے یعنی حضورِ اقدس ﷺ کے روضہ شریف کی زیارت اور جس طرح حج میں عشقِ الٰہی کی شان ہے، اس زیارت میں عشقِ بندگی کی شان ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص حج کر کے میری وفات کے بعد میری زیارت کرے وہ ایسا ہے جیسے میری حیات میں زیارت کرے۔ (عن مشکوٰۃ از بیہقی) حضور ﷺ نے دونوں زیارتوں کو برابر فرمایا اور جب کسی خاص بات کی تخصیص نہیں تو ہر ایک اثر میں برابر ہوں گی اور ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی حیات میں آپ کی زیارت ہوتی تو کس قدر آپ ﷺ کا عشق قلب میں پیدا ہوتا۔ تو اب بھی زیارت کرنے کا وہی اثر ہوگا اور جس طرح مکہ معظمہ میں محبت کی شان رکھی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ انہوں نے (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے) تجھ سے مکہ کے لیے دُعا کی ہے اور میں تجھ سے مدینہ کے لیے دُعا کرتا ہوں۔ وہ بھی اور اتنی ہی اور بھی۔ (مشکوٰۃ از مسلم) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ مدینہ کو ہمارا محبوب بنا دے جیسے ہم مکہ سے محبت کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ الخ (مشکوٰۃ از بخاری) چنانچہ جو مومن حضور ﷺ کے ''ہم'' میں شامل ہے وہ مدینہ کو مکہ سے بھی زیادہ محبوب رکھتا ہے۔ اللہ کے محبوب کو مدینہ کتنا محبوب ہے۔ حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے ظاہر ہے کہ

جس میں روایت کی کہ رسول ﷺ نے فرمایا، روئے زمین میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مجھ کو اپنی قبر کا ہونا مدینہ سے زیادہ پسند ہو۔ یہ بات تین بار فرمائی۔ (مشکوۃ از مالک)

حُب، محبت، عشق الٰہی، فدائیت اصل الایمان ہے صرف عشق میں آدمی بلا چون وچرا، بلا حیل وحجت اطاعت کے لیے آمادہ ہوتا ہے اور جان و مال خوشی خوشی قربان کرنے کو باعثِ سعادت وصد افتخار سمجھتا ہے۔ ''ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین'' کہنے اور عمل کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ نمازوں میں ہر تشہد میں التحیات پڑھ کر اس کا اعادہ کرتا رہتا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ الٰہی سے ظاہر ہے۔

''ومن الناس من یتخذمن دون اللّٰہ انداداً یحبونھم کحب اللّٰہ ط والذین آمنو اشدُ حبا للّٰہ'' (بقرہ:۱۶۵)

اور لوگوں میں سے (بعض) وہ (بھی) ہیں جو غیر اللہ کو (اللہ کا) مثل بناتے ہیں ان سے (غیر اللہ) اللہ کی محبت جیسی محبت کرتے ہیں اور (حالانکہ) جو ایمان والے ہیں وہ تو سب سے زیادہ محبت اللہ ہی سے رکھتے ہیں۔

مناسکِ حج

۷ذی الحج

کچھ آرام کریں اور منیٰ شریف جانے کی تیاری کریں۔

۸ذی الحج

آج منیٰ کی طرف روانگی کا دن ہے۔ غسل یا وضو کریں۔ احرام کی نیت کریں اور احرام باندھیں۔ دو رکعت نماز نفل ادا کریں اور جائے نماز پر ہی حج کی نیت کریں۔ راستہ میں تلبیہ پڑھیں، نماز ظہر، عصر، مغرب اور عشاء منیٰ میں ادا کریں۔

۹ذی الحج

فجر کی نماز منیٰ میں ادا کر کے (طلوع آفتاب کے بعد) میدانِ عرفات کی طرف روانہ ہو جائیں۔ ظہر اور عصر کی نمازیں میدانِ عرفات میں ادا کریں چاہے مسجد نمرہ میں امام کے پیچھے دونوں نمازیں اکٹھی ادا کریں۔ خوب دعائیں مانگیں اور درود شریف پڑھیں۔

○ زوالِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک میدانِ عرفات کی حدود میں رہنا نہایت ضروری ہے۔

○ مغرب کے بعد (بغیر مغرب کی نماز پڑھے) مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔

○ مزدلفہ میں نماز مغرب اور عشا اکٹھی کر دیں۔

○ ۷ کنکریاں اکٹھی کریں اور رات یہیں بسر کریں۔

۱۰ ذی الحج

○ فجر کی نماز مزدلفہ میں ادا کر کے (کچھ دیر بعد مگر طلوع آفتاب سے پہلے) منیٰ کی طرف روانہ ہو جائیں۔

○ منیٰ میں بڑے شیطان کو (زوال آفتاب سے پہلے) سات کنکریاں ماریں اور کنکریاں مارنے سے پہلے تلبیہ پڑھنا بند کر دیں۔

○ قربانی کریں۔

○ سر کے بال منڈوائیں یا کم کریں۔

○ احرام کھول دیں اور عام کپڑے پہن لیں۔

○ طواف زیارت کے لیے مکہ شریف جائیں۔ یہ طواف عام کپڑوں میں ہوتا ہے۔ اور ہر صورت میں ۱۲ تاریخ کی مغرب سے پہلے کرنا ہے۔ پہلے تین چکروں میں ذرا اکڑ کر چلیں۔ طواف کے بعد ملتزم پر دعائیں مانگیں، مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نماز واجب ادا کریں۔ آبِ زم زم خوب پئیں۔ حجرِ اسود کو بوسہ دیں یا دور سے اشارہ کریں۔

○ سعی کریں، دو رکعت نماز نفل ادا کریں اور واپس منیٰ آ جائیں۔

۱۱ ذی الحج

زوال کے بعد اور غروبِ آفتاب سے پہلے تینوں شیطان کو باری باری ۷، ۷ کنکریاں ماریں اور اگر طوافِ زیارت نہیں کیا تو آج مکہ شریف جا کر کریں اور واپس منیٰ آ جائیں۔

۱۲ ذی الحج

زوال کے بعد اور غروبِ آفتاب سے پہلے تینوں شیطانوں کو باری باری ۷،۷ کنکریاں ماریں اور اگر طوافِ زیارت نہیں کیا تو مغرب سے پہلے کرلیں اور مغرب سے پہلے ہی منیٰ چھوڑ دیں اور مکہ شریف روانہ ہوجائیں۔

﴿طوافِ وداع﴾

مکہ شریف چھوڑنے سے پہلے لازماً طواف وداع کرنا ہے۔ اس طواف میں رمل نہیں کرتے، یعنی اکڑ کر نہیں چلتے۔ طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھیں۔ آبِ زم زم خوب پئیں، ملتزم پر دُعا کریں اور حجراسود کو بوسہ دیں یا دور سے اشارہ کریں۔

﴿پانچ واجباتِ حج﴾

حج میں پانچ چیزیں واجب ہیں۔

(۱) مزدلفہ میں آدھی رات کے بعد تک رات گزارنا۔

(۲) منیٰ میں رات گزارنا۔

(۳) شیطانوں پر کنکریاں مارنا۔

(۴) سر منڈانا۔

(۵) طوافِ وداع کرنا۔

ان میں سے کوئی ایک چھوٹ جائے تو اس کی تلافی دم (ایک بکری کی قربانی) سے ہوجاتی ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً۔

تاریخ نزول: (۱) دس ہجری (۲) حجۃ الوادع کے موقع پر (۳) عرفہ کے روز (۴) جمعہ کے دن (۵) عصر کے وقت۔

﴿یومِ عرفات کی پانچ دعائیں﴾

شیخ ہبۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اسناد کے ساتھ عمر لیثی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ہم کو اطلاع ملی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کے پاس حضرت جبرئیل کے توسط سے پانچ دُعائیں بطور ہدیہ بھیجیں، جبرئیل نے کہا کہ آپ یہ پانچ دعائیں پڑھا کریں۔ اللہ کو ذی الحج کے عشرہ کی عبادت سے زیادہ کسی دن کی عبادت محبوب اور پسند نہیں ہے۔

پہلی دُعا:

''لاالہ الااللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر''

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت اور اسی کو حمد ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اسی کے قبضہ میں خیر ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

دوسری دعا:

''اشھدان لاالہ الااللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ الھاواحداً صمداً لم یتخذصاحبة ولا ولدًاہ''

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ معبود ہے، ایک ہے، بے نیاز ہے نہ اس کی بیوی ہے نہ بچے۔

تیسری دعا:

''اشھدان لاالہ الااللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حیی لایموت بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شئي قدیر''

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اسی کے لیے حمد ہے وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے، وہ زندہ ہے اس کے لیے موت نہیں ہے، اسی کے قبضہ میں بھلائی ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

چوتھی دُعا

''حسبی اللہ و کفیٰ سمع اللہ لمن دعیٰ لیس وراء اللہ منتھیٰ''

ترجمہ: میرے لیے اللہ کافی ہے اور وہی کافی ہے، اللہ کو جس نے پکارا اس نے اس کی پکار سنی۔ اللہ کے سوا کوئی اور منتہی نہیں ہے۔

پانچویں دعا

''اللھم لک الحمد کما تقول اللھم لک صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی ولک یا ربِّ تراثی اللھم انی اعوذبک من عذاب القبر ومن شتات الامر اللھم انی اسئلک من خیر ماتجری به الریح''

ترجمہ: ہماری ہر تعریف سے تو بالاتر اور بہتر ہے الٰہی میری نماز میری عبادت، میری زندگی اور میری موت سب تیرے ہی لیے ہے میری میراث بھی خاص تیرے لیے ہے اے مالک ہر صورت میں تیری ہی بارگاہ میں عذاب قبر سے بچنے کی درخواست کرتا ہوں، میرے کاموں کی پراگندگی سے مجھے بچا۔ جس چیز پر ہوا چلتی ہے میں اس کی بہتری کے لیے تیرے حضور میں دعا کرتا ہوں کہ اس سے مجھے امن وامان میں رکھ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے حضرت عیسیٰ سے ان دعاؤں کا اثر دریافت کیا آپ نے فرمایا جو شخص پہلی دعا ایک سو مرتبہ پڑھے گا تو رُوئے زمین پر اس جیسا عبادت کرنے والا کوئی دوسرا نہیں ہوگا۔ قیامت کے دن تمام نیکوکاروں سے زیادہ اس کی نیکیاں ہوں گی۔ جس نے دوسری دعا کو سو مرتبہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے سو نیکیاں لکھے گا اور اتنی ہی اس کی برائیاں مٹا دے گا اور جنت میں اس کے دس ہزار درجے بلند کر دے گا۔ جس نے تیسری دعا کو سو مرتبہ پڑھا تو سب سے نچلے آسمان سے ستر ہزار فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے اس کے پڑھنے والے پر رحمتِ طلب کرتے ہوئے اتریں گے۔ جس نے چوتھی دعا کو سو مرتبہ پڑھا تو اس دعا کو فرشتے سجا کر رب العالمین کے حضور پیش کریں گے اور اللہ تعالیٰ اس پر نظرِ کرم فرمائے گا اور جس کی طرف اللہ تعالیٰ کی نظر کرم ہو وہ بدبخت کیسے ہوسکتا ہے۔ آپ کے حواریوں نے

پانچویں دُعا کے بارے میں دریافت کیا کہ اس میں کتنا ثواب ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس کی وضاحت کی انھیں اجازت نہیں دی گئی ہے۔

شیخ ہبۃ اللہ نے بالاسناد روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی طالب نے فرمایا عرفہ کی شام کو رسول اللہ ﷺ اکثر دعا کرتے اور فرماتے تھے:

اللھم لک الحمد کما تقول وخیر امما نقول اللھم لک صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی ولک یارب تراثی اللھم انی اعوذبک من عذاب القبر وفتنۃ الصدر وشتاتِ الامر اللھم انی اسئلک من خیر ماتجری بہ الریح''

ترجمہ: اے اللہ تو نے آپ اپنی جو کچھ تعریف کی ہے وہ تیرے ہی لیے ہے میرے کہنے سے (تعریف کرنے سے) تو خود بہتر کہتا ہے۔ الٰہی میری زندگی میری موت اور عبادت سب تیرے ہی لیے، میری میراث بھی تیرے لیے ہے! الٰہی میں تجھ سے امن وامان چاہتا ہوں! الٰہی مجھے قبر کے عذاب سے، سینہ کے فتنے اور کام کی برہمی سے محفوظ رکھ، جس چیز کے ساتھ ہوا چلتی ہے میں تجھ سے اس سے بہتر چیز کی درخواست کرتا ہوں وہ مجھے عطا فرمادے۔

شیخ ہبۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ بن مبارک نے بالاسناد امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عرفہ میں میری اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی دعا یہ ہے:

''لاالٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر ،اللھم اجعل فی قلبی نور اوفی سمعی نور اوفی بصری نوراً اللھم اشرح لی صدری ویسرلی امری اللھم انی اعوذبک من وساوس الصدر وفتنۃ القبر وشتات الامر اللھم انی اعوذبک من شر مایلج فی الیل ومن شر مایلج فی النھار ومن شر ما تھب بہ الریاح ومن شر بوائق الدھر''

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کا ملک ہے اور وہی تعریف اور حمد وثنا کے لائق ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے، الٰہی! تو میرے دل میں نور عطا فرما، میرے کانوں اور میری آنکھوں کو نور سے معمور کردے، میرے سینے کو وسوسوں، قبر کے فتنوں اور قبر کی پراگندگی سے امن میں رکھ۔ الٰہی مجھے رات اور دن کی شرارتوں (برائیوں) سے بچا مجھے ہوا کی شرارتوں اور بدی سے امن وامان میں رکھ۔

ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں جب لوگ عرفات میں جمع ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ حج اکبر کا دن ہے جو شخص آج دن یا رات میں عرفات میں نہیں پہنچا اس کا حج نہیں ہوا۔ آج پروردگار سے دعا کرنے اور مانگنے کا دن ہے۔ آج تہلیل وتکبیر اور تلبیہ کا دن ہے۔ جو شخص آج اس جگہ پہنچے گا اور اپنے پروردگار سے مانگنے سے محروم رہا وہی محروم ہے۔ حقیقت میں تم ایسے سخی سے مانگتے ہو جو عطا میں بخل نہیں کرتا اور ایسے متحمل اور بردبار سے مانگتے ہو جو جہل (غصہ) نہیں فرماتا، ایسے عالم سے مانگتے ہو جو بھولتا نہیں۔ جس نے اپنے گھر رہ کر عرفہ کے دن روزہ رکھا گویا اس نے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے روزے رکھے۔

﴿زکوٰۃ﴾

اسلام کے بنیادی ارکان میں توحید و رسالت اور نماز کے بعد زکوٰۃ کا درجہ ہے جو اسلام کا تیسرا رکن ہے۔ جس طرح جسم کی نجاست کو غسل اور وضو دور کرتا ہے اور طہارتِ جسمانی عطا کرتا ہے اور تزکیۂ نفس یا باطنی گندگی وشیطنت کو دور کر کے ''مزکی'' یعنی پاک بناتا ہے۔ بعینہٖ ''زکوٰۃ'' جس کے معنی پاک کرنے کے ہیں مال ودولت کو پاک کرتی ہے۔ ''زکوٰۃ'' کا مطلب یہ ہے کہ جس مسلمان کے پاس ایک مقررہ مقدار میں مال ودولت ہے۔ وہ ہر سال حساب لگا کر اپنی اس دولت کا چالیسواں حصہ غریبوں، مسکینوں، نادار، بیواؤں اور یتیموں یا نیکی کی دوسری مدوں پر خرچ کرے جو زکوٰۃ کے خرچ کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مقرر کی ہیں۔ (زکوٰۃ کے مسائل واحکام اور مصارف کے لیے فقہ کی کتابوں کی طرف رجوع کریں یا علماء کی طرف)

قرآن کریم میں جہاں نماز کا ذکر آیا وہاں زکوٰۃ کا بھی۔

''اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ ویل للمشرکین الذین لایوتون الزکوٰۃ وھم بالاخرۃ ھم کفرون۔''

یعنی نماز قائم کیا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو۔ اُن مشرکوں کے لیے بڑی خرابی ہے اور ان کا انجام بہت بُرا ہونے والا ہے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور وہ آخرت کے منکر اور کافر ہیں۔

اس کے برخلاف نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا مومنین اور مسلمین کی صفت بیان کی ہے۔

''الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ''۔

وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔

سورہ توبہ کی آیت نمبر ۵۲ ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ زکوٰۃ خیرات صدقہ نہیں کرتے اور مال و دولت جوڑ کر رکھتے ہیں دردناک عذاب کی خبر دیتی ہے۔

جن چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے ان کی پانچ اقسام

جن چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے وہ کئی چیزیں ان کی موٹی موٹی پانچ اقسام درج ہیں۔

(۱) چاندی، سونا، خواہ روپیہ، اشرفی ہو خواہ نوٹ کی شکل میں، بانڈ، سرٹیفکیٹ، حصص وغیرہ کی شکل میں ہو، خواہ اپنے قبضہ میں ہو، خواہ کسی کے ذمہ ادھار ہو جس کا ثبوت اپنے پاس یا ادھار لینے والا اقراری ہو، خواہ چاندی یا سونے کے برتن یا زیور یا، اگر صرف چاندی کی چیزیں ہوں اور وزن میں ساڑھے باون تولہ ہو جائے اور اگر چاندی کے وزن کے ساتھ مل کر ہی ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے تو جس دن سے ان چیزوں کا مالک ہوا ہے اس دن سے اسلامی سال گزرنے پر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہوگی یعنی روپیہ کی مالیت کا ۲/۱ ۲ ڈھائی فی صد۔

(۲) دوسری چیز جس میں زکوٰۃ فرض ہے سوداگری کا مال ہے جب وہ قیمت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو۔ تجارت کے مال پر بشمول چرند پرند، مویشی

مکان، مٹی جو تجارت کی نیت سے حاصل کی جائے۔ جتنی مالیت پر زکوٰۃ فرض ہے اتنے زیور یا سوداگری کے مال سے بہت کم گھر خالی ہوں گے۔

(۳) تیسری چیز ایسے اونٹ، گائے، بھینس یا بھیڑ بکریاں جن کو صرف دودھ اور بچے حاصل کرنے کے لیے پالا گیا ہو اور وہ جنگل میں چرتے ہوں چونکہ اس ملک میں اس کا رواج کم ہے۔ لہٰذا ان کی تعداد جن پر زکوٰۃ فرض ہے جس کو ضرورت ہو علماء سے پوچھ لے۔

(۴) چوتھی چیز عشری زمین کی پیداوار ہے۔

(۵) پانچویں چیز صدقہ فطر ہے عید کی نماز سے قبل ہر بالغ و نابالغ کی طرف سے دینا چاہئے۔ عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (علاوہ لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے کے) اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں اور فرض کی ہیں پس جو شخص ان میں سے تین کو ادا کرے تو وہ اس کو کام نہ دیں گی جب تک سب کو ادا نہ کرے نماز، زکوٰۃ اور رمضان کے روزے اور حج بیت اللہ شریف۔ (احمد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں جائے گا۔

مصارفِ زکوٰۃ

قرآن کریم میں مصارفِ زکوٰۃ یعنی جن کو زکوٰۃ دی جائے گی وہ سات ۷ بنائے گئے ہیں۔

(۱) **فقیر**: وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر اتنا نہ ہو کہ تفصیل نصاب کو پہنچے۔

(۲) **مسکین**: وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو، یہاں تک کھانے اور بدن چھپانے کے لیے لوگوں سے سوال کرنے کا محتاج ہو۔

(۳) **عامل**: وہ ہے جو زکوٰۃ و عشر وصول کرنے کے لیے مقرر ہو۔

(۴) **رقاب**: رقاب سے یہ مراد ہے کہ مکاتب غلام کو دینا کہ اس مال زکوٰۃ سے

بدل کتابت ادا کرے اور غلامی سے اپنی گردن رہا کرائے۔

(۵) **غارم:** وہ ہے جو مقروض ہو اور اس پر اتنا قرض ہو کہ اسے ادا کرنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے۔ اگر چہ اس کا اوروں پر قرض بھی باقی ہو مگر وہ لینے پر قادر نہ ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ مقروض ہاشمی سیّد نہ ہو۔

(۶) **فی سبیل اللہ:** یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنا۔ اس کی چند صورتیں ہیں مثلاً کوئی محتاج ہے کہ جہاد پر جانا چاہے مگر سواری اور زادِراہ اس کے پاس نہ ہو تو اسے مالِ زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ یا کوئی حج پر جانا چاہتا ہو اور اس کے پاس مال نہ ہو اس کو بھی دے سکتے ہیں مگر اس کو خود حج کے لیے سوال کرنا جائز نہیں یا طالب علم جو علم دین پڑھتا ہے یا پڑھنا چاہتا ہے اسے بھی دے سکتے ہیں۔ اسی طرح ہر نیک کام میں زکوٰۃ کا مال صرف کرنا فی سبیل اللہ ہے جب کہ بطور مال ہو، مال زکوٰۃ دینی مدارس میں اطلاع دے کر کہ یہ زکوٰۃ ہے دیا جا سکتا ہے۔

(۷) **ابن السبیل:** یعنی مسافر جس کے پاس مال نہ رہا ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ اگر چہ اس کے گھر میں مال موجود ہو مگر صرف قدرے مال زکوٰۃ لے جس سے حاجت پوری ہو جائے زیادہ کی اجازت نہیں۔

تفصیلی مسائل علماء سے معلوم کیے جا سکتے ہیں۔

یہ پانچ

(۱) طہارت (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج

طریقت کی روشنی میں

(۱) طریقت کی طہارت

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ طہارت دو قسم کی ہے ایک ظاہری دوسری باطنی، طہارت ظاہری کے لیے پانی کی ضرورت ہے طہارت باطنی کے لیے توبہ، تلقین، صفائی قلب اور اہلِ طریقت کی راہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ جب نجاست وغیرہ کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جائے تو پانی سے تازہ وضو

کرنا لازمی ہے جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تازہ وضو کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان کو تازہ کیا۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ وضو پر وضو نورٌ علیٰ نور ہے۔ لہٰذا جب بُرے افعال اور اخلاقِ رذیلہ مثلاً تکبر، غرور، حسد، کینہ، غیبت بہتان، جھوٹ وغیرہ کے باعث باطنی وضو فاسد ہو جائے تو اسکی تجدید کا طریقہ یہ ہے کہ ان مفسدات باطنی وضو یعنی مذکورہ گناہوں سے سچی توبہ کرے اور اپنی معصیت پر نادم ہو کر حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ ہر دن اور رات کے لیے ظاہری وضو کا وقت ہے باطنی وضو دائی انتہائے عمر تک ہے۔

(۲) طریقت کی نماز

نمازِ شریعت کے لیے دن اور رات میں پانچ اوقات مقرر ہیں اور سنت طریقہ یہ ہے کہ یہ نماز بغیر ریا اور تصنع مسجد میں قبلہ رُخ ہو کر امام کے پیچھے باجماعت ادا کی جائے اور نماز طریقت دائی نماز ہے۔ اس کے لیے تمام عمر درکار ہے اس کی مسجد قلب ہے اور اس کی جماعت تمام قوائے باطنی کا مل کر باطنی زبان سے اسمائے توحید کے ذکر میں مشغول ہونا ہے۔ اس کا امام قلب کے اندر جذبہ شوق ہے اور اس کا قبلہ حضرتِ احدیت اور جمالِ صمدیت یعنی قبلہ حقیقت ہے۔ قلب وروح دونوں ہمیشہ اس نماز میں مشغول رہیں۔ عارف کی حجابی کیفیت اٹھ جاتی ہے اور بارگاہِ احدیت میں اس کو حضوری کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ پھر وہ ان مقربانِ الٰہی کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے جن کے حق میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء اور اولیاء اپنی قبروں میں ایسے ہی نماز پڑھتے ہیں جیسے اپنے گھروں میں یعنی اپنے زندہ دلوں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی مناجات میں مشغول رہتے ہیں۔ جب ظاہری اور باطنی نمازیں جمع ہو جائیں تو نماز مکمل ہو جاتی ہے اور اس کا اجرِ عظیم اللہ تعالیٰ کی جناب میں روحانی قرب اور جنت میں درجاتِ جسمانی کی شکل میں ملتا ہے۔ اس قسم کا نمازی ظاہراً عابد ہوتا ہے اور باطناً عارف اور اگر حیاتِ قلب حاصل نہ ہونے کے باعث نمازِ طریقت اور نمازِ شریعت کی

یکجائی کسی نمازی کو نصیب نہ ہو تو وہ ناقص ہے۔ اس کا اجر درجات ہے قربات نہیں۔ (یعنی قربِ الٰہی کے مقامات سے وہ محروم ہے)

(۳) طریقت کا روزہ

شریعت کا روزہ یہ ہے کہ دن میں کھانے پینے وغیرہ سے پرہیز کیا جائے، اور طریقت کا روزہ یہ ہے کہ انسان ظاہر اور باطن میں اپنے اعضاء کو شب و روز محرمات اور ممنوعات سے اور دیگر برائیوں سے مثلاً تکبر وغیرہ سے باز رکھے۔ اگر وہ افعالِ ذمیمہ میں سے کسی ایک کا مرتکب ہوگا تو اس کا روزۂ طریقت باطل ہو جائیگا۔ شریعت کے روزے کا وقت مقرر ہے لیکن طریقت کا روزہ دائمی تمام عمر کے لیے ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو اپنے روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، اسی واسطے کہا گیا ہے کہ کتنے ہی روزے دار ہیں جو افطار کرنے والے ہیں اور کتنے ہی افطار کرنے والے ہیں جو روزے دار ہیں۔ یعنی اپنے اعضاء کو برائیوں اور لوگوں کو ایذا پہنچانے سے باز رکھتے ہیں جیسا کہ حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دونگا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری بوقتِ دیدار جمالِ الٰہی۔ خدائے تعالیٰ ہمیں اور تمہیں نصیب کرے۔ رؤیت سے مراد قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے جمال کا دیدار اس آنکھ سے کرنا ہے جو مقامِ سِر میں ہے۔ اور روزۂ حقیقت سے مراد دل کا ماسویٰ اللہ کو ترک کر دینا ہے اور سِرّ کا غیر اللہ کے مشاہدے کی محبت سے پاک ہونا ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں ہے۔ انسان میرا سِرّ (راز) ہے اور میں اس کا سِرّ ہوں۔

پس سِرّ جو اللہ تعالیٰ کے نور سے ہے اس کا میلان کسی غیر اللہ کی طرف نہیں ہوتا اس کے لیے دنیا اور آخرت میں سوائے ذاتِ باری تعالیٰ کے کوئی محبوب مرغوب اور مطلوب نہیں ہوتا۔ اگر غیر اللہ کی محبت میں مبتلا ہو جائے تو روزۂ حقیقت فاسد ہو جاتا ہے اس روزے کی قضا یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں پھر اسی ذات باری تعالیٰ کی محبت

اور شوق کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے حدیثِ قدسی میں فرمایا ہے۔ ''روزہ میرے لیے ہے میں ہی اس کی جزا ہوں''۔

(۴) طریقت کی زکوٰۃ

شریعت کی زکوٰۃ سے مراد یہ ہے کہ انسان دنیا میں جو کمائی کرے جب وہ نصاب کو پہنچے تو اس میں سے سال وقتِ مقرر پر جو مال از روئے شرع نصاب جمع ہو اس کو شریعت کے احکام کے مطابق مستحق لوگوں میں تقسیم کرے، زکوٰۃِ طریقت یہ ہے کہ اخروی کمائی سے فقرائے دین اور مساکینِ اخروی (جن کے پاس آخرت کے لیے عمل نہیں ہے) میں تقسیم کیا جائے۔ قرآن مجید میں اس زکوٰۃ کو صدقہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ''انما الصدقات للفقراء'' یعنی صدقات تو فقراء کے لیے ہی ہیں۔ کیونکہ وہ فقیر کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں پہنچ جاتے ہیں اور اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کو قبولیت کا شرف حاصل ہو جاتا ہے اور یہ زکوٰۃ دائمی ہے اور اس سے مراد ایصالِ ثواب کرنا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے گنہگاروں کو اخروی کمائی کا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور اس کی اپنی نیکیوں سے اس کی ذات کے لیے کوئی ثواب باقی نہیں رہتا، چنانچہ نیکیوں کے لحاظ سے وہ بالکل مفلس ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سخاوت اور افلاس کو پسند فرماتا ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا مفلس دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ کی امان میں ہے۔

اور حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا نے عرض کیا۔ الٰہی دنیا سے جو میرا حصہ ہے وہ کافروں کو عطا کر دے اور عاقبت کا جو حصہ ہے وہ مومنین کو عطا کر دے۔ میں دنیا سے سوائے تیرے ذکر کے کچھ نہیں چاہتی اور عاقبت سے صرف تیرے دیدار کی طلبگار ہوں۔

(۵) طریقت کا حج

شریعت کا حج یہ ہے کہ شرائط و فرائض کے ساتھ حجِ بیت اللہ کیا جائے حتیٰ کہ حج

کا ثواب حاصل ہو جائے۔ اگر شرائط کی ادائیگی میں کوئی نقص واقع ہو جائے تو ثواب میں کمی ہو جاتی ہے اور حج فاسد ہو جاتا ہے اس حج کی شرائط یہ ہیں۔

احرام باندھنا، مکہ معظمہ میں داخلہ، طوافِ قدوم، وقوفِ عرفات، مزدلفہ میں رات گزارنا، منیٰ میں قربانی کرنا، بیت الحرام میں داخلہ، طوافِ کعبہ کے سات چکر، آبِ زمزم پینا، مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو رکعت پڑھنا۔ ان شرائط کے ساتھ حج ادا کرنے کے بعد وہ باتیں حلال ہو جاتی ہیں جو احرام کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہیں۔ اس حج کی جزا دوزخ سے رہائی اور اللہ کے قہر سے امان پانا ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ''فمن دخلہٗ کان امنا'' کہ جو اس میں داخل ہوا امان میں ہوا۔ سب سے آخر میں طوافِ صدر ہے (جس کو طوافِ وداع بھی کہتے ہیں) اور پھر وطن کو واپسی ہے۔

طریقت کے حج کے لیے زاد راہ اور سامانِ سفر یہ ہے کہ سب سے پہلے کسی صاحبِ تلقین (پیرِ کامل) کے ساتھ نسبت پیدا کر کے اس سے تلقین حاصل کرے پھر زبان کے ساتھ دائمی ذکر کرے اور اس کی حقیقت اور مقصد کو سامنے رکھے اور ذکر سے مراد کلمہ توحید کا زبانی ذکر ہے اس کے بعد جب دل زندہ ہو جائے تو باطنی ذکر الٰہی میں مشغول ہو حتیٰ کہ پہلے صفائی اسماء کے دائمی ذکر سے تصفیہ باطن کرے تا کہ کعبہ سرّ اللہ تعالیٰ کے جمالِ صفاتی کے انوار کے ساتھ ظاہر ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود والوں کے لیے۔ ظاہری کعبہ کا صاف ستھرا کرنا مخلوقات میں سے اُن لوگوں کے لیے ہے جو طواف کرنے والے ہیں اور باطنی کعبے کی صفائی خالق کے قرب کے لیے ہے۔ اس ذاتِ پاک کا جلوہ دیکھنے کے لیے نہایت بہترین اور مناسب طریقہ یہ ہے کہ کعبہ باطن کو ماسوائے اللہ سے پاک کیا جائے۔ احرام روحِ قدسی کے نور سے ہے۔ پھر کعبہ قلب میں داخلہ اس کے بعد طواف قدوم اسمِ ثانی اسم اللہ کا دائمی ذکر ہے پھر عرفاتِ قلب (جو موضع مناجات ہے) کی طرف روانگی اور اس میں وقوف اس طریقہ سے کہ تیسرا اسم یعنی ھُو اور چوتھا اسم یعنی حق کا ذکر پابندی کے

ساتھ کیا جائے پھر مزدلفہ میں آئے۔ جس سے مراد فواد (یعنی باطنی دل) ہے اور پانچویں اور چھٹے اسماء یعنی حیّ اور قیوم کو جمع کرے۔ پھر منیٰ یعنی مقامِ سرّ کی طرف توجہ کرے جو مابین حرمین ہے اور ان دونوں کے مابین وقوف کرے پھر ساتویں اسم یعنی قھار کے دائمی ذکر سے نفسِ مطمئنہ کی قربانی کرے کیونکہ یہ اسم باعثِ فنا اور حجابِ کفر کو دور کرنے والا ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کفر اور ایمان عرش کے درے دو مقام ہیں جو بندے اور اس کے پروردگار کے درمیان حجاب ہیں۔ ایک ان میں سے سیاہ ہے دوسرا سفید۔ نفسِ مطمئنہ کی قربانی کرنے کے بعد سر منڈانے کا عمل ہے اس سے مراد روحِ قدسی کو آٹھویں اسم کے دائمی ذکر کے ساتھ صفاتِ بشری سے پاک صاف کرنا ہے۔ اس کے بعد نویں اسم کو لازم پکڑے اور حرمِ سرّ میں داخل ہو جائے۔ پھر اس مقام میں رسائی حاصل کرے جہاں اعتکاف والوں کو اپنی بصیرت سے دیکھے اور دسویں اسم کے دائمی ذکر کے ساتھ مقامِ قرب اور انس میں اعتکاف کرے پھر بلا کیف وتشبیہ اس بلند شان والے پروردگار کے جمال کا نظارہ کرے۔ اس کے بعد اسماء الاصول سے گیارہواں اسم اور چھ اسما فروعات یعنی سات (۷) اسماء کو لازم پکڑے اور ان کے دائمی ذکر سے طریقت کے حج کا طواف مکمل ہو گیا۔ پھر مقامِ قرب میں بارہویں اسم کے پیالے سے بدستِ قدرت شرابِ طہور پینا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''**وسقاهم ربهم شراباً طهوراً**'' یعنی ان کو ان کے پروردگار نے پاکیزہ شراب پلائی۔ اس کے بعد حجابِ دوئی اٹھ جاتا ہے اور اس ذاتِ غیر فانی کو اسی کے نور کے واسطے سے بے حجابانہ دیکھنا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا معنیٰ ہے جو حدیثِ قدسی میں فرمایا اہلِ قرب کو وہ بات حاصل ہوتی ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سُنی نہ ہی اس کا خیال کسی بشر کے دل میں آیا، اس کے بعد طواف صدر (وداع ہے جو جملہ اسماء کی تکرار سے حاصل ہوتا ہے) پھر وطنِ اصلی کی طرف واپسی سے مراد عالمِ قدس اور عالمِ احسنِ تقویم کی طرف مراجعت ہے۔ یہ مقام بارہویں اسم کے دائمی ذکر سے حاصل ہوتا ہے اور جو معاملہ اس سے آگے ہے بیان

سے باہر ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا، بلاشبہ علوم میں سے ایک علم ایسا ہے جو بہت پوشیدہ ہے جس کو سوائے علمائے ربانی کے کوئی نہیں جانتا۔ جب وہ اس کے ساتھ کلام کرتے ہیں تو اہلِ عزت اس کا انکار نہیں کرتے۔ عارف علم کی تہ کو پہنچتا ہے اس کا کلام اس کے حال کے مطابق ہوتا ہے۔ عارف کا علم اللہ تعالیٰ کا راز ہے۔ جس کو اس کا غیر نہیں جانتا۔ (سرالاسرار)

(حضرت شیخ نے صرف سات اسماء کا ذکر فرمایا ہے)

فرض کی پانچ اقسام

(۱) فرض عین

کہ ایک شخص کرے تو دوسروں سے ساقط نہ ہو جس طرح نماز، روزہ، حج، زکوۃ، جہاد کسی مسلم ملک پر کفار مشرکین یا مفسدین کا قبضہ، تسلط یا غلبہ ہو جائے تو امتِ مسلمہ جوامتِ واحدہ ہے کے ہر بالغ ہوش مند و صحت مند مرد پر جہاد فرضِ عین ہے۔

(۲) فرض کفایہ

کہ بعض کے کرنے سے دوسروں کے ذمہ سے ساقط ہو جائے مثل نماز جنازہ اور جوابِ چھینک اور جوابِ سلام اور عیادت مریض کی، اعتکاف، جہاد، مسلم ملک کی حفاظت چوکیوں پر ایک جماعت کا چوکس رہنا زمانہ امن و امان میں۔

(۳) فرض ظنی

کہ اجتہاد و مجتہد سے ثابت ہو جس طرح غسل کے اندر ناک اور منہ میں پانی کرنا۔

(۴) فرض دائم

جس طرح ایمان اور معرفت حق تعالیٰ کی۔

(۵) فرض موقت

جس طرح نماز، روزہ، حج، زکوۃ (مفتاح الخیرات)

نوٹ: فرض دائم اور فرض موقت فرضِ عین کی دو قسم ہیں۔

شریعت میں پاک کرنے والے پانچ غسل

(۱) غسلِ جنابت (۲) غسلِ حیض (۳) غسلِ نفاس (۴) اسلام لانے کا غسل (یہ اس وقت ہے جب جنابت کی حالت میں مسلمان ہوا ہو) (۵) غسلِ میت۔

پانچ سبب سے غسل فرض ہوتا ہے

(۱) صحبت کرنا (۲) سونے میں احتلام کا ہونا (۳) یا منی کا کود کر شہوت سے نکلنا (۴) یا عورت کو ہر مہینے خون دیکھنا (۵) یا عورت کو بعد بچہ جننے کے خون آنا جب تک موقوف نہ ہو۔ انتہائی مدت نفاس کی چالیس (۴۰) روز ہیں۔

ترکیب غسل

پہلے دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھوئے پھر استنجا کرے۔ آگے پیچھے سے کشادہ بیٹھ کر اور جو نجاست بدن پر معلوم ہو اس کو دھوئے پھر وضو کرے پھر کلی کے ساتھ غرغرہ کرکے اور ناک میں پانی خوب اچھی طرح چڑھائے اور بالوں کی جڑ تر کرے۔ پھر تمام بدن پر تین دفعہ پانی بہائے کوئی جگہ بال برابر سوکھی نہ رہے ورنہ غسل نہ ہوگا۔

ترکیب وضو

نیت کرکے اور بسم اللہ پڑھ کے دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھوئے۔ پھر تین بار کلی کرے اور مسواک کرے اور ناک میں ہڈی تک پانی چڑھائے اور بائیں ہاتھ سے صاف کرے پھر منہ کو پیشانی سے ٹھوڑی تک اور دونوں کنپٹیوں تک دھوئے۔ پھر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے اور پورے سر کا کانوں تک مسح کرے پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے بعدہٗ کلمہ شہادت پڑھے۔

نواقضِ وضو

یعنی جس سے وضو ٹوٹے، آدمی کے آگے یا پیچھے سے جو نکلے یا آواز سے نماز کے اندر ہنسے۔ یا خون یا پیپ نکل آئے یا نشہ سے بیہوش یا دیوانہ ہو جائے۔ یا منہ بھر کے قے کرلے یا تکیہ لگا کر سوئے۔ ان چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

غسل میں پانچ احتیاطیں لازم

(۱) ناخنوں پر پالش یا جسم کے کسی حصے پر کوئی چیز لگ جائے جس کی وجہ سے جسم پر پانی نہ پہنچے۔ اگر بال برابر جگہ بھی خشک رہ گئی تو غسل نہیں ہوگا لہٰذا غسل کرتے وقت تمام جسم پر پانی اچھی طرح پہنچایا جائے اور جمی ہوئی چیزوں کو ہٹا دے۔

(۲) غسل ایسی جگہ کیا جائے جو باپردہ ہو اگر کھلی جگہ غسل کرے تو اتنا کپڑا ضرور ہو جس سے ستر چھپ جائے۔

(۳) غسل کرتے وقت ننگے بدن دوسرے آدمی سے بات چیت نہ کی جائے۔

(۴) اُونچی جگہ پر بیٹھ کر غسل کیا جائے۔ تاکہ گندے پانی کی چھینٹیں بدن وغیرہ پر نہ پڑیں۔

(۵) غسل نہ سخت گرم پانی سے کیا جائے نہ زیادہ ٹھنڈے پانی سے۔

پانچ امتوں کی عیدیں

(۱) امتِ مسلمہ کی عید (۲) ملتِ ابراہیم کی عید (۳) امتِ موسیٰ کی عید

(۴) امتِ عیسیٰ کی عید (۵) کافر کی عید۔

(۱) امتِ مسلمہ کی عید

"قد افلح من تزکیٰ وذکر اسم ربہ فصلیٰ" (بیشک وہ کامیاب ہوئے اور فلاح پائی جنھوں نے باطن کو پاک کیا اور اپنے رب کا ذکر کرتے ہوئے نماز پڑھی) فلاح کی دو قسمیں ہیں ایک تو توفیقِ اطاعت کی بدولت دنیا میں برکت وسعادت سے ہمکنار ہونا اور آخرت میں ہمیشہ جنت میں رہنا۔ "قد افلح المؤمنون" اہل ایمان کو سعادت مل گئی "قد افلح من تزکیٰ" کے معنیٰ ہیں جس کو زکوٰۃ ادا کرنے اور ایمان وتقویٰ کو گناہوں سے پاک رکھنے کی توفیق مل گئی۔ وہ خوش نصیب ہوگیا اور جس نے تزکیہ نہ کیا یعنی زکوٰۃ نہ دی اور گناہوں سے اپنے اعمال کو پاک نہ رکھا اس کے لیے کوئی فلاح نہیں ہے "لا یفلح المجرمون" کے یہی معنیٰ ہیں یعنی گناہگار (مجرم)

نہ کامیاب ہیں اور نہ فلاح پانے والے ہیں۔ گنہگار کامیاب اور خوش نصیب نہیں ہوں گے "من تزکیٰ" کے معانی میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے معانی فرمائے کہ "جو ایمان کے ذریعے شرک سے پاک ہو گیا"۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "فلاح اس کے لیے ہے جس نے نیک اور بڑھنے والے نیک اعمال کیے۔ ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا جس نے مال کی زکوٰۃ ادا کی، قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں صرف صدقہ فطر مراد ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کی بنیاد پر آیت مذکورہ بالا کو صدقہ فطر کے استدلال میں بیان کیا ہے۔

"وذکر اسم ربہٗ فصلّٰی" میں بھی اختلاف ہے، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ جس نے اللہ کو واحد جانا اور پنجگانہ نمازیں ادا کیں گویا ذکر سے مراد توحید اور پانچوں وقت کی نمازیں ہیں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ذکر اسم سے مراد تکبیرات کہنا اور صلّٰی سے مراد ہے عیدگاہ جا کر نماز پڑھنا۔ وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا رمضان کے لیے صدقہ فطر کی وہ حیثیت ہے جو نماز کے لیے سجدہ سہو کی۔ رسول اللہ ﷺ نے روزہ کو یاوہ گوئی سے باز رکھنے کے لیے صدقہ فطر واجب قرار دیا ہے۔ یعنی روزہ دار کے روزہ میں یاوہ گوئی، دروغ، چوری، چغلخوری، مشتبہ روزی اور حسین عورتوں کی طرف نگاہ کرنے سے جو خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں، صدقہ فطر مذکورہ گناہوں کا کفارہ، روزوں کا تکملہ اور روزوں کے نقص کی تلافی کا ذریعہ ہے جس طرح گناہوں کے لیے توبہ واستغفار ہے اور نماز کے لیے سجدہ سہو ہے، شیطان ہی نماز میں سہو پیدا کرتا ہے پس سجدہ سہو شیطان کو ذلیل وخوار کرتا ہے، اس طرح روزہ میں بیہودہ گوئی اور لغزشیں بھی شیطان ہی کے باعث ہوتی ہیں۔

پس گناہوں سے توبہ اور رمضان کے روزوں کی خرابیاں دُور کرنے کے لیے صدقہ فطر بھی شیطان کو ذلیل وخوار کرنے کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطان کی ساتوں سے بچائے اور دنیا کی آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھے آمین، اور ہمیں ا ... ت

میں جگہ دے۔

﴿صحابہ کو خلعتِ رضوان سے مشرف فرمانا: پانچ آیات﴾

ا۔ لقد رضی اللہ عن المؤ منین اذیبایعونک تحت الشجرۃ (الفتح ع ۳)

ترجمہ: اللہ مومنوں سے رضامند ہوا، جب کہ وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کرتے تھے۔

(۲) رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ (البینہ ۹۸:۸)

ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

(۳) الذین امنو اوھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولئک ھم الفائزون ○ یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنٰت لھم فیھا نعیم مقیم (توبہ ۹:۱)

ترجمہ: ایمان لانے والے جنھوں نے ہجرت کی اور راہِ خدا میں مال اور جان سے جہاد کیا۔ یہ لوگ اللہ کے ہاں بہت بڑے درجہ والے ہیں اور یہی اپنی مراد کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اُن کا رب انکو اپنی رحمت اور رضوان اور جنات کی بشارت دیتا ہے، بہشت جس میں دائمی نعمتیں ہیں ان کے لیے ہوں گی۔

(۴) ورضوان من اللہ اکبر ذالک ھوالفوز العظیم (توبہ ۹ ع ۹)

ترجمہ: اللہ کی رضوان تو سب سے بڑھ کر ہے اور یہی سب سے بلند تر کامیابی ہے۔

(۵) رضیت لکم الاسلام دیناً (انعام)

ترجمہ: میں خوش ہوں کہ اسلام تمہارا دین ہے۔

ہمارا یقین وایمان ہے کہ یہ شان نبی ﷺ ہی کی ہے کہ حضور ﷺ کے دستِ مبارک پر ایمان لانے والے کو بھی رضائے رحمٰن اور خوشنودیٔ منان کا گراں مایہ عطیہ ارزانی فرمایا گیا اور اس طرح پر وہ وعدۂ صادق پورا کیا گیا سورہ والضحیٰ میں ارشاد ہے۔

"وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ ولسوف یعطیک ربک فترضی" آخرت تیرے لیے اولیٰ سے بہتر ہے تیرا رب تجھے اتنا کچھ دیگا کہ تو راضی خوش ہو جائے گا۔

﴿ان پانچ پر ترجیحاً خرچ کرو﴾

"یسئلونک ماذاینفقون ط قل مآ انفقتم من خیرٍ" آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں کہہ دیجئے کہ جو کچھ بھی تم (کم وبیش) خرچ کرنا چاہو۔

(۱)فللوالدین (تواس کے مستحق) ماں باپ۔

(۲)والاقربین اور رشتہ داروں

(۳)والیتٰمٰی اور یتیموں

(۴)والمسٰکین اور محتاجوں

(۵) وابن السبیل ط اور مسافروں کا حق ہے۔

"وماتفعلوامن خیرٍ فان اللہ بہٖ علیم"

ترجمہ:اور جوکچھ نیک عمل تم کرتے ہوتو اللہ خوب جانتا ہے۔(البقرۃ:۲۱۵)

﴿اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ اور فساد کی پانچ سزائیں﴾

انما جزاؤ الذین یحاربون اللہ ورسولہٗ ویسعون فی الارض فسادًا

ترجمہ:بیشک ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ (یعنی مومنین) سے جنگ کرتے ہیں اور فساد پھیلانے کی یہی ہے کہ:

(۱)ان یقتلوآ تو وہ قتل کیے جائیں (اگر قتلِ عمد کے مرتکب ہوں)

(۲)اویصلبوآ

یا سولی پر چڑھائے جائینگے (اگر قتل کے علاوہ چوری ڈاکہ کے مجرم ہوں)

(۳)اوتقطع ایدیھم وارجلھم من خلافٍ

یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیے جائیں۔

(۴)اوینفوامن الارض ط

یا ملک سے نکال دیے جائیں (اگر صرف مسلمانوں کے ڈرانے کا ارتکاب کیا ہو)۔

(۵)ذالک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الآخرۃ عذاب عظیم ۝ الا الذین تابو من قبل ان تقدرواعلیھم فاعلمو آن اللہ غفور رحیم ۝ (المائدہ)

یہ ان کے لیے ذلت (رسوائی) دنیا میں اور آخرت میں انہیں بہت بڑا عذاب ہوگا۔ اگر وہ لوگ پکڑے جانے سے پیشتر (پہلے) توبہ کرلیں تو جان لو (یاد رکھو) اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

مشرکین کے ساتھ پانچ کام کرو

فاذاانسلخ الشهر الحروم

پھر جب حرمت والے مہینے گزر جائیں۔

(۱) فاقتلو المشركين حيث وجد تموهم

تو مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو۔

(۲) وخذوهم

اور ان کو پکڑو۔

(۳) واحصروهم

اور ان کو گھیر لو (قید کرلو یا محاصرہ کرلو)

(۴) وقعدوالهم كل مرصد

اور ہر طرف سے اُن کی ناکہ بندی کرلو تاکہ شہروں میں نہ پھیلنے پائیں۔

(۵) فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزكوة فخلوا سبيلهم ان الله غفور رحيم.
(التوبہ ۹۔۵)

پس اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو پھر انھیں نہ چھیڑو (کیونکہ) بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اصل کفار کی پانچ خصلتیں

(۱) ان الذين يكفرون بالله — بلاشبہ وہ لوگ جو انکار کرتے ہیں اللہ کا

(۲) ورسله — اور (انکار کرتے ہیں) اس کے رسولوں کا

(۳) ويريدون ان يفرقوابين الله ورسوله — اور چاہتے ہیں اللہ کے اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کرنا۔

(۴)ویقولون نومن ببعضٍ ونکفر ببعضٍ اور کہتے ہیں ہم ایمان لاتے ہیں بعض پر اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔

(۵)ویریدون ان یتخذوابین ذلک سبیلاًo اور چاہتے ہیں اختیار کرنا اس کے بیچوں بیچ کوئی (دوسرا) راستہ

اولٰئک ھم الکٰفرون حقاً ج واعتدنا للکٰفرین عذاباً مھیناًo (النسآء ۱۵۱۔۱۵۰)

یہی لوگ ہیں اصلی کافر اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لیے عذاب رسوا کرنے والا۔

کافروں سے یہ پانچ باتیں کہہ دو!

قل یاایھاالکٰفرونo کہہ دیجئے اے کافرو!

(۱)لااعبد ماتعبدونo میں نہیں عبادت کرتا اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو۔

(۲) ولا انتم عٰبدون مااعبدo اور نہ تم ہی اس (اللہ) کی عبادت کرتے ہوں۔ جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔

(۳)ولا انا عابد ماعبدتمo اور نہ ہی میں اس کی عبادت کرنے والا ہوں جس کی تم عبادت کرتے ہو۔

(۴)ولا انتم عٰبدون مااعبدo اور نہ تم ہی عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔

(۵)لکم دینکم ولی دینo تمھارے لیے تمھارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔

حفاظت اور سلامتی

حضرت شرحی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص سورج نکلنے کے وقت سورہ کافرون کی تلاوت کرے گا تو دن بھر تمام عالم کے شر سے امن میں رہے گا۔

پانچ کام کرنے والے ''حُطمه'' میں پھینکے جائیں گے

(سورة الهمزة)

(۱) ہلاکت ہے ہر غیبت کرنے والے کے لیے

(۲) (ہلاکت ہے) طعنہ دینے والے کے لیے

(۳) (ہلاکت ہے) جو جمع کرتا ہے مال کو

(۴) (ہلاکت ہے) جو جمع شدہ مال کو گنتا رہتا ہے

(۵) وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال سدا اس کے ساتھ رہے گا

ایسا شخص ضرور ''حُطمه'' میں پھینکا جائے گا، اور آپ کو کیا معلوم کہ حُطمہ کیا چیز ہے؟ وہ غضبِ الٰہی کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے وہ دلوں میں چڑھ جائے گی اور ان پر چاروں طرف سے بند کر دی جائے گی لمبے لمبے ستونوں میں۔

پانچ آیاتِ شریفہ جن میں دس دس قاف ہیں

کہا گیا ہے کہ ان میں اسمِ اعظم ہے اور ان میں سے ہر ایک میں دس قاف ہیں اور اس کا ایک عجیب قصہ ہے، وہ یہ کہ ایک بادشاہ کا وزیر تھا۔ بادشاہ کو اس سے سخت دشمنی تھی یہاں تک کہ ایک روز بادشاہ نے جلاد سے کہا جس وقت وزیر آئے میں تجھ کو اشارہ کروں تو فوراً گردن اڑا دینا۔ مگر تعجب کی بات ہے کہ جس وقت وزیر سامنے آیا۔ بادشاہ کا بغض محبت سے بدل گیا اور جلاد کو اشارہ کیا کہ واپس چلا جا۔ پھر کئی روز تک ایسا ہی ہوتا رہا کہ جب وزیر غائب ہو جائے تو بادشاہ جلاد کو قتل کا حکم دے اور جب وہ حاضر ہو تو بادشاہ اس سے محبت کرے۔

پھر ایک روز بادشاہ کہیں جا رہے تھے اور وزیر بھی ہمراہ تھا۔ بادشاہ وزیر کے نزدیک ہوا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا کہ میں تجھ سے ایک بات دریافت کرتا ہوں سچ سچ بتانا۔ وزیر نے کہا آپ فرمایئے میں سچ ہی عرض کروں گا۔ بادشاہ نے کہا کہ ہر روز تیرے قتل کا ارادہ کرتا ہوں مگر جب تیری صورت دیکھتا ہوں تو سارا غصہ جاتا رہتا ہے بلکہ تیری محبت ہو جاتی ہے تو بتا کہ اس کا کیا سبب ہے اور سچ کہہ دے

کیوں کہ میں تجھے معاف کر چکا ہوں۔

وزیر نے عرض کی حضور بات یہ ہے کہ میرے ایک استاد تھے جن سے میں نے قرآن شریف پڑھا تھا۔ انھوں نے ایک روز مجھ سے کہا ایک تحفہ دیتے ہیں اس کو اچھی طرح رکھنا اور ہمیشہ اس کو پڑھتے رہنا، ہر ایک میں دس (۱۰) دس (۱۰) قاف ہیں اور جو شخص اس کو قبل طلوع اور غروب آفتاب پڑھتا رہے سب لوگ اس پر مہربان رہیں اور اگر سلطان اور حاکم اس کو پڑھے تو اس کی حکومت قائم رہے اور رعایا اور نوکروں پر رُعب قائم ہو۔ اور اگر کوئی حاجت مند اس کو پڑھے اور حاجت مانگے پوری ہو۔

بادشاہ نے جب وزیر سے یہ ذکر سنا تو بہت تعریف کی اور خود بھی یہ آیتیں سیکھیں۔

وہ پانچ آیتیں یہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

"الم ترالی الملامن بنیٓ اسر آئیل من بعد موسٰی اذقالوا لنبی لھم بعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ قال ھل عسیتم ان کتب علیکم القتال الاتقاتلوا قالوا ومالنا الا نقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا وابنآ ئنافلما کتب علیھم القتال تولوا الاقلیلاً منھم واللہ علیم بالظلمین O"

(البقرہ،۲۴۶)

ترجمہ: کیا آپ کو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد بنی اسرائیل کی جماعت کا قصہ نہیں معلوم۔ جب انھوں نے اپنے ایک پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے۔ ہم (جالوت سے) اللہ کی راہ میں لڑیں گے۔ ان پیغمبر نے کہا کہ اگر تم پر جہاد فرض کر دیا گیا تو عجب ہے کہ تم نہ لڑو گے۔ انھوں نے کہا ہمارے لیے کیا سبب ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں۔ اور (جب کہ) ہم اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں پس جب ان پر جہاد فرض کر دیا گیا تو ان میں چند لوگوں کے سوا سب پھر گئے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

دوسری آیت:

''لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیآء سنکتب ماقالو وقتلھم الانبیاء بغیر حق ونقول ذوقوا عذاب الحریق ٥''

(آلِ عمران:۱۸۱)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بات سُنی جنھوں نے کہا کہ اللہ مفلس ہے۔اور ہم مال دار ہیں جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں ہم لکھ رہے ہیں اور ان کا نبیوں کو ناحق قتل کرنا بھی۔اور ہم کہیں گے کہ عذاب جلنے کا چکھو۔

تیسری آیت:

''الم ترالی الذین قیل لھم کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزّکوٰۃ فلما کتب علیھم القتال اذا فریق منھم یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ وقالوا ربنا لم کتبت علینا القتال لولآ اخرتنآ الیٰ اجلٍ قریب قل متاع الدنیا قلیل والاخرۃ خیر لمن اتقیٰ ولا تظلمون فتیلاً٥''

(النساء:۷۷)

ترجمہ: کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جن سے کہا گیا کہ اپنے ہاتھ روک لو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو پس جب ان پر جہاد فرض کیا گیا ناگہاں ایک فرقہ ان میں سے لوگوں سے اس طرح ڈرنے لگا جیسا کہ اللہ سے ڈرنا یا اس سے زیادہ ڈرنا۔اور وہ لوگ کہنے لگے اے ہمارے پروردگار تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا۔تو نے ہمیں ایک تھوڑی مدّت مہلت کیوں نہ دی کہہ دیجئے دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے اور آخرت پرہیزگاروں کے لیے (ہر لحاظ سے بہتر ہے اور تم پر دھاگے کے برابر بھی ظلم نہ کیا جائے۔

چوتھی آیت:

''واتل علیھم نبا ابنی آدم بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الاخر قال لاقتلنک قال انما یتقبل اللہ من المتقین ٥''

ترجمہ: اور ان آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا قصہ سچا سچا پڑھیے جب ان دونوں نے

قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قبول کر لی گئی اور دوسرے کی قبول نہ کی گئی۔ دوسرے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کا یہی عمل قبول کرتا ہے۔

پانچویں آیت:

"قل من رب السمٰوٰت والارض قل اللہ قل افاتخذ تم من دونہٖ اولیآء لایملکون لانفسھم نفعا ولا ضرا قل ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر ام ھل تستوی الظلمٰت والنور ام جعلوا للہ شرکآء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم قل اللہ خالق کل شئی وھو الواحد القھار ٥"

(الرعد ۱۳:۱۶)

ترجمہ: کہہ دیجئے (اے نبی) کون ہے آسمان اور زمین کا رب۔ آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا ان لوگوں کو مددگار بنالیا ہے۔ جو اپنے لیے بھی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ کہہ دیجئے کہ اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوسکتا ہے یا یہ کہ تاریکیاں اور روشنی برابر ہوسکتے ہیں یا یہ کہ انھوں نے اللہ کے ایسے شریک مقرر کر لیے ہیں کہ انھوں نے بھی کسی چیز کو پیدا کیا ہے جیسی خدا پیدا کرتا ہے پھر ان کو پیدا کرنا ایک سا معلوم ہوا ہو کہہ دیجئے کہ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ اکیلا ہے غالب ہے۔

﴿پانچ چیزیں خدا جنھیں ناپسند کرتا ہے﴾

(۱) لایحب اللہ الجھر بالسوء (نساء)

ترجمہ: برائی کی اشاعت اللہ کو ناپسند ہے۔

(۲) ان اللہ لایحب المعتدین (البقرہ)

ترجمہ: حدود الٰہی کو توڑنے والے قانون شرعی کا احترام نہ کرنے والے اللہ کو ناپسند ہیں۔

(۳) ان اللہ لایحب من کان مختالا فخوراً

ترجمہ: اللہ تعالےٰ حیلہ باز، اترانے والے کو ناپسند کرتا ہے۔

(۴) ان اللہ لا یحب الخائنین (انفال)

ترجمہ: خیانت والوں کو اللہ ناپسند کرتا ہے۔

(۵) ان اللہ لایحب کل خوانٍ کفور (الحج)

ترجمہ: خیانت کرنے والے احسان کو ملیامیٹ کرنے والے اللہ کو ناپسند ہیں۔

﴿پانچ چیزیں خدا جنھیں پسند کرتا ہے﴾

(۱) ان اللہ یحب المحسنین (بقرہ)

اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(۲) ان اللہ یحب المقسطین (مائدہ)

اللہ عدل وانصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(۳) ان اللہ یحب المتقین (توبہ)

تقویٰ والوں سے اللہ محبت کرتا ہے۔

(۴) ان اللہ یحب التوّابین (بقرہ)

رجوع الی اللہ کرنے والوں سے اللہ محبت کرتا ہے۔

(۵) ان اللہ یحب الصابرین (آل عمران)

صبر کرنے والوں سے اللہ محبت کرتا ہے۔

﴿کھانا کھانے کے پانچ آداب﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے "کوئی برتن آدمی کے پیٹ سے بڑھ کر برا نہیں اور اگر اس کو پُر کرنا ضروری ہی ہو تو اس طرح پُر کرے کہ:

(۱) ایک تہائی کھانے کے لیے (۲) اور ایک تہائی پانی کے لیے (۳) اور ایک تہائی سانس کے لیے (۴) اور کسی کھانے میں عیب نہ نکالے (۵) اور نہ تعریف کرے۔

(شاہد الوجود صفحہ ۲۳۳)

﴿شیخ المعروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی دعائیں پانچ دنیا کے لیے، پانچ آخرت کے لیے﴾

(درگاہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ پر عطا ہوئی)

''قال محمد بن حسان رحمة الله عليه قال لي معروف رحمة الله عليه الا اعلمك عشر كلماتٍ لدنيا لله وخمس الآخرة من دعا الله ''

ترجمہ: محمد بن حسان کہتے ہیں کہ مجھ سے (حضرت شیخ) معروف الکرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تجھ کو دس کلمات سکھائے دیتا ہوں پانچ دنیا کے لیے اور پانچ آخرت کے لیے (جو کوئی) ان کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگے گا (اللہ تعالیٰ کو ان کے ساتھ پائے گا)

﴿پانچ دنیا کے لیے﴾

(۱) حسبي الله ولدینی

اللہ مجھ کو کافی ہے میرے دین کے واسطے۔

(۲) حسبي الله لدنیای

اللہ مجھ کو بس ہے دنیا کے لیے۔

(۳) حسبي الله الكريم لماء هسني (اهمني)

اللہ مجھ کو کافی ہے اس چیز کے لیے جس نے مجھ کو تردد میں ڈالا۔

(۴) حسبي الله الحليم القويّ لمن بغيّ عليّ

کافی ہے مجھ کو اللہ تعالیٰ بردبار قوت والا اس شخص کے لیے جو مجھ پر سرکشی کرے۔

(۵) حسبي الله الشّديد لمن كادني بسوءٍ

اللہ تعالیٰ شدت والا مجھ کو بس ہے اس شخص کے لیے جو مجھ کو بدی پہنچانے کی تدبیر کرے۔

﴿پانچ آخرت کے لیے﴾

(۱) حسبي الله الرّحيم عندالموت

اللہ تعالیٰ رحم والا مجھ کو موت کے وقت کافی ہے۔

(۲)حسبی اللہ الرؤف المساء لہ فی القبر

اللہ تعالیٰ صاحبِ رافت مجھ کو کافی ہے قبر میں سوال کرنے کے وقت۔

(۳)حسبی اللہ الکریم عندالحساب

اللہ تعالیٰ مجھ کو بس ہے حساب کے وقت۔

(۴)حسبی اللہ اللطیف عند المیزان

اللہ تعالیٰ لطیف ہے مجھ کو کافی ہے میزان کے پاس۔

(۵) حسبی اللہ القدیر عند الصراط

اللہ تعالیٰ جو قدیر ہے کافی ہے مجھ کو پل صراط پر۔

''حسبی اللہ لاالٰہ الاھو علیہ توکلت وھورب العرش العظیم''

اللہ تعالیٰ مجھ کو کافی ہے اس کے سوا کسی کی بزرگی نہیں اس پر میں نے بھروسہ کیا کہ وہ صاحب بڑا اخت کار ہے۔ ربّ العرش العظیم۔

مغفرت مانگنے، توبہ کرنے کے اس دنیا میں پانچ ثمرات

حضرت نوح علیہ السلام نے ببانگِ بلند محفلوں میں، ہر ایک کو فرداً فرداً ایمان اور اطاعت کی ترغیب دی اور کوئی دقیقہ دعوت کا نہ اٹھا رکھا لیکن قوم ان کی تکذیب ہی کرتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش روک دی اور ان کی عورتیں بانجھ ہوگئیں چالیس سال تک ان کے مال ضائع اور جانور مر گئے جب یہ حال ہوا تو نوح علیہ السلام نے انھیں استغفار کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔

''فقلت استغفروا ربکم انہٗ کان غفاراO''

پس میں نے کہا اپنے رب سے معافی مغفرت مانگو وہ بڑا بخشنے والا ہے (تو)

(۱)یرسل السمآء علیکم مدراراO

وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش بھیجے گا۔

(۲)ویمددکم باموالٍ

اور تمھاری مدد کرے گا مال سے

(۳)و بنین

اور(مدد کرے گا)اولاد سے

(۴)ویجعل لکم جنٰت

اور تمھارے لیے باغ بنا دیگا۔

(۵) ویجعل لکم انھرا○

اور تمھارے لیے نہریں بنائے گا۔(نوح:۱۰۔۱۱۔۱۲)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے قلت بارش کی شکایت کی تو آپ نے استغفار کا حکم دیا۔ دوسرا آیا اس نے تنگدستی کی شکایت کی تو اسے بھی یہی حکم دیا۔ پھر تیسرا آیا اس نے قلت پیداوار کی شکایت کی تو اس سے بھی یہی فرمایا۔ پھر چوتھا آیا اس نے اپنی زمین کی قلت پیداوار کی شکایت کی تو اسے یہی فرمایا۔ ربیع بن صبیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حاضر تھے انھوں نے عرض کیا چند لوگ آئے قسم قسم کی حاجتیں پیش کیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کو ایک ہی جواب دیا کہ استغفار کرو۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ آیات پڑھیں (ان حوائج کے لیے یہ قرآنی عمل ہے)

پانچ آدمیوں سے پرہیز کرو

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پانچ آدمیوں کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیے۔

اوّل : جھوٹا کیوں کہ اس کی صحبت سے غرور پیدا ہوگا۔

دوم : احمق کیوں کہ جس قدر وہ بھلائی کرے گا اسی قدر نقصان پہنچے گا۔

سوم : بخیل جس کی صحبت میں مفید اچھا وقت ضائع ہوگا۔

چہارم : بزدل جو ضرورت کے وقت پیٹھ دکھاتا ہے۔

پنجم : فاسق کی صحبت کیوں کہ وہ ایک لقمہ کے عوض تجھ کو بیچ دیگا۔ ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کی بھی طمع کریگا۔

پانچ مُلحد

(۱) ملحدِ شریعت

جو عملاً اور اعتقاداً خلافِ شرع ہو اور بے لگام خلافِ شرع باتیں کرے۔

(۲) ملحدِ طریقت

جو محبت دنیا میں مبتلا ہو۔ حب مال، زر و زن، حب جاہ و حشمت یا خود پرستی، خود ستائش، ظاہری طمطراق کا شیدا، جبہ و دستار کا دلدادہ خدا سے غافل ہو خود کو فقیر صوفی جانے اور کہلائے۔

(۳) ملحدِ حقیقت

جس نے معبود حقیقی کو چھوڑ کر اپنی اغراض و خواہشات کو معبود بنایا نفس پرستی اس کا شیوہ اور زبان سے حقیقت اور اسرار کی باتیں بتائے۔

(۴) ملحدِ معرفت

جو معرفت سے نا آشنا ہو اور حجابات غیریت میں پھنسا ہوا ہو لیکن باتیں عرفان کی کرے اور لوگوں سے اپنے آپ کو عارف کہلائے۔

(۵) ملحدِ وحدت

جو توحید حقیقی سے بے بہرہ اور وحدتِ ذوقی سے نا آشنا ہو لیکن علمی توحید کے ڈینگ مارے اور صاحب حال لوگوں کی سی باتیں کرے۔

اولیاء اللہ کی پانچ اہم صفات اور پانچ بشارتیں

(حم السجدہ آیات ۳۰ تا ۳۴)

یہ وہ اولیاء اللہ ہیں جو ہر قسم کے خوف سے آزاد غم، فکر و ملال سے مُبّرا۔ اللہ کے دوست اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

پانچ صفات

(۱) ان الذین قالو ربنا اللہ ثم استقاموا

بیشک جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار تو اللہ ہے اور پھر اس پر قائم رہے۔ (استقامت)

(۲)ومن احسن قولا ممن دعآ الی اللہ

اور کس کی بات اس سے بہتر ہے جس نے بلایا اللہ کی طرف (تبلیغ)

(۳)وعمل صالحاو

اور عمل کیے نیک اور (عمل صالح)

(۴)قال اننی من المسلمین ٥

کہا کہ میں تو فرمانبرداروں میں ہوں۔

(۵)ولا تستوی الحسنۃ ولاالسیئۃ ادفع بالتی ھی احسن الخ

اور نہیں برابر نیکی اور نہ بدی دفعیہ (برائی کا) نیکی سے (برائی کا دفعیہ نیکی سے) کرو

پانچ بشارتیں

(۱)تتنزل علیھم الملئکۃ الاتخافوا

نازل ہوں گے ان پر فرشتے کہ تم خوف نہ کرو۔

(۲)ولا تحزنوا

اور نہ غم (فکر وملال) کرو

(۳)وابشروابالجنۃ التی کنتم توعدون ٥

اور خوش رہو جنت میں جس کا وعدہ تم سے کیا جاتا تھا۔

(۴)نحن اولیآؤکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ٥

ہم ہی تمہارے دوست کارساز ہیں اس دنیا میں اور آخرت میں بھی۔

(۵) ولکم فیھا ماتشتھی انفسکم

اور ہوگا تمہارے لیے اس میں (دنیا اور آخرت میں) جو کچھ تمہارا نفس چاہے گا۔

ولکم فیھا ماتدعون ٥نزلا من غفور رحیم٥

اور تمہارے لیے مہمانی بڑے بخشنے والے نہایت رحم والے کی ہے۔

فاذالذی بینک وبینہٗ عداوۃ کانہٗ ولی حمیم (حٰم ۴۱، السجدہ: ۳۰ تا ۳۴)

پس یکایک وہ شخص کہ آپ کے اور اس کے درمیان دشمن ہے ایسا ہوگا گویا کہ وہ دوست ہے مخلص!

وہ پانچ سورتیں جن کے پانچ پانچ رکوع ہیں

(۱) سورۃ فاطر

(۲) سورۃ یٰسین

(۳) سورۃ الصافات

(۴) سورۂ صٓ

(۵) سورۃ الشوریٰ

پانچ قسم کے ولی

ولی وہ ہے جس کو ولایت حاصل ہو۔ ولایت کے معنی مدد دینا خدمتِ خلق کرنا یعنی خود وصل بحق ہو کر دوسروں کی حاجت روائی کرنا اور خدمتِ امت پر کمر بستہ رہنا یہ اکثر اسی عالم تک محدود ہے اور بعد انتقال فوراً یا کچھ عرصہ بعد منقطع ہو جاتا ہے لیکن بعض اخص الخواص اولیاء اکرام اُس عالم میں بھی اس خدمتِ خلق پر مامور رہتے ہیں۔ دوسری ولایت وہ ہے جو سالک صفات وذات کی فنائیت کر کے باقی باللہ ہو جاتا ہے۔ یہ انتہائے قرب وتمکین ہے چنانچہ ولی وہ ہے جس کو ولایت حاصل ہو خواہ اول معنی کی یا دوم یا دونوں معنیٰ کی ہو۔ اوّل الذکر ولایت بغیر مؤخر الذکر ولایت کے ممکن نہیں۔ ان کی اجمالاً یہ پانچ اقسام ہیں۔

(۱) حق تعالیٰ کے نزدیک ولی لیکن مخلوق اسے ولی نہیں مانتی بلکہ وہ خود بھی اپنی ولایت نہیں جانتا۔

(۲) حق تعالیٰ کے نزدیک ولی ہے اور خود بھی ولایت کو جانتا ہے لیکن خلق نہیں جانتی۔

(۳) حق سبحانہٗ تعالیٰ کے نزدیک بھی ولی ہے وہ بھی جانتا ہے اور خلائق بھی مانتی ہے۔

(۴) بعض نام کے ولی ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے آپ کو ولی سمجھتے ہیں اور مخلوق بھی ان کو ولی مانتی ہے لیکن اللہ رب العزت کے نزدیک وہ ولی نہیں ہوتے۔

(۵) بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ولی نہیں ہوتے نہ خلق ان کو ولی سمجھتی ہے مگر وہ اپنے آپ کو ولی جانتے ہیں۔

ولایت کی دو قسمیں ہیں

(۱) ولایتِ عامہ، یہ عام مؤمنین کے لئے ہے۔

(۲) ولایتِ خاصہ، یہ واصلینِ حق کے لئے ہے، مقامِ فنا اس کا ادنیٰ مرتبہ ہے۔

اور اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے اسماء وصفات بطور علم ویقین وحال کے ظاہر فرما کر ان کے ذریعہ اس ولی کو تاثیر وتصرف کی قوت عطا فرما دیتا ہے۔ اور اپنے اسماء وصفات کا اس کو متولی کر دیتا ہے۔ اس مرتبہ کے حصول کے لئے حضور ﷺ کا اتباع کامل، آداب صالحین کی پیروی اور اولیاء اللہ سے محبت ضروری امور ہیں۔ ان کے بغیر ولایتِ خاصہ کا تصور ہی عبث ہے۔

یہ اولیاء اللہ خواہ وہ حاملین ولایت عامہ ہوں یا حاملین ولایت خاصہ، رجال اللہ یعنی مردان خدا کہلاتے ہیں۔ ''**رجال لاتلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله**'' ایسے لوگ جنہیں نہ تجارت اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے اور نہ خرید وفروخت۔

(النور ۲۴:۳۷)

ان کا وجود ہر زمانے میں رہا ہے اور رہے گا۔ قیام کائنات کا دارومدار انہی پر ہے۔ عبد ورب کے درمیان فیض رساں یہی ہوتے ہیں۔ امور تکوینی کے انصرام وتصرفات کونیہ کی قدرت سے یہ نوازے جاتے ہیں۔ ان کی برکت سے بارشیں نازل ہوتی ہیں۔ کھیتیاں لہلہاتی ہیں۔ شہر وقصبات آباد رہتے ہیں۔ ان کے ذریعہ فتح ونصرت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ قوموں کے انقلابات رونما ہوتے ہیں۔ لوگوں کے حالات کو الٹا پلٹا جاتا ہے۔ زمانے کو گردش دی جاتی ہے۔ اولیاء اللہ دو قسم کے ہیں۔

(۱) اولیائے ظاہرین

ان کے سپرد امور تشریعی اور خدمتِ ہدایت ہوتی ہے، یہ علمائے حق کے طور پر امت میں معروف ہوتے ہیں، انھیں حسب ضرورت عزت وشہرت سے نوازا جاتا ہے، ہر زمانے میں حق کو حق اور باطل کو باطل کہنا ان کا شعار ہوتا ہے۔ یہ برسرِ منبر بھی اور برسرِ دار بھی حق کے کھلم کھلا علم بردار ہوتے ہیں۔ ان کی اجتہادی غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔

جو شخص بھی خلق خدا کی ہدایت ورہبری کا کام جس درجہ میں بھی کر رہا ہے وہ اپنے درجہ میں اسی درجہ کے مطابق ولی اللہ ہے۔

(۲) اولیائے مستورین

ان کے سپرد امور تکوینی کا انتظام وانصرام ہوتا ہے یہ اغیار کی نگاہوں سے مستور ہوتے ہیں۔ یہ صاحب خدمت ہوتے ہیں۔ اور اعلان ولایت سے مستغنی۔ ان کو ''رجال الغیب'' کہا جاتا ہے۔ ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے جو انبیاء علیہم السلام کے قدم بہ قدم چل کر عالم شہادت سے اس غیب کی جانب منتقل ہو جاتے ہیں جسے ''مستوی الرحمٰن'' کہا جاتا ہے۔ یہ نہ پہچانے جاتے ہیں اور نہ اس کا وصف بیان کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ وہ انسان ہیں۔ ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو صرف اپنے اپنے ٹھکانوں ہی میں پائے جاتے ہیں۔ عالم احساس میں جس انسان کی چاہیں شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ کبھی کبھی مغیبات کی خبر بھی دے دیتے ہیں۔ ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو سارے عالم میں پھرتے ہیں۔ ظاہر بھی ہوتے ہیں، پھر غائب ہو جاتے ہیں۔ لوگوں سے ہم کلام بھی ہوتے ہیں۔ ان کے سوالوں کا جواب بھی دیتے ہیں یہ لوگ بالعموم جنگلوں، پہاڑوں اور نہروں کے کنارے بستے ہیں۔ لیکن ان میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو شہروں ہی میں رہتے ہیں۔ اور بشریت کے پورے لوازم کے ساتھ اسباب وعلل کی دنیا میں رہتے ہیں۔ معاشرتی سطح کے مطابق گھروں میں رہتے ہیں۔ شادی بیاہ بھی کرتے ہیں۔ بیمار بھی پڑتے ہیں۔ علاج بھی کراتے ہیں۔ ان سے دوستی اور دشمنی بھی رکھی جاتی ہے۔ لوگ انھیں ایذائیں بھی پہنچاتے ہیں۔ ان ایذاؤں پر یہ صبر کرتے ہیں اور اسی صبر سے ان کے مراتب بلند ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے احوال کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھتا ہے۔ انہی کے متعلق ارشاد ہوا:

اولیائی تحت قبائی لایعرفھم غیری.

میرے دوست میری قبا کے نیچے (پوشیدہ ہیں) جنہیں میرے سوا کوئی اور نہیں پہچانتا۔

1۔اقطاب

ان اولیاء اللہ کی یہ ایک پہلی اور بڑی نوع ہوتی ہے۔ ہر زمانے میں تمام دنیا میں سب سے بڑا اقطب ہوتا ہے۔ جس کو قطب عالم علوی اور سفلی پورا اس کے تصرف میں ہوتا ہے سارا عالم ا ، کے فیض و برکت سے قائم رہتا ہے۔ اس کی نظر مشیت ایزدی پر ہوتی ہے۔ یہ مشیت کے ہر اشارے کے خوب سمجھتا ہے اور اسی کے مطابق عالم میں تصرف کرتا ہے۔ اس کے ماتحت اقطاب ہوتے ہیں، جو شہروں اور آبادیوں پر مامور ہوتے ہیں۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوں یا بند، اس کا دل ہر وقت بیدار رہتا ہے اور یہ نور مصطفوی ﷺ سے دیکھتا ہے جو اس کے قلب میں ہر وقت چمکتا رہتا ہے۔ ماتحت اقطاب اور اولیاء کے تقرر، ترقی اور تنزل کا مجاز ہوتا ہے۔ مقامِ قطبیت کے لیے سولہ (١٦) عالم ہیں، جن میں سے ایک عالم دنیا و آخرت ہے۔ قطب جب فرد بن جاتا ہے تو تصرف سے دستبردار ہو جاتا ہے۔

2۔غوث

بعض بزرگوں نے قطب اور غوث کو ایک ہی نوع کا ولی قرار دیا ہے لیکن حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں میں فرق کیا ہے۔ غوثیت کے اعلان کی اجازت سوائے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اور کسی کو نہیں ملی۔ دستگیری اور فریادرسی غوث کی خصوصیت ہوتی ہے۔ جامع اصول اولیاء میں لکھا ہے کہ قطب ہی کو مصیبت زدگان کی فریادرسی کی وجہ سے غوث کہتے ہیں۔

3۔امامین

یہ قطب الاقطاب کے گویا دو وزیر ہوتے ہیں جو اس کے دائیں بائیں رہتے ہیں اور بالترتیب عالم علوی اور عالم سفلی میں تصرف کرتے ہیں۔ قطب الاقطاب جب اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس کی جگہ بائیں ہاتھ والے امام کو ملتی ہے کیونکہ وہ عالم کون و فساد میں زیادہ تجربہ کار ہوتا ہے۔

4۔اوتاد

یہ چار ہوتے ہیں، جو چاروں سمتوں میں متعین ہوتے ہیں۔ عالم کون و فساد کے باطنی انتظام و انصرام میں اللہ تعالیٰ نے ان کو زمین کے چاروں کونوں پر پہاڑوں کی

طرح جما دیا ہے۔ اپنے اس ارشاد کے مصداق:

''الم نجعل الا رض مھدا ہ والجبال اوتادا ہ''

کیا ہم نے زمین کو فرش اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنا دیا ہے۔ (النباء ۷۸: ۶، ۷)

5۔ابدال

انھیں ''بدلاء'' بھی کہتے ہیں اور یہ سات ہوتے ہیں اور سات اقالیم پر متعین ہوتے ہیں، ان میں سے ہر ایک کو ''قطب اقلیم'' بھی کہتے ہیں،

اولیاء کی ان اقسام وانواع کو سمجھنے کے بعد ''قائم الولایت'' کو سمجھنا زیادہ آسان ہے، ''قائم الولایت'' سے مراد وہ انسانِ کامل بالعرض ہوتا ہے جو قطب الاقطاب ہوتا ہے۔ انسان کامل ہی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ عالم اور خلق کی حفاظت کرتا ہے۔ جس طرح شاہی مُہر سے خزائنِ شاہی کی حفاظت کی جاتی ہے اور کسی کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ شاہی اذن واجازت کے بغیر اسے کھول سکے۔ اسی طرح انسانِ کامل بھی حق تعالیٰ کی مہر ہوتا ہے۔ جب خزانے کی مہر ٹوٹ جاتی ہے تو خزانے میں جو کچھ ہوتا ہے، نکل جاتا ہے اور منتقل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ''قائم الولایت'' بھی اس عالم کے لیے بمنزلہ مہر حق تعالیٰ ہے۔ جب یہ مہر ٹوٹ جائے گی یعنی قائم الولایت فوت ہو جائے گا اور اس کی جگہ کوئی دوسرا نہ آئے گا تو جو تجلیات اس عالم میں ہو رہی ہیں وہ سب کی سب آخرت میں منتقل ہو جائیں گی۔ اس دنیا کی بساط لپیٹ دی جائے گی اور قیامت قائم ہو جائے گی۔

پانچ تشبیہات مراتبِ ظہور

تعین

تعینِ ذات کے مرتبہ ظہور کو تعین کہتے ہیں وہ پانچ ہیں۔

تعین اوّل

مرتبہ وحدت حقیقت محمدیہ۔ اس مرتبہ میں ذات نے اپنے آپ کو انا سے تعبیر فرمایا ہے اور یہ ذات علمِ اجمالی ہے۔

تعین ثانی

اس میں ذات نے اپنی صفات کا تفصیلی علم ظاہر فرمایا ہے۔اسی کو مرتبہ واحدیت اور حقیقت آدم اور نفسِ رحمان کہتے ہیں۔تعین اوّل اور تعین ثانی یہ دونوں تعین داخلی ہیں۔

تعین ثالث

یعنی عالمِ ارواح

تعین رابع

عالمِ مثال

تعین خامس

یعنی عالمِ اجسام

تعین ثالث

تعین رابع اور تعین خامس خارجی کہلاتے ہیں کیوں کہ ان میں ذات کے اسماء اور افعال اور صفات کا ظہور ہوا ہے۔

صفات کی پانچ اقسام

ظہورِ ذات کو صفت کہتے ہیں۔

(۱) صفاتِ ذاتیہ

وہ ہیں جن کے ساتھ ذاتِ حق موصوف ہو سکتی ہو اور ان کی ضد کے ساتھ ذات موصوف نہ ہو سکے جیسے علم جس کی ضد جہل کے ساتھ وہ ذاتِ پاک موصوف نہیں ہو سکتی یا قدرت کی ضد عجز۔

(۲) صفاتِ فعلیہ

وہ صفات جن کی ضد کے ساتھ ذاتِ حق موصوف ہو سکے جیسے رحمت جس کی ضد غضب ہے کسی پر رحمت تو کسی پر اس کا غضب۔

(۳) صفاتِ جمالیہ

وہ صفات جن کا تعلق لطف، عنایت کرم و رحمت سے ہے۔

(۴) صفاتِ جلالیہ

وہ صفات جن کا تعلق جلال قہر و غضب سے ہے۔

(۵) صفاتِ حمیدہ وصفات ذمیمہ

ان صفات کا تعلق انسان سے ہے صفاتِ حمیدہ سالک کی وہ صفات جو مظہر جمال ذات ہیں یعنی نیک خصلتیں جیسے سخاوت۔علم۔صبر وشکر۔حلم وغیرہ۔صفاتِ ذمیمہ انسان کی وہ صفات جو مظہر جلال وقہر حق سبحانہٗ ہیں یعنی برائیاں اور معصیت کی باتیں جیسے صغیرہ وکبیرہ گناہ۔

مراقبہ فنا کے پانچ درجات

مراقبہ ذکر اور شغل کے بعد مراقبہ کی باری آتی ہے۔مراقبہ کی اصطلاح رقیب کے لفظ سے نکلی ہے جسے نگہبان اور محافظ کہتے ہیں۔مراقبہ بھی دل کو غیر اللہ کی یاد سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ منظور ہو۔اس کو بار بار زبان سے دُہرائے اور دل کو دوسرے تمام خیالات سے خالی کر کے اس کے معنیٰ میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ دنیا و مافیہا سے حتی الوسع بے خبر ہو جائے بلکہ یہاں تک کہ اپنا بھی خیال دل سے نکل جائے۔زمین و آسمان درہم و برہم ہو کر غائب ہو جائیں اور صرف خدائے وحدہٗ لاشریک کی ذات کو موجود اور باقی تصور کرے۔مراقبہ فنا میں اس آیت کریمہ کا مراقبہ کیا جاتا ہے۔"کل من علیھا فانٍ ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام O"

دنیا میں جو کوئی ہے وہ ضرور فنا ہوگا اور صرف بزرگ اور بڑائی والا خدا باقی رہے گا۔

مراقبہ فنا کا پہلا درجہ

یہ ہے کہ ذکر جسمی کے غلبہ کی وجہ سے نفسِ امارہ کے برے اخلاق ان اوصاف حمیدہ میں فنا ہو جاتے ہیں جن کا شرع نے حکم دیا ہے۔

مراقبہ کا دوسرا درجہ

ذکر فکری کے غلبہ سے نفسِ لوامہ کی تمام امکانی خواہشیں احکامِ شرعی کی پابندی میں فنا ہو جاتی ہیں۔

تیسرا درجہ

ذکرِ قلبی کا غلبہ ہے جس کی وجہ سے تمام موجودات کے اوصاف اور افعال اللہ یعنی موجود مطلق کے اوصاف اور افعال میں فنا ہو کر نفسِ مطمئنہ کو جنم دیتے ہیں۔

چوتھا درجہ

مشاہدہ یا معائنہ کا ہے۔ اس میں اسماء وصفات کی جہت سے حق کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ تجلی یا تجلیات کا پیہم ورود ہوتا ہے۔

پانچواں درجہ

فناء الفنا کا ہے۔ فنائیت عدمِ شعور کو کہتے ہیں۔ ذاتِ احد میں اس درجہ استغراق کہ اپنا بھی ہوش نہ رہے۔ بے خودی یعنی اپنی خودی کا ہوش نہ رہنا۔ اس ہوش نہ رہے تو یہ درجہ فناء الفناء ہے۔ بعض اس کو فنا و بقا بھی کہتے ہیں۔

پانچ مبداء خمسہ

(۱) روحانیت کا مبداء عقل ہے۔ ''اوّل ماخلق اللہ العقل''
یعنی سب سے پہلے جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ عقل ہے۔ (حدیث)

(۲) جسمانیت کا مبداء قلم ہے ''اوّل ماخلق اللہ القلم''
یعنی پہلے جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ قلم ہے۔ (حدیث)

(۳) نورِ نبوّت کا مبداء حضور محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ''اوّل ماخلق اللہ نوری''
یعنی پہلے جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے۔ (حدیث)

(۴) انسان کا مبداء حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

(۵) اور ان سب مبداؤں کا مبداء اللہ تعالیٰ کا لفظ ''کُــــن'' ہے جو اوّل الاوائل ہے بمصداق فرمانِ الٰہی ''کُن فیکون''

پانچ مراتبِ افعالِ الٰہی

(۱) ابداع

بغیر کسی واسطہ یا وسیلہ اور مثال و نمونہ کے کسی چیز کو پیدا کرنا جیسے کہ اس نے عقلِ اوّل کو بلا کسی واسطہ کے ایجاد کیا۔

(۲) خلق

یعنی ایک واسطہ سے دوسری چیز پیدا کرنا جیسا کہ اللہ ربّ العزت بدیع السمٰوات والارض نے بلا کسی واسطہ اور وسیلہ کے عقلِ اول کا ابداع فرمایا پھر عقل اول کے وسیلہ سے نفسِ کل کو خلق فرمایا۔ ابداع اور خلق ملحقاتِ الہٰیت سے ہیں۔

(۳) صنعت

''واللہ صانع کل شیٍ'' (النمل، ع۷)

کسی چیز کی ایجاد اور اسے عدم سے وجود میں لایا جائے یہ بات اللہ تعالیٰ کے لیے ہی مخصوص ہے جب بندہ کسی چیز کو بنائے گا تو اس کو خالق نہ کہا جائے گا لیکن صانع کہا جاتا ہے۔ اس اشتراکِ اسم صانع سے ہرگز وہ مراد نہیں جو مستلزم شرک ہے بلکہ یہ اصطلاحی استعمال ہے اور اس کے صرف یہ معنیٰ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صنعت کا بندہ پر ایسا پرتو ڈالا ہے کہ بندہ بھی اپنے محدود دائرہ میں اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی اس قوت سے صناعی کا کام لے سکتا ہے۔ کسی چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ترتیب دی جائے یا اس کی شکل میں کوئی تبدیلی کر دی جائے جیسا کہ خیاطی بخاری وغیرہ میں ہوتا ہے۔ اس کو بھی صنعت کہتے ہیں صنعت خلق کے نیچے ہے۔

(۴) فعل

یہ مرتبہ صنع کے قریب مگر اُس سے کسی قدر نیچے ہے کیونکہ صانع کو تو کبھی فاعل کہہ دیتے ہیں مگر فاعل کو صانع کبھی نہیں کہتے۔ صنع اور فعل لوازماتِ ربوبیت سے ہیں۔

(۵) عمل

فعل کے بعد عمل کا مرتبہ آتا ہے۔ فاعل خود مختار ہوتا ہے لیکن یہ عامل نہیں بلکہ مطیع فاعل ہوتا ہے۔ فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور عامل اس کی عبادت کرنے والا اور اس کا مطیع بندہ ہے۔

افعالِ الٰہی دو طرح کے ہیں ظاہری اور باطنی۔ ظاہری محسوس ہیں اور باطنی معقول۔ افعالِ محسوسہ میں حقائقِ باطنہ پوشیدہ ہیں جس طرح الفاظ میں معنی۔

پانچ ابوابِ معرفت

(۱) خبر (۲) اثر (۳) نظر (۴) لذّتِ نظر (۵) استغراق بالمنظور

(۱) حاسۂ سمع قلب (۲) حاسۂ شم قلبی (۳) حاسۂ بصر قلبی

(۴) حاسۂ ذوقِ قلبی (۵) حاسۂ لمسِ قلبی بھی کہتے ہیں۔

(۱) خبر یا حاسۂ سمع قلب

یہ معشوق و مطلوب حقیقی کی خبر سے حظ پاتا ہے۔ اگر وہ غیب میں ہے یا وقت حضوری اس کے اثر و نشان سے یہ مقام معرفتِ کلیمی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے ممتاز فرد ہیں۔ اس حاسۂ سمع قلب گوش دل سے آواز بسیط صوتِ سرمدی، کلام بے جہت کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور قوتِ سامعہ دماغی سے تو صرف کلام مادی صوتِ جسمانی کا ادراک ہوتا ہے۔ یہ مظہر عالم غیب کا ہے۔

(۲) اثر حاسۂ شم قلبی

معشوق و مطلوب حقیقی کے اثر و نشان سے حظ پاتا ہے یعنی بلا حجاب خبر کے اثر و نشانِ معشوق کی لذّت حاصل ہوتی ہے جو حضوری حضرت حق ہے۔ اس میں حاسۂ سمع قلبی سے زیادہ حضوری ہے یہ مقام معرفت عیسوی ہے اس کے ممتاز فرد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور قوتِ شامہ دماغی سے صرف خوشبو یا بدبو معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس میں مشموم کا قرب زیادہ ہے۔ بُو کا ادراک اتنی دُور سے نہیں ہوسکتا جتنی دور سے آواز سنی جاتی ہے اور شئی مشموم کے اجزاءِ لطیفہ اس قوت تک پہنچتے ہیں بخلاف اس کے آواز کے ساتھ کوئی جز اس ذی آواز کا کان تک نہیں جاتا۔ لہٰذا اس میں قرب زیادہ ہے یہ مظہر ہے عالمِ ارواح کا۔

(۳) نظر۔ حاسۂ بصر قلبی

سے عین معشوق دکھائی دیتا ہے۔ اس میں نظر و دیدارِ معشوق کی لذّت ہے۔ یہاں حجابِ اثر و نشان بھی مرتفع ہے۔ یہ معرفت بلا حجاب مقامِ خلیلی علیہ السلام ہے۔ اس کے ممتاز فرد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں۔ حاسۂ باصرہ قلبی میں شئی مرئی کا

قرب زیادہ ہے اور حضوری کامل ہے شامہ وسامعہ کی حضوری وقرب سے یہ مظہر عالم شہادت ہے۔

(۴) لذتِ نظر۔ حاسۂ ذوقِ قلبی

اس میں لذتِ نظر ہے۔ اس کا قرب حاسۂ بصرِ قلبی سے زیادہ ہے۔ اس میں عاشق معشوق میں ایسی محویت ہوتی ہے کہ حسنِ معشوق سے بھی بے خبر ہو جاتا ہے۔ النظر فی الوجه الحسن یزید النور فی البصر، خوبصورت چہرہ دیکھنا نور بصر کو زیادہ کرتا ہے۔ یہ مقامِ معرفت یعقوبی ہے۔ اس کے ممتاز فرد حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں اس کے مطابق دماغی وقوتِ ذائقہ شئی مذوق کا قرب زیادہ ہے۔ اس قرب سے جو آنکھ کو سامنے کی شئے سے قرب ہے اور یہ مظہر ہے عالمِ مثال کا۔

(۵) استغراق بالمنظور۔ حاسۂ لمسِ قلبی

اس کا حظ اور لذت یہ ہے کہ ذات حق سبحانہٗ تعالیٰ سے پورا وصل ہو کسی قسم کا حجاب درمیان میں نہ ہو۔ یہ معرفت کشف معیت حقیقی سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کی معرفت ارفع واعلیٰ ہے۔ معرفت خبر، اثر نظر، لذتِ نظر سے یہ معرفت حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کی ہے۔ اس میں سب سے زیادہ حضوری ہے۔ یہ انتہاء معرفت ہے۔ اس کے مطابق قوت دماغی کی لذت اور قرب تمام حواس ظاہری کے قرب ولذت سے بہت زیادہ ہے۔ لامس وملموس بالکل متصل ہوتے ہیں۔ جب اس کی لذت وادراک پوری ہوتی ہے اسی وجہ سے تمام جسم میں محیط ہے باقی حواس ایک ایک عضو سے مخصوص ہیں جیسے آنکھ، کان، ناک، زبان یہ مظہر عین جامعہ کا ہے۔

یہ پانچوں حواس قلبی ابوابِ معرفت ہیں اور پانچوں حواس دماغی ظاہری ان کا نمونہ ہیں۔ جس سالک کے یہ ابواب معرفت کھل جاتے ہیں وہ ظاہری حواس کی لذت سے بے پرواہ ہو جاتا ہے بلکہ اس کو ان حواس کی لذت بھی ذات حق سبحانہٗ تعالیٰ کی طرف کھینچتی ہے اور جس کے یہ خواس قلبی مفتوح نہیں ہوتے ہیں۔ وہ حواس ظاہری کی لذتِ جسمانی میں منہمک رہتا ہے اور حضرت حق سے دور ہو جاتا ہے۔

پنج گنج غوثیہ

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے ان اسماء کو "پنج گنج غوثیہ" کے نام سے معنون کیا ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے ان اسماء کے اوراد کا حوالہ رسالہ اورادِ غوثیہ از حضرت شیخ ابوالمفاخر عمادالدین محمد شامی رحمۃ اللہ علیہ کا دیا ہے۔

(اقتباس از "انوار اولیاء کامل" صفحہ ۲۲۶۔۲۲۵)

پانچ اسم اعظم

حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے وظائف شریف میں پانچ اسم اعظم کا ذطیفہ بڑی شان رکھتا ہے۔ اس کے ہزاروں فائدے بزرگانِ دین کے مشاہدہ میں آئے ہیں۔ جو شخص ان کا وِرد رکھے گا۔ اس کی دنیاوی ضرورتیں بھی اللہ تعالیٰ پوری کرے گا اور ترقی عرفان بھی ہوگی۔ آپ فرماتے ہیں:

میں نے سفرِ ہندوستان میں جس بزرگ سے ان اسمائے خمسہ کی نسبت دریافت کیا۔ سب نے اُن کے وِرد کی تعریف فرمائی۔ بیرونِ ہندوستان میں بھی مصر، شام اور یمن کے مشائخ نے اس وظیفہ کی خوبیاں تسلیم کی ہیں اور ارشاد فرمایا کہ مہماتِ دین کے لئے یہ وظیفہ ازبس مفید ہے اور کیوں نہ ہو جناب باری تعالیٰ کے وہ اسماء ہیں جن کے بے شمار اسرار پوشیدہ ہیں۔

فتوحاتِ مکیہ میں حضرت شیخ اکبر ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان اسماء کے رموز و فوائد کے بارے میں بہت کچھ تحریر فرمایا۔ اس کے علاوہ محبوبِ سبحانی غوثِ صمدانی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک پر جو وظیفہ مدتوں رہا اس کی تاثیر میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ حاضرینِ محفل گیارہویں شریف کو چاہیے کہ یہ وظیفہ اپنے اوپر لازم کر لیں کبھی ناغہ نہ کریں اور پھر دیکھیں کہ قدرتِ حق ان کو مشکلاتِ دین و دنیا کس عجیب و غریب طریقہ سے حل کرتی ہے اور ان اسمائے خمسہ کی برکت سے کیسے نہال اور فارغ البال ہو جاتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ نماز کے بعد تو کبھی ناغہ نہ کرنا چاہئے۔

وہ اسماء یہ ہیں جن کو بزرگوں نے پانچ اسم کے نام سے یاد کیا ہے۔

يَا اَللّٰهُ   يَا رَحْمٰنُ   يَا رَحِيْمُ   يَا حَیُّ   يَا قَيُّوْمُ

ان کے پڑھنے کی تعداد حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سات سو بھی آتی ہے اور پانچ سو بھی اور ایک سو بھی۔ جو تعداد آسان معلوم ہو وہی اختیار کرلی جائے۔ بہترین یہی ہے کہ ایک سو کی تعداد ہو کیوں کہ اس میں ناغہ کا ڈر نہیں اور اس وظیفہ میں ایک دن کا ناغہ بھی بہت مضر ہے۔ اس سے چالیس دن کا اثر جاتا رہتا ہے۔

مجھے ان اسماء کی بہت سے بزرگوں نے اجازت دی ہے۔ ہندوستان میں بھی اور ممالک اسلامیہ میں بھی اور اب میں مسلمان بھائیوں کے فائدے کے لیے اپنی اجازتوں کا حق عام کرتا ہوں، یعنی میری طرف سے ہر شخص کو اس نعمتِ قادریہ کو دور میں لانے کی اجازت ہے۔ (غیر مسلم لوگ بھی یہ وظیفہ طہارتِ اسلامی حاصل کرنے کے بعد پڑھ سکتے ہیں)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تأخذہ سنۃ ولا نوم ط لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ط من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ ط یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ السموات والارض ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم O

﴿پانچ اقوال بابت فضائلِ آیۃ الکرسی﴾

(۱) ایک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین باہم تذکرہ کررہے تھے کہ قرآن شریف میں کیا چیز افضل ہے تب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا "این انتم من آیۃ الکرسی" یعنی تم کدھر ہو غفلت میں آیۃ الکرسی سے؟

(۲) پھر آپ نے ایک حدیث روایت فرمائی رسول اکرم ﷺ سے جس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں۔ "سید القرآن البقرۃ وسید البقرہ آیۃ الکرسی" یعنی قرآن میں سردار سورت سورۂ بقرہ ہے اور سورہ بقرہ میں سردار آیۃ الکرسی ہے۔

(روح البیان ۲۷۷، وخطیب ۱۶۹ و شامی ۱۷ و کبیر ۱۰)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے ہر چیز میں ایک بلندی ہوتی ہے اور قرآن کی بلندی سورۂ بقرہ ہے ''وفیھا آیۃ ھی سیدۃ ای القرآن آیۃ الکرسی ''یعنی سورہ بقرہ میں ایک آیت ہے کہ قرآن کی آیتوں میں سردار ہے وہ آیۃ الکرسی ہے۔ (سنن ترمذی جلد ثانی)

(۴) اور بعض حدیثوں میں یوں بھی وارد ہے ''انّ اعظم ایۃ فی القرآن آیۃ الکرسیّ ''یعنی بے شک قرآن میں سب سے زیادہ عظمت والی آیت آیۃ الکرسی ہے۔

(۵) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جن کی کنیت ابوالمنذ ر ہے، فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوالمنذر تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کون سی بڑی آیت تیرے پاس ہے۔ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول ﷺ جانے۔ پھر دوبارہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا تب میں نے عرض کیا ''اللہ لا الٰہ الا ھوالحیّ القیوم'' (یعنی آیۃ الکرسی) بڑی رتبہ کی آیت ہے۔ پھر حضور ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا فرمایا ''لیھنک العلم اباالمنذر ''گوارا ہو تجھ کو علم یعنی مبارک ہو اے ابوالمنذ ر۔ یہ حدیث صحیح مسلم کے ابواب فضائل القرآن میں درج ہے۔ اس حدیث سے آیۃ الکرسی کی فضیلت ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں اعلیٰ درجہ کا علم ہے۔ حضور ﷺ نے سینہ پر جو مقام علم صحیحہ ہے۔ خوش ہو کر ہاتھ مارا اور دعا فرمائی لیھنک العلم۔

﴿پانچ اسماء الحسنیٰ﴾

اللہ الحی القیوم العلیّ العظیم

آیۃ الکرسی کی عظمت اور سیادت دو وجہ سے معلوم ہوتی ہے ایک یہ کہ سب سے اعلیٰ اور سب سے اعظم اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک ہے اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر سترہ ۱۷ بار آیا ہے۔ کہیں صاف ظاہر نام اور کہیں کھلی ضمیر اور کہیں چھپی ضمیر اور یہ شرف کسی آیت قرآنی کو حاصل نہیں۔ پانچ اسماء الٰہی ظاہر ہو کر آئے ہیں۔ اللہ۔ الحی۔ القیوم۔ العلی۔ العظیم اور نو بار کھلی ضمیر ہو کر ھو، لاتاخذہٗ۔ لہٗ۔ عندہٗ۔ باذنہٖ۔ علمہٖ۔

کرسیۂ۔ ولا یؤدہٗ۔ وھو ۔ اور تین بار چھپی ضمیر ہو کر آیا ہے۔ یعلم ۔ بماشآء ۔ حفظھما ۔

دوسرے یہ کہ اس آیت میں ذات وصفات باری تعالیٰ کا علم مفصل موجود ہے اور جو اہل اسلام کے لیے واجب الاعتقاد ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے طالب صادق اگر تو تلاش کرے گا وہ اسماءِ حسنیٰ حق سبحانہٗ تعالیٰ شانہٗ کے کہ جن میں اس کی توحید وتقدیس ہے اور ڈھونڈے گا اس کی صفات عالیہ وہ سب کے سب آیت الکرسی میں موجود پائے گا۔ اور اسی لئے حدیث پاک میں آیا ہے کہ وہ سب آیت قرآنی میں سردار ہے۔ اس میں شک نہیں کہ سورہ آل عمران کے دوسرے رکوع میں جو آیت "شھد اللہ لا الہ الا ھو الخ" اس میں توحید ہے اور "قل ھو اللہ احد" میں توحید اور تقدیس ہے اور آل عمران کے تیسرے رکوع میں جو آیت ہے "قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشآء الخ" اس میں افعالِ الٰہی بطور رموز واشارات مذکور ہیں کھلے طور پر نہیں۔ لیکن آیۃ الکرسی میں کھلے طور پر خوب بیان ہے۔ آیۃ الکرسی کے قریب قریب صفاتِ الٰہی کا بیان سورہ حشر کی آخری آیتوں "ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ الخ" اور سورہ حدید کی اوّل آیتوں میں یعنی "سبح للہ مافی السمٰوٰت والارض" اور دو تین آیتیں ہیں ایک آیت نہیں۔ آیۃ الکرسی میں یہ خوبی ہے کہ ایک آیت ہو کر جمیع صفاتِ الٰہیہ اور مقاصد اعتقادیہ کو محیط ہے اسی لیے اس کو فرمایا "آیۃ الکرسی سیدۃ ای القرآن"۔

(تمام ہوا کلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا)

آیۃ الکرسی کا اعظم الآیات ہونا اس باعث بھی ہے کہ اس میں اسرارِ الٰہیہ بہت ہیں۔ اور یہ آیت علمِ توحید کا مخزن ہے۔

آیۂ کریمہ کے معانی ولطائف واشارات

قولہٗ تعالیٰ: اللہ یہ نام ہے ذات واجب الوجود معبود حقیقی کا جو خالق الارض والافلاک وخالق کلھم اجمعین ہے جو جمیع صفاتِ کمالیہ سے موصوف اور تمام عیوب ونقائص سے

پاک ہے اس نام کے سلسلہ میں اجمالاً ذکر گذشتہ صفحات پر ہو چکا ہے مزید یہ کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کو اس طرح پکاریں کہ یا رحمٰن تو ہم نے اس کو صفتِ رحمت سے یاد کیا اور صفتِ قہر سے نہیں یاد کیا۔ اور اسی طرح جب ہم نے پکارا یا علیم تو ہم نے اُس کو صفت قدرت وغیرہ سے یاد نہیں کیا لیکن جب ہم نے اس کو یا اللہ کہہ کر پکارا تو ہم نے اللہ تعالیٰ کو تمام صفاتِ کمالیہ سے یاد کیا کیوں کہ یہ دلالت کرتا ہے ذات پر اور ذات حامل ہے جمیع صفات کو یہ خاصیت بھی اس اسم میں ایسی ہے کہ کسی اسم الٰہی میں نہیں اور یہ کہ کلمہ شہادت جس کے پڑھنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے۔ وہ اسی نام سے حاصل ہے ۔ دوسرے اسماء الٰہی کے ساتھ'' لاالـه الا الـلّٰه '' کہنے سے ہرگز مسلمان نہ ہو گا جب تک ''اشهـد ان لاالــه الاالله '' نہ کہے، اسلام میں داخل ہونے اور کفر سے خارج ہونے کی خاصیت اسی نامِ پاک میں ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: ''لاالــه الاهو ''نہیں کوئی عبادت کے لائق سوا اس کے هُوَاہل حقیقت کے نزدیک اسمِ الٰہی ہے جو دلالت کرتا ہے ذات باری تعالیٰ پر اسی لیے کہا جاتا ہے عالمِ هُوِیَّت ۔ عالم هُویت کہتے ہیں مرتبہ وحدیت اور ذات باری تعالیٰ اور لاہوت کو۔ لفظ هو غائب کی طرف اشارہ کرتا ہے یؤمنون بالغیب کی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ میں خاک کا پتلا قطرہ ناپاک خون اور نطفہ سے پیدا کیا ہوا کیا لیاقت رکھتا ہوں کہ اس ربّ الارباب پاک ذات تک پہنچ کر خطاب کروں کہ یا اللہ؟ اس کی ذات نہایت بلند واعلیٰ ہے۔ بندہ کی عقل، وہم، گمان اور خیال کی وہاں کچھ بھی رسائی نہیں جب وہاں کسی طرح رسائی یا حضوری نہیں دیکھتا تو لفظ غائب سے پکارتا ہے یـا هو . هو . هو . جہاں بندہ نے اس کلمہ سے اپنے آپ کو حقیر اور ناکارہ ہونے کا اقرار کیا وہاں ایک بات اور سمجھا کہ حق تعالیٰ کے سوا سب معدوم ہیں جیسا کہ کلام اللہ میں وارد ہے ''کل شئی هالک الا وجهه '' بس اصل وجود اسی کا ہے۔

قـولـهٗ تـعـالیٰ الحییّ القیوّم : وہ زندہ ہے سب کو قائم رکھنے والا۔ لفظ اللہ جو شروع آیت میں وہ مبتداء ہے اور لاالهٗ الاهو پہلی خبر الحیی دوسری خبر القیوّم تیسری خبر

لفظ حیّ حیات سے نکلا ہے اور حیات مذہب اہل سنت و جماعت میں اس صفت کا نام ہے کہ جس کے موجود ہونے سے قدرت وادراک وغیرہ کا موجود ہونا ذات موصوف بالحیات میں صحیح ہو جائے۔ پھر جو چیز حی ہوگی ادنیٰ درجہ اس کے ادراک اور قدرت کا یہ ہے کہ اس کو اپنا ادراک ہو اور کوئی فعل بالارادہ کر سکے جس کو ادراک بھی نہ ہو اور نہ کوئی فعل بالارادہ کر سکے وہ ہرگز حیّ نہیں بلکہ میت اور جماد ہے پھر جس قدر کسی کی حیات قوی اور کامل ہوگی اسی قدر اس کا ادراک اور اس کی قدرت قوی اور کامل ہوگی۔ یعنی اعلیٰ درجہ کا حیّ کامل وہ ہوگا جس کی قدرت اور فعل سے کوئی مخلوق اور جس کے علم سے کوئی معلوم خارج نہ ہو سکے۔ اس کا علم اس کی قدرت ذرہ ذرہ کو محیط ہو سوایسی ذات عالی صفات صرف ذاتِ باری تعالیٰ ہے کہ ازل تا ابدالآباد کسی موقع میں اس پر فنا طاری ہونا ممکن نہیں اور جب اللہ کو حی یعنی دَرّاک وفعّال مان لیا تو سب صفات ذاتیہ الٰہی کو جو حیاتؔ وعلم وسمع وبصر وکلام وقدرت وارادت (حی، علیم، سمیع، بصیر، کلیم، قدیر) مان لیا۔ اس لیے کہ ادراک میں صفت علم وسمع وبصر داخل ہے اور فعال ہونا صفت کلام وقدرت وارادت کو شامل ہے۔ قیوم اس کو کہتے ہیں جو قائم والا ہو اور مدبر ہو حق سبحانہٗ تعالیٰ کامل طور تمام عالم کا مدبر ہے تدبیر کرتا ہے ہر ہر چیز کی ایجاد کی پھر ان کی تربیت اور رزق رسانی کی اور ان کو آفات سے محفوظ رکھنے کی پھر ان کو کمالات تک پہنچانے کی غرضیکہ عالم ہستی میں جو کچھ موجود ہے سب کا موجد خالق کل شئی یعنی وہ بنانے والا ہے ہر شئی کا سب کا محافظ سب کا مربی وہی ہے فقط وہی وحدہٗ لاشریک ہے جو اپنی ہستی اور وجود میں کسی کا محتاج نہیں۔ بذاتِ خود قائم اور موجود ہے اور اس کے سوا جو کچھ موجود ہے وہ سب اپنے وجود اور ماہیت میں محتاج ہے تمام حقائق اشیاء کا قیام اسی قیوم سے ہے پھر پیدا کرنے کے بعد ان کو باقی رکھنا اور باقی رہنے میں جس جس امر کی ان کو حاجت پڑے وہ سب ان کو دینا یہ بھی اسی کا کام ہے سورہ رحمٰن میں ہے "یسئلہ من فی السمٰوٰت والارض" یعنی جو مخلوقات آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ سب اسی سے اپنی حاجتیں مانگتی ہیں زبانِ حال سے یا زبانِ قال سے، سورہ

ملک میں ہے۔ "تبارک الذی بیدہ الملک "یعنی بابرکت ہے وہ ذات پاک جس کے قبضہ تصرف میں ہے سب ملک۔ عالم اجسام کو ملک کہتے ہیں یعنی عرش سے فرش تک کل عالم میں وہی متصرف اور مدبّر ہے۔

سورہ یٰسین میں ہے "بیدہ ملکوت کل شیٔ "یعنی اس کے قبضہ میں ہے روحانیت ہر چیز کی۔ چنانچہ جمیع اجسام اور ارواح میں اُن کا تصرف اور اسی کی تدبیر ہے وہی قیوم ہے سب کا اور اگر وہ ان اشیاء کو نہ تھامے کوئی دوسرا نہیں تھام سکتا۔

سورہ فاطر میں جس کو سورہ ملائکہ بھی کہتے ہیں۔ "ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا الخ" تحقیق اللہ ہی تھامے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو اس سے کہ وہ ٹل جائے اپنی جگہ سے اور اگر وہ دونوں ہٹ جائیں اپنی جگہ سے تو نہیں روک سکتا ان کو کوئی بھی اس کے بعد بیشک وہ بڑا حلم والا بخشنے والا ہے۔ (فاطر ۳۵:۴۱)

"قولہ تعالیٰ لاتاخذہٗ سنۃ ولا نوم "نہیں قبضہ میں لے سکتی اس کو اونگھ اور نہ نیند۔

نیند کی حقیقت یہ ہے کہ بدن کو دماغ کے پٹھوں کو ایسا ڈھیلا اور سُست کر دیتی ہے کہ پانچوں حواسِ ظاہری ادراک سے بے کار کر دیتی ہے یعنی نہ آنکھ کچھ دیکھ سکے، نہ کان سن سکے، نہ ناک سونگھ سکے، نہ زبان چکھے نہ قوتِ لامسہ کچھ نرم سخت گرم سرد میں تمیز کر سکے یا یہ کہ نیند ایک بڑی بے ہوشی دل کو ہر طرف سے گھیر لیتی ہے جس سے چیزوں کی پہچان جاتی رہتی ہے۔ عربی میں تین الفاظ سونے کے لیے مستعمل ہیں۔ سنۃٌ، نعاسٌ اور نومٌ۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب شروع سونے میں ذرا سر بھاری ہوتا ہے اس کا نام "سنۃ" اور جب آنکھ بند ہوگئی اس کا نام "نعاس" اور جب گہری غفلت دل پر چھاگئی اس کا نام "نوم" ہے۔

سوال یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے یہ جملہ "لاتاخذہٗ سنۃ ولا نوم " کیوں بیان فرمایا ہے؟

اولاً یہ کہ خالق کو مخلوق کے ساتھ حقیقت میں کوئی مشابہت نہیں۔ آدمی جب تھک

گیا تو جہاں آرام سے پڑ کر سو رہا تو وہ سب کلفت بدن کی جاتی رہتی ہے اور سب اعضا چست اور درست ہو گئے جب تک جاگتا رہتا ہے اس کی روح تحریک اعضاء ظاہری میں مصروف رہتی ہے پھر جب روح بدن کو چھوڑ کر باطن کی طرف متوجہ ہوتی ہے تب ظاہری اعضاء بیکار ہو جاتے ہیں حق سبحانہٗ تعالیٰ مخلوقات کی طرح ہرگز نہیں جو کاروبار میں تھک کر نیند آیا کرتی ہے تو اوّل اس کی نفی فرمائی اور بعد میں اس کی نفی فرمائی جو بعد میں پیدا ہوتی ہے۔

قولہٗ تعالیٰ "لہٗ مافی السمٰوٰت ومافی الارض" "اسی کا ہے جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے۔ جب یہ ثابت ہو چکا کہ وہ قیوم کل ہے یعنی عالم وجود میں تمام اشیاء اور ان کی کل حقیقتیں اور کل مخلوقات کی ذات اور صفات واحوال وافعال جو کچھ بھی ہے اسی کی ذات سے قائم ہیں اور سب کو اس نے پیدا کیا ہے تو وہ سب چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کی مملوک ہیں۔ مشرکوں کے بت جن کو وہ پوجتے تھے یا چاند ستارے یا آگ جس کو آتش پرست پوجتے ہیں یا جانور یا انسان سب اسی وحدہٗ لاشریک کے مملوک ہیں اور جب مملوک ٹھہرے تو ہرگز عبادت کے لائق نہیں بلکہ وہی خالق کل جو آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں کا مالک ہے مستحق عبادت ہے۔"قولہٗ تعالیٰ من ذالذی یشفع عندہٗ الا باذنہ" "کون ہے ایسا جو اس کے سامنے سفارش کرے علاوہ اس کے جس کو مالک کل اجازت دے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر مشرکوں کی آس توڑ دی کہ وہ بھروسہ کیے بیٹھے تھے اور کہتے تھے کہ ان کے معبود خدا سے کہہ کر چھڑوا لیں گے۔ اس سے قبل یہ بتلا کر کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے۔ یہ واضح کر دیا کہ وہ مختار کل ہے اور جو معاملہ چاہے اپنے عاصیوں اور مجرموں کے ساتھ کرے کسی کی کیا مجال کہ اس میں تصرف کرے کوئی بھی برابری کا دعویٰ (نعوذ باللہ) کر کے اللہ تعالیٰ سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں مجرم کو چھوڑ دو۔ نہ یہ ہی ممکن ہے کہ کوئی منت سماجت کر کے عاجزی اور التجا سے کسی مجرم کو اللہ تعالیٰ سے چھڑانا چاہے اور چھڑا دے۔ مشرکین کا یہ قول کہ "ھٰـؤلاء

شفعاء عند الله ''یعنی یہ بت ہماری شفاعت کرنے والے ہیں اللہ کے پاس۔ اس کی یہاں صریحاً تردید ہے اور آگے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا'' ویعبدون من دون الله مالایضرھم ولا ینفعھم ''یعنی یہ مشرکین پوجتے ہیں اللہ کے سوا ایسوں کو جو نہ ان کو نقصان دے سکیں نہ نفع پہنچا سکیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے معبود مدد تو درکنار شفاعت بھی نہیں کر سکتے۔ ہاں اللہ تعالیٰ سے جس کو شفاعت کی اجازت ہو جائے وہ شفاعت کرسکتا ہے یہ معنیٰ الاباذنہ کے ہیں۔ اس کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمائی'' لایتکلمون الامن اذن لهٔ الرحمٰن وقال صواباً ''یعنی حاضرین میدانِ قیامت نہیں بول سکیں گے مگر جس بندہ کو اللہ تعالیٰ اجازت دے گا بشرطیکہ حسبِ قاعدہ صحیح اور درست بات عرض کرے گا۔ یعنی شفاعت کرنے والا کافر مشرک بدعقیدہ کے حق میں سفارش نہ کرے بلکہ ان کے حق میں عرض معروض کرے جو باعثِ ایمان بہ استحقاق رکھتے ہیں کہ ان کی خطائیں معاف کی جائیں۔

قولہٗ تعالیٰ'' یعلم مابین ایدیھم وما خلفھم '' جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔ ان کے متعلق پانچ اقوال۔

(۱) آگے سے مراد اُمورِ دنیا ہیں کیوں کہ یہ بالفعل انسان کے سامنے موجود ہیں اور پیچھے سے مراد اُمورِ آخرت ہیں کیوں کہ وہ انسان سے پوشیدہ ہیں جیسے پسِ پشت کی چیز پوشیدہ ہے۔

(۲) ضحاک اور کلبی اس کے برعکس کہتے ہیں کہ آگے سے مراد آخرت اور پیچھے سے مراد دنیا ہے۔ اس واسطے کہ آدمی آخرت کی طرف چلتا ہے تو آخرت اس کے آگے ہے اور دنیا کو پیچھے چھوڑتا ہے۔

(۳) بعض نے کہا جو کچھ بُرا یا بھلا کام کر چکے وہ آگے ہے اور جو چیز عقل سے جانیں وہ پیچھے ہے۔

(۴) جو چیز حواسِ ظاہری سے پہچانیں۔ وہ آگے ہے اور جو چیز عقل سے جانیں وہ پیچھے ہے۔

(۵) جو چیز انسان کی سمجھ میں آگئی وہ آگے ہے اور جو نہیں آئی وہ پیچھے ہے۔

اصل مقصود یہ کہ جو گنہگار قابلِ شفاعت ہیں اور جو نہیں اور اسی طرح ان کی شفاعت کرنے والے جو فرشتے ہیں یا انبیاء یا اولیاء یا صدیقین یا شہداء وصالحین۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے حالات کو جانتا ہے کہ کون گنہگار بخشے جانے کے قابل ہے اور کون نہیں اور اسی طرح کون عالی منصب دوسروں کو بخشوانے کی صلاحیت رکھتا ہے اور کون نہیں۔ اسی لیے شفاعت اذنِ الٰہی پر موقوف ہے بے اذنِ الٰہی کوئی شفاعت کی جرأت نہ کرے گا۔

قولہٗ تعالیٰ: ''**ولا یحیطون بشئی من علمه الا بماشاء**'' اور زمین اور آسمان والے احاطہ نہیں کر سکتے کچھ بھی اس کی معلومات (علم) میں سے مگر جو وہ چاہے یعنی اللہ تعالیٰ کا علم تو سب طرف سے خلق کو محیط ہے اور خلق کو اس کی کسی ''معلوم'' کا احاطہ نہیں وہ خیال یا گمان جو انسان کے قلب میں گزرتا ہے تو اس کا بھی احاطہ اللہ تعالیٰ کیے ہوئے ہے۔ ''**علیم بذات الصدور**'' ہے جو نظریں پڑتی ہیں اور اٹھتی ہیں اسکو بھی احاطہ کیے ہوئے ہے۔ مخلوق کو، انسان کو صرف وہ معلوم ہے یا اتنا معلوم ہے جس قدر اللہ تعالیٰ معلوم کرا دیتا ہے وہ غیب کا علم ہو یا اشیاء موجودہ ظاہرہ کا۔

قولہٗ تعالیٰ: ''**وسع کرسیه السمٰوٰت والارض**'' گھیرے ہوئے ہے اس کی کرسی آسمانوں اور زمینوں کو۔ ایک آدمی کے بیٹھنے کی چوکی کو کرسی کہتے ہیں تو کبھی تخت کو بھی کرسی کہتے ہیں جیسے سورہ ص میں ہے ''**والقینا علیٰ کرسیه جسداً**'' یعنی ڈال دیا ہم نے اس کے تخت پر ایک بدن۔ یہاں کرسی سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا مشہور اور معروف تخت مراد ہے لیکن آیۃ الکرسی میں جو لفظ کرسی آیا ہے۔

اس کرسی کے متعلق پانچ اقوال ہیں

(۱) اوّل یہ کہ کرسی ایک مجسم چیز ہے بہت بڑی جس میں ساتوں آسمان اور زمین سما جائیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ کرسی سے مراد علم ہے۔ سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابنِ

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ کرسی سے مراد اس آیت میں علم الٰہی ہے۔ جب کرسی کے معنیٰ علم ٹھہرے تو مطلب آیت کا یہ ہوا کہ لے لیا اس کے علم نے سب آسمانوں اور زمین کو۔ اس کی نظیر سورۂ مومن میں موجود ہے "ربنا وسعت کل شئی رحمۃ وعلما" یعنی ہمارے رب لے لیا ہے (گھیر رکھا ہے) تو نے ہر چیز کو اپنی رحمت اور علم میں۔

(۳) تیسرا قول کرسی سے مراد بادشاہی اور ملک ہے، عرب میں بادشاہی کو کرسی کہتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہی کے معنیٰ اختیار لیے ہیں۔

(۴) چوتھا قول کرسی سے مراد وہ قدرت جس سے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو تھام رکھا ہے یعنی اس کی بادشاہی اور اس کی قدرت نے گھیر رکھا ہے تمام آسمانوں اور زمین کو۔

(۵) پانچواں قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت اور شانِ کبریائی کو ان الفاظ سے بیان کیا ہے ورنہ یہاں کوئی بیٹھنے کی کرسی نہیں اور نہ کوئی اس پر بیٹھنا اظہار عظمت و کبریائی ہے۔

قولہ تعالیٰ: "ولا یؤدہٗ حفظھما" اور گراں نہیں اس کو ان دونوں کا تھامے رہنا۔ دونوں سے مراد آسمان اور زمین ہیں یعنی ان کا قائم رکھنا (قیوم) اور ان کو محفوظ رکھنا اللہ تعالیٰ کو ہرگز گراں اور دشوار نہیں۔

ملحوظ رہے کہ زمین کی پیمائش انیس (۱۹) کروڑ ستر (۷۰) لاکھ مربع میل اور اس کا دور محیط تقریباً پچیس (۲۵) ہزار اور قطر آٹھ ہزار میل۔ جب زمین کا اتنا بڑا جسم کثیر المقدار ہے۔ اس کے مقابل آسمان کو دیکھنا چاہیے کہ کس قدر طویل و عریض ہوگا زمین سے کس قدر بڑا ہوگا پھر دوسرا آسمان زمین سے کتنا وسیع اس طرح ساتوں آسمانوں کا تصور کریں پھر کرسی اور پھر عرش کس قدر بڑے ہوں گے اللہ اکبر الاکبر۔

قولہ تعالیٰ "وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْم" اور وہی ہے بلند و بالا اور بڑا شان والا یعنی عالم وجود میں جس جس کی شان عالی سمجھی جاتی ہے کسی کو اس کی برابری نہیں۔ اس کی شان سب سے بلند و بالا ہے۔ اور ایسی بلند کہ وہاں کسی کا وہم و خیال و گمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔

سورہ مدثر میں تزکیہ کے نظامِ عمل کے پانچ نکات

یاایھا المدثر o	اے (محمد!) جو کپڑا لپیٹے پڑے ہو
(۱)..... قم فانذر o	اُٹھو اور ہدایت کرو
(۲)..... وربک فکبر o	اور اپنے پروردگار کی بڑائی کرو
(۳)..... وثیابک فطھر o	اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو
والرجز فاھجر o	اور ناپاکی سے دور رہو
(۴)..... ولا تمنن تستکثر o	اور (اس نیت سے) احسان نہ کرو کہ اس سے زیادہ کے طالب ہو
(۵)..... ولربک فاصبر o	اور اپنے پروردگار کے لئے صبر کرو۔

تبلیغ کے پانچ اصول

اے کمبل اوڑھنے والے پیارے حبیب [۱]!

(۱) اٹھو یعنی بڑے استقلال سے اٹھ کر برائی کے مقابلہ میں کمر بستہ ہو جاؤ اور اپنی قوم کو خبردار کرو۔ ڈراؤ (WARN) کرو متنبہ کرو۔ لوگوں کو احساس دلاؤ۔ آیت (۲)

(۲) اپنے رب کی بڑائی بیان کرو (قول و فعل سے) آیت (۳)

اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی سے دور رہو (ظاہراً اور باطناً) آیات (۴)(۵) اور ہر قسم کی جسمانی اور روحانی اور اخلاقی گندگی اور آلائش سے الگ رہیے۔ (۴) اور احسان نہ کرو زیادہ حاصل کرنے کے لیے۔ آیت (۶) کارِ نبوت کا (تبلیغ کا) احسان لوگوں پر مت جتاؤ اور نہ یہ خیال آئے کہ اس میں جان لڑا کر اپنے رب پر کوئی احسان کیا جا رہا ہے۔ محض ''لوجہ اللہ'' احسان کیا کیجئے۔

---

[۱] ایک دفعہ حضور ﷺ غارِ حرا میں تھے آپ ﷺ نے دیکھا کہ آسمان و زمین کے درمیان ایک فرشتہ بیٹھا ہوا آپ ﷺ سے کہتا ہے کہ اے محمد ﷺ! بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں آپ ﷺ گھبرا گئے اور گھر جا کر حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے کہا ''زملونی دثرونی'' مجھے لحاف اڑھا دو مجھے لحاف اوڑھا دو۔ انہوں نے حضور ﷺ پر لحاف ڈال دیا۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر حضور کو اپنے رب کی طرف سے یوں خطاب کیا۔ ''یاایھا المدثر!'' اے لحاف میں لپٹے ہوئے، اس سورۃ میں ادائیگی فرائض و رسالت کے پانچ لائحہ عمل کی نشاندہی ہے اور ان کا اطلاق جمیع علماء و مشائخ و مبلغین پر بھی ہوتا ہے۔

(۵) اور اپنے رب کی خاطر صبر کرو۔ جان جوکھوں کے اس کارِ عظیم میں اپنے رب کی خاطر ہر مشکل اور تکلیف پر صبر کرو یعنی اللہ کے اوامر و نواہی اور ان کے ادا کرنے میں ہر قسم کی تکلیف پر "لوجہ اللہ" صبر کیجئے۔

﴿حضور ﷺ کا شقِ صدر پانچ دفعہ ہونا﴾

الم نشرح لک صدرک ﴾

شرح صدر (سے مراد سینہ کھول دیا) یعنی سینہ کو کشادگی، فراخی دل، کیفیاتی اعتبار میں عطا ہوئی جس سے مصائب، اذیتیں، طعن، تشبیہ، پھبتیاں برداشت کرنے کی قوت عطا ہوئی صبر و استقامت ملی، ہدایت اور وحی قبول کرنے کی قوت ملی غیظ و غضب وانتقام کی جگہ عفو، رحم و کرم نے لے لی اس کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت کے ملائکہ نے جسمانی شق صدر یعنی آج کل کی زبان میں آپریشن بھی کیے۔ پانچ مختلف مقامات پر ان کا رونما ہونا ظاہر ہوتا ہے، جن میں اولاً بشری آلودگیوں سے پاک کرنے کا ذکر تواتر سے ہے۔ جس طرح آج کل "لاحقہ" یا "زائدہ" مثلاً اپنڈکس (Appendix) کو بذریعہ آپریشن نکال دیا جاتا ہے۔

دوئم (ایمان وحکمت کے نور سے منور کرنا) جیسے فی زمانہ Transplant آپریشن ہوتے ہیں اور ایک عضو کے بدلے دوسرے کو لگایا جاتا ہے۔ دل میں "پیسر" Pacer لگایا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ بعینہٖ حضور کے قلب کو "شق صدر" شکم و سینہ چاک کر کے ایمان وحکمت کے نور سے منور کرنا تواتر سے مذکور ہے۔ یہ مسئلہ کہ "شق صدر" واقع ہوا تمام صحیح روایتوں سے ثابت ہے اور اس کے متعلق کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں البتہ وقت کے تعین اور بعض جزئیات کی تفصیل میں روایتیں مختلف ہیں۔

"تمام روایتوں کے جمع کرنے سے پانچ مختلف اوقات میں آپ ﷺ پر اس کیفیت کا گذرنا ظاہر ہوتا ہے"۔

(۱) ایک جب آپ ﷺ چار ۴ پانچ ۵ سال کے تھے اور حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں پرورش پا رہے تھے۔

(۲) دوسرے جب عمر مبارک دس ۱۰ برس کی تھی۔

(۳) تیسرے جب آپ ﷺ بیس ۲۰ برس کی عمر کو پہنچے۔

(۴) چوتھے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام سب سے پہلی دفعہ وحی لے کر آئے۔

(۵) پانچویں معراج کے موقع پر (انتہاء کلام سیرۃ النبی ﷺ)

معراج میں حضور ﷺ نے افلاک کا سفر شب کے کچھ حصہ میں کیا۔ رفتار روشنی کی رفتار سے تیز یعنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ سے بھی تیز کروڑوں میل کا سفر کرنے کے لیے پھیپھڑے دل اور دورانِ خون کی خاص ماہیت کی ضرورت صریحا واضح ہے۔ جس کو ان آپریشنوں کے ذریعہ جو ''آلودگیاں'' اس سفر میں مانع وحارج ہوسکتی تھیں۔ ان کو خارج Remove کر کے اور ''ایمان وحکمت ونور'' سے پُر کر کے عمل پذیر ہوا۔

''جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ روشنی کی رفتار سے تیز رفتار کا امکان ہے کہ نہیں، تو ملحوظ رہے کہ اول تو باعتبارِ ایمان اللہ کی قدرتِ کاملہ اس پر اور اس سے زیادہ محیر العقول پر قادر ہے۔ دوم یہ بات تو مصدقہ ہے کہ کائنات میں ایسے ''اجسام'' ہیں جو روشنی کی رفتار پر حرکت میں ہیں۔ سوم یہ کہ ''ابھی تک سائنسدانوں کا نظریہ یہ ہے کہ روشنی کی رفتار سب سے زیادہ ہے ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ماہر طبیعات اس کی تائید کرتے ہیں کہ روشنی کی رفتار کی کسروں سے گذر کر اس سے بھی زیادہ رفتاروں میں منتقل ہونے کا امکان ہے گو کہ ان کا یہ نظریہ اجسام سماوی سے متعلق ہے وہ یہ کہ مشاہداتی طور پر ''ایک کہکشاں دوسری کہکشاں سے ہٹتی جارہی ہے اس طرح کائنات کی جسامت (غالبًا) بڑھتی جارہی ہے۔ اور کہکشائیں ہم سے جتنی دور ہیں اتنا ہی یہ اضافہ بھی زیادہ ہوتا جائے گا جن رفتاروں سے یہ اجسام سماوی حرکت کر رہے ہیں۔ اس مسلسل پھیلاؤ کے دوران وہ روشنی کی رفتار کی کسروں سے گزر کر اس سے بھی زیادہ رفتاروں میں منتقل ہو جائیں گی''۔

(بائبل سائنس اور قرآن۔ موریس بکائیے)

خیال رہے کہ ایمان وحکمت اللہ کی زبان میں نور ہیں "یخرجھم من الظلمات الی النور " بالفاظِ دیگر "برق" کی رفتار سے سفر کرانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو "پرنور" کہا کہ نور ہی براق پر جو برق سے تیار ہوا۔ سوار ہوکر "برق" کی رفتار پر سفر کرسکتا ہے۔ بلاشبہ اللہ رب العزت نے ان کو اپنے نور سے پیدا کیا اور نور بنا کر بھیجا۔

"قدجآء کم من اللہ نور و کتٰب مبین ٥" (المائدہ:۱۵) اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور آ چکا ہے (یعنی نبی اکرم ﷺ) اور ایک واضح کتاب (یعنی قرآنِ مجید) افسوس صد افسوس! ہم میں سے نام نہاد تعلیم یافتہ طبقہ آج جب ہم مشاہداتی ایمان و ایقان حاصل کرسکتے ہیں۔ اس پر جھگڑتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ نور کی طرف لے جاتے ہیں۔ نور کی طرف ہدایت اور نور کے دریا میں ہم کو وہی لے جا سکتا ہے جو خود نور ہو۔ "رسولاً یتلوا علیکم ایت اللہ مبینٰت لیخرج الذین امنو اوعملو الصٰلحٰت من الظلمٰت الی النور ط" (الطلاق ۶۵:۱۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الم نشرح لک صدرک (۱) ووضعنا عنک وزرک (۲) الذی انقض ظھرک (۳) ورفعنالک ذکرک (۴) فان مع العسر یسراً (۵) ان مع العسریسراً (۶) فاذافرغت فانصب (۷) والیٰ ربک فارغب (۸)

(۱) کیا ہم آپ ﷺ کے (فائدہ کے) لیے آپ ﷺ کا سینہ کھول (کشادگی بشمول شق صدر) نہیں دیا۔

(۲) اور ہم نے (وہ) بوجھ اُتار دیا (نیچے نکال کر رکھ دیا) جو آپ ﷺ پر گراں ہو رہا تھا۔

(۳) اور ہم نے آپ ﷺ کا ذکر آپ ﷺ کے لیے بُلند کردیا۔

(۴) پس بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے بلاشک ہر سختی کے ساتھ آسانی ہے۔

(۵) پھر جب (کاموں، ضرورتوں، نماز و تبلیغ سے) فارغ ہو جاؤ تو ریاضت کرو اور

اپنے ربّ کی طرف رغبت کرو۔

﴿پانچ پیغمبر کی الگ الگ دس مخصوص چیزیں﴾

(۱) ﴿حضرت آدم علیہ السلام کی دس چیزیں﴾

حضرت آدم علیہ السلام محوِ خواب تھے، اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو ان کی بائیں چھوٹی پسلی سے پیدا فرمایا، بیدار ہونے پر آپ نے حضرت حوا کو اپنے پاس بیٹھا دیکھا تو پوچھا تم کس لیے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں آپ ہی کے لیے ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ الٰہی! ان کا مہر کیا ہے؟ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا! نبی آخرالزماں (ﷺ) پر دس مرتبہ درود پڑھنا۔

(۲) ﴿حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دس چیزیں﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے بھی دس چیزیں مخصوص تھیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، "واذابتلیٰ ابراھیم ربہٗ بکلماتٍ فاتمھن" (جب ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش اللہ نے چند باتوں سے کی تو ابراہیم علیہ السلام نے ان کو پورا کردیا) یہ دس احکام تھے پانچ کا تعلق سر سے ہے، یعنی (۱) سر کے بالوں میں مانگ نکالنا (۲) مونچھیں کتروانا (۳) مسواک کرنا (۴) کلی کرنا (۵) اور ناک میں پانی ڈالنا۔ باقی پانچ چیزوں کا تعلق سارے جسم سے ہے یعنی (۱) ناخن کٹوانا (۲) زیرِ ناف بالوں کو صاف کرنا (۳) بغلوں کے بال صاف کرنا (۴) ختنہ کرانا (۵) وضو میں انگلیوں کا خلال کرنا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ دس احکام (دس سنتیں) ادا کردیے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی دوستی کا خلعت مرحمت فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا "واتخذ اللہ ابراھیم خلیلاً" اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنالیا۔

(۳) ﴿حضرت شعیب علیہ السلام کی دس چیزیں﴾

دس چیزیں حضرت شعیب علیہ السلام سے مخصوص ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (حضرت شعیب علیہ السلام کے قول کو نقل فرماتے ہوئے "فان اتممت عشراً

فمن عندک "(اگر تم نے دس سال پورے کرائے تو یہ تمہاری طرف سے احسان ہوگا) یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دس سال تک خدمت کرنا قبول کیا تھا۔ اس خدمت کو حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی صفورا کا مہر قرار دیا تھا (کہ دس سال خدمت کے عوض ان کی بیٹی صفورا کا مہر ادا ہو جائے گا) بعض اصحاب کا قول ہے کہ حضرت شعیب دس سال تک روتے رہے اس سے اُن کی بینائی جاتی رہی، اللہ تعالیٰ نے ان پر لطف فرمایا اور بینائی واپس آ گئی۔ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اگر تمہارا یہ رونا دوزخ کے خوف سے تھا تو میں نے دوزخ سے تم کو امان بخش دی اور اگر تم جنت چاہتے ہو تو میں نے تم کو جنت عطا کر دی اور اگر تم میری رضا اور خوشنودی کے طالب ہو تو میں نے تم کو اپنی رضا اور خوشنودی بخش دی، حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جبریل میرا رونا نہ دوزخ کے خوف سے ہے اور نہ جنت کی طلب کے لئے بلکہ میں تو دیدارِ الٰہی کا طالب ہوں، تب حکم ہوا اے شعیب! تو حق کے لئے رویا اس لئے اور بھی جتنا رو سکے رو! اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ صلہ دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے بلند مرتبہ پیغمبر نے دس سال تک ان کی خدمت کی، اور یہ ان مراتبِ عالیہ اور تقرب اور اُخروی نعمتوں کے علاوہ تھا کہ جو حضرت شعیب علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے مخصوص فرما دی تھیں، یہ مراتب اور نعمتیں ایسی تھیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی نے سنا نہ کسی کے دل میں ان کا تصور آیا۔

(۴) ﴿حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دس چیزیں﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دس چیزیں وہ تھیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلة واتممنا ها بعشرة (ہم نے موسیٰ سے وعدہ کیا کہ تمیں راتوں کی عبادت کریں پھر ہم نے تمیں کی تکمیل مزید دس راتوں سے کر دی (یعنی چالیس راتیں عبادت کی ہو گئیں) اس کی صورت یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ

علیہ السلام سے کلام کرنے اور تورات عطا فرمانے کا وعدہ کیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تیس دن کے روزے رکھے یہ مہینہ ذی الحج کا اور بقول بعض محققین ذیقعدہ کا تھا، ایک ماہ کے روزوں کے بعد منہ میں ناگوار بو محسوس ہوئی تو آپ نے زیتون کی لکڑی کا ایک ٹکڑا منہ میں رکھ لیا (تاکہ بُو دور ہو جائے)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! کیا تم کو معلوم نہیں کہ روزہ دار کے منہ کی بُو تو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو مزید دس دن کے روزے رکھنے کا حکم دیا جس کی آخری تاریخ یعنی آخری روزہ محرم کی دسویں تاریخ تھی جن حضرات نے ان روزوں کا مہینہ ذیقعدہ مراد لیا ہے۔ ان کے حساب سے مزید دس دن ذی الحج عشرہ اوّل ہوگا۔

(۵) ﴿سید المرسلین علیہ السلام کی دس چیزیں﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

والفجر ولیال عشر والشفع والوتر والیل اذا یسر هل فی ذالک قسم لذی حجر O

ترجمہ: قسم ہے صبح کی، دس راتوں کی، جفت اور طاق کی اور اس رات کی جو گزر جاتی ہے۔ یہ قسمیں ذی فہم لوگوں کے لئے ہیں۔

والفجر کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فجر سے صبح کی نماز مراد ہے۔ ولیال عشر سے ذی الحجہ کی دس راتیں مراد ہیں یعنی عشرہ ذی الحجہ، شفع سے جس کے لغوی معنی جفت کے ہیں مخلوق مراد ہے اور وتر (طاق) سے مراد اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔ والیل اذا یسر اور قسم اس رات کی جو گزر جاتی ہے۔ یا جاتی ہوئی رات کی قسم اور اہلِ دانش کے لئے یقیناً یہ بڑی قسم ہے کہ ان ربک لبا المرصاد تمہارا رب تمہاری گھات میں ہے۔

مقاتل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ فجر سے مراد مزدلفہ کی وہ صبح ہے جو قربانی کے دن ہوتی ہے اور لیال عشر سے عید الضحیٰ کے قبل کی دس راتیں ہیں اور الشفع

سے مراد حضرت آدم وحوا ہیں اور الوتر خداوند تعالیٰ ہے اور والیل اذا یسر کے معنی ہیں آئی ہوئی رات یعنی ذی الحج کی دسویں رات گویا اللہ تعالیٰ نے قربانی کے دن کی دس راتوں کی، آدم وحوا کی، اپنی ذات کی اور عید الضحیٰ کی رات کی قسمیں یاد فرمائیں اور ان (متعدد) قسموں کے بعد فرمایا ھل فی ذالک قسم لذی حجر یعنی کیا یہ قسمیں صاحبِ عقل وتمیز کے لئے کافی نہیں ہیں۔ یہ قسمیں بہت عظیم الشان ہیں اور جوابِ قسم ان ربک لبالمرصاد ہے، یعنی (تمہارا رب یقیناً انتظار میں ہے۔)

ایک قول یہ بھی ہے کہ فجر سے مراد ہے پَو پھٹنا یعنی عام صبح، بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے دن مراد ہے اور دن کو فجر سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ وہ دن سے پہلے ہوتی ہے۔ مجاہد رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ اس سے روزِ نحر (قربانی کے دن) کی فجر مراد ہے۔ عکرمہ نے کہا کہ فجر سے مراد چشموں سے پانی کا پھوٹ کر بہنا، سبزے کا زمین پھاڑ کر نمودار ہونا اور پھلوں کا درختوں میں آنا فجر ہے۔ اسی فجر کی اللہ نے قسم یاد فرمائی ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی انگشت ہائے مبارک سے پانی پھوٹ کر بہہ نکلنے کی اللہ نے قسم یاد فرمائی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پتھر سے پھٹ کر حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا برآمد ہونا اس سے مراد ہے، یہ بھی روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی ضرب سے پتھر کے اندر سے پانی کا پھوٹ کر بہنا مراد ہے۔

بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے گنہگاروں کی آنکھوں سے پانی پھوٹنے یعنی آنسوؤں کے پانی کا بہنا مراد ہے، یا دل سے معرفت الٰہی کا چشمہ پھوٹنا مراد ہے (کیوں کہ ایمان ومعرفت سے زندگی حاصل ہوتی ہے) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اومن کان میتا فاحییناہ. (دیکھو مُردہ دل کو ہم نے ایمان ومعرفت کے پانی سے زندہ کر دیا) حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ والفجر ولیال عشر سے اضحیٰ کی دس راتیں مراد ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے فرمایا کہ اس

سے مراد ذی الحج کی دس راتیں ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت آئی ہے کہ آپ نے فرمایا اس سے عشرۂ رمضان کی دس راتیں مراد ہیں۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دس راتیں ہیں۔ محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ وہ محرم کی دس راتیں ہیں۔

والشفع والوتر کی تفسیر میں قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور سدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا شفع ہر وہ چیز ہے جو جفت ہوں اور الوتر سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ مقاتل کا قول ہے کہ مراد آدم و حوا ہیں کیونکہ آدم علیہ السلام تنہا تھے اللہ نے حوا سے ان کا جوڑا کیا۔ ایک قول ہے کہ شفع اور وتر سے نمازیں مراد ہیں یعنی کوئی نماز (باعتبار برکت) جفت ہے کوئی طاق، شفع اور وتر دونوں سے مراد مغرب کی نماز ہے کہ اول دو رکعتیں جفت ہیں اور آخری رکعت طاق۔ یہ قول ربیع بن انس رضی اللہ عنہم اور ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ شفع یوم نحر (قربانی کا دن) ہے اور وتر عرفہ کا دن یعنی ۹ ذی الحج یا شفع یوم نحر کے بعد کے دو دن ہیں اور وتر تیسرا یعنی تیرھویں تاریخ ذی الحج کی۔ والیل اذا یسر (گزرتی رات کی قسم یا اندھیری ہونے والی رات کی قسم) بعض نے کہا ہے کہ وہ رات مزدلفہ کی رات ہے بعض کا قول ہے۔ سری کے معنی ہیں رات کو چلنا، یہاں رات کے چلنے کے معنی ہیں رات میں لوگوں کا سیر کرنا اور چلنا۔ وھل فی ذلک قسم لذی حجر۔ اس میں ذی حجر کے معنی حضرت عباس نے عقل مند کے فرمائے ہیں۔ حسن بصری اور ابو رجار حمہم اللہ کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں علم والے، محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد دین والے ہیں۔ آیت بالا میں ھل بجائے إنّ کے بمعنی تحقیق استعمال ہوا ہے۔ بعض نے رب کا لفظ محذوف مانا ہے یعنی قسم ہے مالکِ فجر کی، قسم ہے دس راتوں کے مالک کی اسی طرح دوسری آیات میں جہاں قسم مذکور ہے لفظ رب محذوف مانا گیا ہے جیسے والشمس وضحها، والسماء والطارق، والسمآء ذات البروج۔ (غنیۃ الطالبین)

پانچ اشکال دُرودِ ابراہیمی

(۱) ''اللھم صل علیٰ سیدنا محمدٍ و علیٰ ال سیدنا محمدٍ کما صلیت علیٰ سیدنا ابراھیم و علیٰ ال سیدنا ابراھیم انک حمید مجید'' ؂

(۲) ''اللھم بارک علیٰ سیدنا محمدٍ و علیٰ ال سیدنا محمدٍ کمابارکت علیٰ سیدنا ابراھیم و علیٰ ال سیّد نا ابراھیم انک حمید مجید'' ؂

(۳) ''اللھم سَلِّم علیٰ سیّد نا محمد و علیٰ ال سیدنا محمدٍ کماسلمت علی سیدنا ابراھیم و علیٰ ال سیدنا ابراھیم انک حمید مجید'' ؂

(۴) ''اللھم ترحم علیٰ سیدنا محمدٍ و علیٰ ال سیدنا محمد کماترحمت علیٰ سیدنا ابراھیم و علیٰ ال سیدنا ابراھیم انک حمیدمجید'' ؂

(۵) اللھم تحنن علیٰ سیدنا محمد و علیٰ ال سیدنا محمدٍ کما تحننت علیٰ سیدنا ابراھیم و علیٰ ال سیدنا ابراھیم انک حمید مجید'' ؂

پانچ درود جن کے باعث بخشش

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی شخص نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ کے ہاں کیا معاملہ رہا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ ان پانچ درود کی برکت سے حق تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔

(۱) اللھم صل علیٰ محمدٍ بعد دمن صل علیه

(۲) وصل علیٰ محمدٍ بعد دمن لم یصلی علیه

(۳) وصل علیٰ محمد کماامرت بالصلواۃ علیه

(۴) وصل علیٰ محمدٍ کماتحب وترضی ان تصلی علیه

(۵) وصل علیٰ محمد وعلی ال محمد کماینبغی ان یصلی علیه

پانچ چیزوں سے محبت کرینگے اور پانچ چیزوں کو بھول جائینگے

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ میری امت پر عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے۔

پانچ چیزوں سے محبت کریں گے	اور	پانچ چیزوں کو بھول جائیں گے
(۱) دنیا سے محبت رکھیں گے	اور	آخرت کو بھول جائیں گے
(۲) مال سے محبت رکھیں گے	اور	یوم حساب کو بھول جائیں گے
(۳) مخلوق سے محبت رکھیں گے	اور	خالق کو بھول جائیں گے
(۴) گناہوں سے محبت رکھیں گے	اور	توبہ کو بھول جائیں گے
(۵) مکانوں سے محبت رکھیں گے	اور	قبر کو بھول جائیں گے

(از مکاشفۃ القلوب)

مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق

(۱) سلام کرنا اور جواب دینا۔

(۲) عیادت اور تیمارداری کرنا۔

(۳) شرکتِ نماز جنازہ۔

(۴) (دوسرے کی) چھینک پر یرحمک اللہ کہنا۔

(۵) مدد کے لیے پکارے تو مدد کرنا۔

پانچ قسم کے عالم

اوّل:...... عالمِ دنیا

دوم:...... عالمِ شریعت

سوم:...... عالمِ طریقت

چھارم:...... عالمِ حقیقت

پنجم:...... عالمِ معرفت

(۱) عالم دنیا

وہ ہے کہ تکبر و بغض و نفاق کی دستار سر پر ہو اور کفراً کفراً کا بیگ، بغل میں اور علم دین کے ذریعہ سے دنیا حاصل کرے۔ یہ دنیا کے کتے ہیں۔

(۲) عالمِ شریعت

وہ ہے کہ بعد حصولِ علم دینیات کے مسائل یجوز ولا یجوز کے جھگڑے میں گرفتار ہو اور مدعی علم کلام کے زور سے پسپا کر دے اور ان کو علمائے ظواہر کہتے ہیں۔ ان کی مثال اخروٹ کے پوست کی سی ہے یعنی زاہد خشک۔

وطالبھا کلاب یعنی دنیا مردار ہے اور اس کے طلب کرنے والے کتے ہیں یعنی وہ دنیا جو غیر مشروع طور پر حاصل کی جائے وہ جیفہ ہے اور اس کے طالب کتے ہیں ورنہ جو پاک دنیا ہے وہ مزرعة الاخرة ہے۔

(۳) عالمِ طریقت

وہ ہے جو ان علماء سے کترا کے الگ ہو اور جامہ اتقا پہن کر مجاہدہ نفس پر کمر باندھی وہ صلحا میں داخل ہوا لیکن ابھی انانیت باقی ہے کہ گناہگاروں سے بھاگتا ہے اور غیر شرع سے نفرت کرتا ہے۔ یہ نفرت دلیل اس بات کی ہے کہ اپنے آپ کو بہتر سمجھتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ طریقت میں پہلا قدم دوئی اور انانیت کا مٹانا ہے مثال اس کی استخواں کی ہے اب مغز پیدا ہونے کا یقین ہوا۔

(۴) عالمِ حقیقت

وہ ہے کہ رہبرِ کامل کے وسیلہ سے طریقت سے حقیقت میں آئے۔ اس وقت جملہ مخلوقات کو اپنے آپ سے بہتر و افضل جانتا ہے یہ مرتبہ مغز کا ہے یعنی صلحا سے ابرار میں پہنچا اور پُر مغز ہوا۔

(۵) عالمِ معرفت

وہ ہے کہ حقیقت سے مقامِ معرفت میں پہنچے۔ یہاں نہ کچھ بُرا ہے نہ بھلا۔ سب درجے مساوات میں ہیں یعنی اس مقام پر اسرارِ مشیت سے واقف ہو کر ابرار سے

مقربین میں داخل ہوتا ہے اور مقام قرب حاصل کرتا ہے۔ یہ مثال روغن کی ہے۔ اس طریق کو سلوک و تصوف کہتے ہیں اور ایسے عالم کو صوفی و عالم ربانی و وارث انبیاء، و خلیفۃ اللہ و قطب مدار و قطب الاقطاب کہتے ہیں۔ جب تک تصوف کے یہ چار مراتب کماحقہٗ حاصل نہیں کر لیتا صوفی نہیں کہلاتا اور اگر کسی کو مثلاً مغز یا روغن نکلا ہوا مل گیا بقول سعدی علیہ الرحمۃ ''آبلہ اندر خرابہ یافتہ گنج'' کا مضمون ہو جائے تو وہ لے بھاگو، اٹھائی گیرہ رندہ کہلاتا ہے اور ہر شخص یہی کہے گا کہ معلوم نہیں یہ شخص کس کا مال چرا لایا ہے اگرچہ اس وقت وہ مالدار و دولت مند ہو گیا ہے لیکن قابلِ اعتبار نہیں، مال خود کماؤ، چین اڑاؤ۔

بنی اسرائیل کو پانچ (۵) چیزوں کی عطا

علم دین آنے کے بعد گمراہی

ولقد اتینا	اور بیشک ہم نے دی تھی۔
(۱) بنی اسرآئیل الکتٰب	بنی اسرائیل کو کتاب
(۲) والحکم	اور حکومت
(۳) والنبوۃ	اور نبوت
(۴) ورزقنٰھم من الطیبٰت	اور ہم نے روزی دی ان کو پاک چیزوں سے

(۵) وفضلنٰھم علی العالمین ○ اور ہم نے فضل کیا (بزرگی دی) اہل عالم پر۔

واٰتینٰھم بینٰت من الامر فما اختلفوا الا من بعد ما جآء ھم العلم بغیاً بینھم ان ربک یقضی بینھم یوم القیٰمۃ فیما کانو فیہ یختلفون ○

(الجاثیہ ۴۵: ۱۷-۱۶)

ہمارے علماء دین (ظواہر) متوجہ ہوں

مفہوم: اور صاف صاف احکام نازل کیے۔ علم آنے کے بعد انہوں نے محض آپس کی سرکشی اور عناد کی وجہ سے ان میں اختلاف ڈال دیا۔ بیشک اللہ قیامت کے روز ان میں ان باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو پانچ (۵) خاص باتیں تعلیم کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کون ہے جو مجھ سے یہ چند خاص باتیں سیکھ لے، پھر وہ خود ان پر عمل کرے یا دوسرے عمل کرنے والوں کو بتائے؟'' میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں''۔

تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لیا اور گن کر یہ پانچ باتیں بتائیں۔

(۱) جو چیزیں اللہ نے حرام قرار دی ہیں اُن سے بچو، اور اُن سے پورا پورا پرہیز کرو، اگر ایسا کرو گے تو تم بہت بڑے عبادت گزار ہو۔

(۲) اللہ نے تمھاری قسمت میں جو لکھا ہے، اس پر راضی ہو جاؤ، اگر ایسا کرو گے تو تم بڑے بے نیاز اور دولت مند ہو جاؤ گے۔

(۳) اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر ایسا کرو گے تو تم مومن کامل بن جاؤ گے۔

(۴) تم اپنے لیے جو چاہتے اور پسند کرتے ہو، وہی دوسروں کے لیے بھی چاہو اور پسند کرو۔

(۵) زیادہ مت ہنسا کرو کیوں کہ زیادہ ہنسا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

نفسِ امّارہ (طبیعت) کی پانچ بدخصلتیں اور ان کا علاج

بدخصلتیں	علاج
(۱) طبیعت کی سرکشی	اس کا تدارک روزہ رکھ کر کرے۔
(۲) شہوانیت کا غلبہ	اس کا علاج نکاح ہے۔
(۳) غلط صحبت	اس کا اثر ہے تو اعتکاف میں بیٹھے اور غلط تعلقات ختم کرے۔
(۴) پریشان کن خیالات	اس کا غلبہ ہے تو اس کو چاہیے کہ کافی عرصہ تک ذکر اذکار کرے۔
(۵) رسم ورواج کا اثر	تو اس مقام سے ہجرت کرنی چاہیے۔ (از قول الجمیل شفاء العلیل)

﴿توبہ کے پانچ لوازمات﴾

توبہ ﴾

گناہ کبیرہ سے طاعتِ الٰہی کی جانب رجوع کرنے کا نام توبہ ہے۔ نقص سے کمال کی جانب بازگشت۔ اصطلاح تصوف میں اسے ''باب الابواب'' بھی کہتے ہیں کیوں کہ تمام دروازے اس دروازہ کے کھلنے کے بعد ہی کھلتے ہیں۔

ان اللہ یحب التوابین (سورہ بقرہ:۲۲۲)

ترجمہ: بیشک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۲ میں جو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ سے مومنین کو خوشخبری سنانے کے فرماتا ہے۔ اس میں سب سے پہلے توبہ کرنے والوں کا ذکر فرمایا ہے اس کے بعد عابد، حامد وغیرہ وغیرہ۔

التائبون العٰبدون الحٰمدون السائحون الراکعون الساجدون الاٰمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحٰفظون لحدود اللہ وبشر المؤمنین ٥ (توبہ:۱۱۲)

ترجمہ: (وہ مومن) توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے اللہ کی راہ میں سفر کرنے والے (ہجرت الی اللہ) رکوع وسجود کرنے والے نیک کام کا حکم کرنے والے اور بُرے کام سے روکنے والے اور حدودِ الٰہی کی نگہداشت (پاس) کرنیوالے اور خوشخبری سنا دیجئے ایسے ایمان والوں کو۔

﴿توبہ کے پانچ لوازمات ہیں﴾

(۱) ندامت (۲) عزم مصمم (۳) تلافی (۴) رغبت (۵) اوبہ

(۱) ندامت ﴾

دل میں ندامت کا پیدا ہونا اور گناہ سے طبعی نفرت کا ہو جانا۔ صرف زبان سے توبہ واستغفار کا رٹنا اور دل کا اس سے غافل رہنا معصیت کا حسرت دل میں پوشیدہ

ہونا اس ''باب الابواب'' کے کھلوانے کے لیے کافی نہیں۔

سبحہ در کف، توبہ بر لب، دل پُر از ذوقِ گناہ

معصیت را خندہ می آید ز استغفار ما

(۲) عزم مصمم

کہ اب کبھی بھی عمر بھر اس کا اعادہ نہ کیا جائے گا۔ اس عزم کی پختگی کے ساتھ جو توبہ کی جاتی ہے اسے توبۃ النصوح کہتے ہیں۔

''یایھا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحاً ط'' (سورہ ۶۶:۸)

(۳) تلافی

گناہوں سے جو ظاہری اور باطنی نقصانات پہنچ چکے ہیں ان کی تلافی کے لیے کچھ زائد عبادات کرنا۔

(۴) رغبت

جس میں ایسی ندامت ہو جو رغبت سے پیدا ہوتی ہے گناہ صغیرہ سے محبت کی جانب رُجوع ''انابت'' ہے۔ انابت کرنے والا ''مُنیب'' کہلاتا ہے۔

(۵) اوبہ

ایسی ندامت جو عظمت و جبروت سے پیدا ہو۔ یعنی نفس کا اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کرنا اوبہ ہے ''اوبہ'' کرنے والے کو ''اوّاب'' کہتے ہیں۔

ان تکونوا صلحین فانہٗ کان للاوابین غفوراً ○ (الاسراء ۱۷:۲۵)

اگر تم نیک ہو جاؤ تو بیشک وہ اپنی طرف رجوع کرنے والوں کو بڑا بخشنے والا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ایسی پانچ (۵) خصوصیات جو کسی اور کو نصیب نہ ہوئیں

(۱) آپ کے سوا کسی کا نام صدیق نہ رکھا گیا۔

(۲) نبی آخر زماں صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر غارِ ثور لے گئے۔ نیابتِ رسالت اور بارِ نبوت اٹھانے کی صلاحیت۔

(۳) رفاقتِ غار کا شرف آپ ہی کو ملا۔

(۴) نبی کریم ﷺ نے آپ کو امام بنایا اور اپنی آخری نماز ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقتدی بن کر ادا فرمائی۔

(۵) آپ نے رسول اللہ ﷺ کی ہم رکابی میں ہجرت کی۔

(ماخوذ از عشرہ مبشرہ قاضی حبیب الرحمٰن صاحب برادرزادہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری)

﴿پنج گنج﴾

پانچ چیزیں اصیل گھوڑے سے بہتر ہیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

(۱) بلاوجہ بات نہ کریں کہ یہ فضیحت ہے اس لیے کہ زیادہ بولنے والا گناہ سے بے خوف نہیں ہے۔

(۲) اور مطلب کی بات میں بغیر مقام دیکھے بات نہ کریں کہ بہت سے گفتگو کرنے والے جو موقع اور مطلب سے بات کرتے ہیں وہ بات کو غلط مقام پر رکھ جاتے ہیں لہٰذا لوگوں نے انہیں عیب لگایا۔

(۳) کسی حلیم وسفیہ سے جھگڑا نہ کریں کہ بردبار تو تجھ سے بغض رکھے گا اور بیوقوف ایذا دیگا۔

(۴) اور اپنے بھائی کو جب وہ غائب ہو تو بھلائی سے یاد کر جیسا کہ تو پسند کرتا ہے کہ تیرا بھلائی سے ذکر کیا جائے۔ اور

(۵) اسے معاف کردے جیسا کہ تو پسند کرتا ہے کہ وہ تجھے معاف کردے اور اس شخص کی طرح عمل کر جو یہ جانتا ہو کہ نیک کام پر بدلہ دیا جائے گا اور برے کام پر سزا ملے گی۔

﴿پانچ سوال یوم المیزان﴾

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا﴾

لاتزول قدما ابن ادم حتیٰ یسئل عن خمس

کسی آدم کے بیٹے کے قدم (عدالتِ الٰہی سے) ہٹ نہیں سکتے جب تک اس سے پانچ باتوں کا سوال نہ کیا جائے۔

(۱) عن عمرہٖ فیما افنہٗ

تم نے عمر کس طرح اور کن کاموں میں گزاری؟ (عبادت میں یا بغاوت میں؟)

(۲) عن شبابہٖ فیما ابلہٗ

جوانی کس میں بسر کی؟ (نیکی میں بسر کی یا بدی میں گنوائی؟)

(۳) عن مالہٖ من این اکتسبہٗ

مال کہاں سے اور کیسے کمایا؟ (حلال طریقہ سے یا ناجائز اور حرام طریقہ سے)

(۴) فیما انفقہٗ

مال کما کر کن کاموں میں خرچ کیا؟

(۵) وماعمل فیما علم

اپنے علم کے مطابق کتنا عمل کیا؟

﴿سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا پانچ (۵) باتیں ہیں مجھ سے حاصل کرلو﴾

خمس خذوھنّ عنی

(۱) لایخافن احد الامن ذنبہٖ

انسان کو اپنے گناہ کے سوا کسی چیز سے بھی خوف نہیں کرنا چاہئے۔

(۲) ولا یرجوا لاربہٗ

اور بجز اپنے پروردگار کے کسی سے امید نہ رکھنی چاہیے۔

(۳) ولایستحی من لاّ یعلمان یتعلم

اور جسے علم نہ ہو اسے سیکھنے میں شرم نہیں کرنی چاہیے۔

(۴) ولا یستحی من یعلم اذاسئل عما یعلم ان یقول اللہ اعلم

اگر عالم سے کسی ایسی بات کا سوال کیا جائے جسے وہ نہیں جانتا تو وہ واللہ اعلم کہنے میں شرم نہ کرے۔

(۵) وان الصبر من الایمان بمنزلة الرأس من الجسد

اور صبر کا ایمان میں وہی درجہ ہے جو سر کا بدن میں ہے۔

پانچ چیزوں کے نتیجے میں پانچ (۵) چیزیں رُونما ہوتی ہیں

ابر نا ید از پئی منع زکات
وز زنا افتد وبا اندر جہات

ترجمہ: زکوۃ روکنے سے بادل نہیں آتے (قحط پڑ جاتا ہے) اور زنا کی شامت سے ہر طرف وبا پھیل جاتی ہے۔

مطلب

بعض کی بداعمالی سے عوام کے مصیبت میں مبتلا ہونے کی دو نظیریں پیش کی ہیں۔

اشارہ

احادیث ذیل کی طرف اشارہ ہے:

ماحبس قوم الزکوٰۃ الاحبس اللہ عنہم القطر ۝ (ربیع الابرار۔ باب الدین)

یعنی کوئی قوم بھی ایسی نہیں جو زکوٰۃ کو روک لیتی ہے مگر اُس کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس سے بارشوں کو روک لیتا ہے۔

''خمس بخمس مانقض قوم العهد الاسلط علیهم عدوهم وما حکموا بغیر ماانزل اللہ الا فشا فیهم الفقر ولا ظهرت فیهم الفاحشة الا فشا فیهم الموت ولا طففوا المکیال الا منعوا النبات واخذوا بالسنین ولا منعوا الزکوٰۃ الا حبس عنهم القطر ۝'' (جامع صغیر للسیوطی طبع جلد ۲ صفحہ ۵)

﴿پانچ (۵) چیزوں کے نتیجے میں پانچ (۵) چیزیں رونما ہوتی ہیں﴾

جو قوم عہد و پیمان توڑنے لگے ان پر ان کے دشمن مسلّط کر دیئے جاتے ہیں جو قوم احکام الٰہی سے ہٹ کر اپنے فیصلے کرنے لگے اس میں فقر و فاقہ پھیل جاتا ہے۔ جس قوم میں فحاشی بڑھ جائے وہاں شرح اموات بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ جس قوم کے لوگ ناپ تول میں بے ایمانی کرنے لگیں ان کی فصلوں کی شرح پیداوار گھٹ جاتی ہے۔ وہ قحط میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

﴿پانچ (۵) چیزوں سے آزمائش﴾

ولنبلونکم بشیء

اور ہم ضرور آزمائیں گے تم کو کچھ

(۱) من الخوف	خوف سے
(۲) والجوع	اور بھوک سے
(۳) ونقص من الاموال	اور نقصان سے مالوں کے
(۴) والانفس	اور جانوں کے (نقصان سے)
(۵) والثمرات ط	اور پھلوں کے (نقصان سے)
وَ	اور

بشر الصٰبرین ○ الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله وانا الیه راجعون ○ اولٰئک علیهم صلوات من ربهم ورحمة واولٰئک هم المهتدون ○ (البقرہ:۱۵۵)

ترجمہ: خوشخبری دے دیجئے صبر کرنے والوں کو جو لوگ جب انہیں پہنچتی ہے کوئی مصیبت تو کہتے ہیں بیشک ہم اللہ ہی کیلئے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر مہربانیاں ہیں ان کے رب کی طرف سے اور رحمت اور یہی لوگ ہیں ہدایت پانے والے۔

سرگوشی کرنے میں پانچ باتیں ملحوظ رہیں

یایھا الذین امنو اذاتناجیتم

اے ایمان والو! جب تم آپس میں سرگوشی کرو۔

(۱) فلاتتنا جوا بالاثم

تو نہ سرگوشی کرو گناہ (کی)

(۲) والعدوان

اور سرکشی کی

(۳) ومعصیت الرسول

اور نافرمانی رسول (ﷺ) کی

(۴) وتنا جوا بالبر والتقوی،

اور سرگوشی کرو نیکی اور پرہیزگاری کی

(۵) واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون ۝

اور ڈرو اللہ سے جس کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے۔ (المجادلہ ۵۸:۹)

بلاشبہ کانا پھوسی تو شیطان کا کام ہے تا کہ غمگین کردے ان کو جو ایمان لائے اور نہیں وہ ضرر دینے والا ان کو کچھ بھی مگر حکم سے اللہ کے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے ایمان والوں کو۔ (المجادلہ ۵۸ ترجمہ آیت ۱۰)

بیماری کے پانچ (۵) مثبت پہلو

بیماری ایک کسوٹی ہے

کون نہیں جانتا کہ ہر ترقی کے لیے، انسان کو ایک امتحان سے گزرنا ہوتا ہے۔ کوئی کامیابی آزمائش وامتحان کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ چنانچہ کلام اللہ میں اس مضمون کی متعدد آیات موجود ہیں کہ آیا تم خیال کرتے ہو کہ تمہیں آزمائش وامتحان کے بغیر ہی فلاں فلاں نعمت ورحمت حاصل ہو جائے گی۔ اس سلسلہ میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۶۴، سورۂ نسا کی آیات نمبر ۱۷۱ و ۱۸۵ سورۂ فاطر کی آیات نمبر ۲ و ۲۶ خاص

طور پر قابل غور ہیں۔

رہا یہ سوال کہ امتحان و آزمائش کس چیز کی ہوگی۔اس سلسلہ میں ارشادِ ربانی ہے ''ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات '' اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے، کچھ خوف اور بھوک سے، کچھ مال وجان اور پھلوں کے نقصان سے (البقرہ۲:۱۵۶)

گویا آزمائش کی دوسری صورتوں میں جان کا نقصان بھی شامل ہے۔وہ خوف کی صورت میں ہو یا کسی بیماری کی صورت میں۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے بزرگ اور صوفیائے کرام بیماری کو رحمتِ الٰہی کا ایک ذریعہ اور ترقی مدارج کا ایک زینہ قرار دیتے ہیں اور جو کسی بیماری سے دوچار نہ ہوا سے محرومِ سعادت سمجھتے ہیں۔چنانچہ تصوف کی کتابوں میں اکثر ایسے واقعات ملتے ہیں کہ اگر کوئی مرید کبھی بیمار نہ ہو، تو مرشد نے اسکی ترقی وکمالات میں شک کیا۔خاوند بیمار نہ ہوا تو نیک دل بی بی نے اسکی نیکی میں شبہ کا اظہار کیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کی یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضور رسول کریم ﷺ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میں اپنے کسی بندہ کو دو پیاری چیزوں کی تکلیف دیتا ہوں اور وہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا تو اُن کے عوض اسے جنت دیتا ہوں اور ان دو پیاری چیزوں سے مراد اس کی دو آنکھیں ہیں۔(بخاری۔باب المریض)

بیماری ذریعۂ خیر وفلاح

اسلام مذہب فطرت ہے اس کے تمام قانون اور اصول فطرت کے عین مطابق ہیں چنانچہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ بیماری عذاب نہیں بلکہ رحمتِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔یہ ہمارے لیے خیر وبرکت اور فلاح وکامرانی کا ذریعہ بنتی ہے۔چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''من یرد اللہ بہ خیرًا یُصیب منہ '' اللہ کریم جسے بھلائی پہنچانا چاہتا ہے اُسے تکلیف سے دوچار

کرتا ہے۔(موطا امام مالک کتاب الجامع) روزمرّہ کا مشاہدہ ہے کہ بیماری سرکش سے سرکش انسان کو ڈھیلا کر دیتی ہے۔سخت سے سخت دل انسان کے اندر بھی سوز وگداز پیدا کر دیتی ہے۔بیماری میں اچھے اچھوں کی زبان پر نامِ خدا آجاتا ہے۔اور دلوں میں یادِ خدا پیدا ہوتی ہے۔ہاں! جس کی عاقبت ہی خراب ہو اس کا کیا علاج چنانچہ داعیٔ برحق ﷺ فرماتے ہیں۔

جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے اور فرماتا ہے۔دیکھو وہ اپنے عیادت کرنے والوں کے ساتھ کیا گفتگو کرتا ہے۔اگر (بیمار) ان کے آنے پر اللہ جل شانہٗ کی حمد وثنا کر رہا ہو تو وہ اللہ کے پاس یہ اطلاع لے جاتے ہیں۔جب کہ وہ خود بھی جانتا ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ اعلان کرتا ہے۔"ان توفیتهٗ ان ادخله الجنة وان انا شفیتهٗ ان ابدل لهٗ لحماً ودماً خیرٌ من دمه وان اکفر عنه سیأته" "اگر میں اسے موت سے ہم کنار کروں گا تو اسے جنت میں داخل کردوں گا، اور اگر اسے شفا بخشوں گا تو اس کا (خراب) گوشت اچھے گوشت سے اور (گندا) خون اچھے خون سے بدل دوں گا۔اور اس کے گناہ بھی اس سے دور کردوں گا۔

(اس حدیث کے راوی عطا بن یسار رضی اللہ عنہ ہیں)

بیماری گناہوں کا کفارہ

بعض لوگ بیماری کو ایک عذاب سمجھتے ہیں۔حالانکہ بیماری اپنی تمام تکالیف کے باوجود اکثر انسان کے لیے ذریعہ رحمت ثابت ہوتی ہے۔سچّوں سے سچے نبی ﷺ کی متعدد احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بیماری اکثر انسان کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا"لا یصیب المؤمن من مصیبة حتّی الشوکة الاقصر بها او کفر بها من خطایاه" "مومن کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی۔یہاں تک کہ اسے کوئی کانٹا نہیں چبھتا کہ اس کے ذریعہ اس کے گناہ معاف نہیں کر دیئے جاتے، یا اس کی خطائیں دور نہیں کردی جاتیں۔(موطا۔کتاب الجامع) گویا اگر ہمیں ایک کانٹا بھی چبھتا

ہے تو وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ اور ہماری برائیوں کو دُور کرنے کا اچھا ذریعہ بن جاتا ہے۔

ایک اور حدیث ملاحظہ کیجئے اس کے راوی ہیں حضرت یحیٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص فوت ہوا تو کسی نے اس موقع پر کہا موت کیسی اچھی پائی کہ بیمار نہ پڑا اور مرگیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا۔"ویحک ومایدریک لوان اللہ ابتلاہ بمرضٍ یکفربہ عن سیاتہ" تم پر افسوس تمہیں کیا معلوم اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کسی مرض میں مبتلا فرماتا ہے تو اس سے اس کی بُرائیاں دور کر دیتا ہے۔(مؤطا امام مالک کتاب الجامع)

اس مضمون کی اور بھی متعدد روایات ہیں جن میں بیان کیا گیا ہے کہ بیماری کے نتیجہ میں خطائیں معاف ہو جاتی ہیں۔ گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ بیماری انسان کے اندر سوز و گداز، عجز و انکسار، خوفِ خدا اور آخرت کا خیال پیدا کرتی ہے۔ صبر و شکر کے جذبات بیدار کرتی ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنی زندگی سنوار لیں اور عاقبت درست کر لیں۔

بیماری کو بُرا نہ کہو

بیماری کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نظر آپ پڑھ چکے ہیں۔ ہمارے حضور ﷺ بیماری کو گناہوں کا کفارہ اجر و ثواب کا پیش خیمہ اور حسنات کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ اسی لیے ہمارے بزرگ صحت کی دُعا بھی ان الفاظ میں مانگتے ہیں۔ مولیٰ کریم مرض کی نعمت کو صحت کی نعمت سے بدل دے۔ لہٰذا ایک نیک دل مسلمان کے لیے یہ امر کسی طرح مستحسن نہیں کہ بیماری کو بُرا بھلا کہے۔ اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا ایک واقعہ ملاحظہ کیجئے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسولِ خدا ﷺ اُم سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہا یا اُم مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ اور ان سے دریافت کیا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم کانپ رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا "الحمیٰ لابارک اللہ فیھا" بخار چڑھا ہوا ہے۔ اللہ اس میں برکت نہ دے (اس کا بُرا ہو)

حضور ﷺ نے فرمایا۔"لاتسبی الحمیٰ فانھاتذھب خطایا بنی ادم کما یذھب الکیر خبث الحدید" بخار کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ یہ اولاد آدم علیہ السلام کی خطائیں دور کر دیتا ہے۔ جیسے بھٹی لوہے کا زنگ اور میل صاف کر دیتی ہے۔ (مسلم شریف)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔"ان اللہ لیکفر عن المؤمن خطایا ہ کلھا بحمیٰ لیلۃ" بے شک اللہ تعالیٰ مومن کی تمام خطائیں ایک رات کے بخار سے دور فرما دیتا ہے۔ (الترغیب والترھیب)

ایک حدیث میں فرمایا:

تم مریضوں کی عیادت کیا کرو، اور ان سے درخواست کیا کرو کہ وہ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ کیونکہ مریض کی دعا بلاشبہ مقبول ہوتی ہے اور اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ (الترغیب والترھیب)

اس موضوع پر خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی بھی ایک حدیث پڑھ لیجیے۔

"عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا دخلت علیٰ مریض فمرہ یدعوک فان دعآءہٗ کدعاء الملٰئکۃ"۔

حضرت عمر بن خطاب بیان کرتے ہیں (اللہ ان سے راضی ہو) فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے، جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس سے درخواست کرو کہ وہ تمہارے لیے دعا کرے، کہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کے مانند ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ شریف)

اللہ اکبر! کہاں تو ہم پرستوں کا یہ تصور کہ بیماری ایک عذاب ہے، اور گناہوں کی سزا۔ اور کہاں نبی برحق ﷺ کی یہ تعلیم کہ مریض پر اللہ کی خاص رحمت ہوتی ہے اور اس کی دعا خاص طور پر مستجاب ہوتی ہے۔ یہ کتنی بڑی بشارت ہے کہ مریض کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کے مانند ہوتی ہے۔ لہٰذا جب عیادت کے لیے کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس سے اپنے لیے دعا کی درخواست کرو۔ گویا بیماری میں بندہ فرشتوں کی طرح مستجاب

الدعوات کا مقام حاصل کر لیتا ہے اور اپنے مولیٰ کے مقرب ترین بندوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

پانچ کبوتر پانچ تسبیح

حضرت ابو عمر عثمان صریفینی رحمۃ اللہ علیہ جو متقدمین اولیاء اللہ میں نہایت بلند پایہ بزرگ ہیں خود اپنی ریاضات ومجاہدات کا تذکرہ فرماتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں اپنے قصبہ صریفین میں گھر سے باہر چت لیٹا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ پانچ کبوتر میرے اوپر سے گزرے۔ ہر کبوتر تسبیح الٰہی میں مشغول تھا۔ خدائے تعالیٰ نے ان کبوتروں کی زبان کا مجھ پر انکشاف کیا۔

پہلے کبوتر کی زبان پر یہ الفاظ تھے:

"سبحٰن من عنده خزائن کل شیئی ومانننزله الابقدر معلوم"

ترجمہ: پاک ہے وہ اللہ جس کے پاس ہر شئے کے خزانے ہیں اور نہیں اتارتا۔ مگر ایک اندازہ معین کے مطابق۔

دوسرا کبوتر: "سبحٰن من اعطیٰ کل شیئی خلقه ثم هدیٰ"

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے ہر شئے کو تخلیق عطا کی پھر اُس کو ہدایت دی۔

تیسرا کبوتر: "سبحٰن من بعث الانبیاء حجة علیٰ خلقه فضل علیهم محمدا ﷺ"

ترجمہ: پاک ہے وہ اللہ جس نے انبیاء کرام کو مخلوق پر حجت بنا کر مبعوث کیا اور ان سب پر محمد رسول اللہ ﷺ کو فضیلت عطا فرمائی۔

چوتھا کبوتر: "کل ماکان فی الدنیا باطل الاماکان الله ورسوله"

ترجمہ: ہر وہ چیز جو دنیا میں موجود ہے حرف غلط ہے، مگر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے۔

پانچواں کبوتر: "یااهل الغفلة من مولاکم قوموا آلیٰ ربکم رب کریم یعطی الجزیل ویغفر الذنب العظیم"

ترجمہ: اپنے مولا سے غفلت کرنے والو، اٹھو اپنے رب کی طرف جو بہت کچھ دینے والا پروردگار ہے اور بڑے سے بڑا گناہ بخشنے والا ہے۔

اس کو رب تعالیٰ کی نعمت کہیے کہ اپنے ایک ولی کو پرندوں کی زبان سے اپنی تسبیح سنادی۔ حضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس تسبیح کی ہیبت وجلال سے میں بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ تمام دنیوی آلائشوں سے میرا قلب بالکل پاک ہے صبح کو میں نے اپنے رب سے عہد کیا کہ میں ایسے مرشد کامل سے رجوع کروں گا جو مجھے صحیح راستہ منزل قرب الٰہی کا بتادے۔ اسی روز میں صریفین سے بسم اللہ کہہ کر نکل کھڑا ہوا۔ مجھے قطعاً معلوم نہیں تھا کہ میں کہاں جارہا ہوں۔ اور میری منزل کہاں ہے۔ ابھی کچھ فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ سرراہ مجھے ایک بزرگ باہیبت وجلال منور چہرہ والے ملے اور کہا۔ السلام علیک یا عثمان۔ میں نے مؤدبانہ جواب دیا۔ مگر میرے دل کو حیرت ہوئی کہ اس سے قبل تو کبھی میری ان بزرگ سے دید شنید تھی ہی نہیں۔ انہوں نے میرا نام کیسے معلوم کرلیا۔ یکا یک ان بزرگ نے فرمایا۔ عثمان متحیر نہ ہو۔ میں خضر (علیہ السلام) ہوں۔

ابھی میں بغداد میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے! ابوالعباس اللہ تعالیٰ نے باشندگان صریفین میں سے اپنے ایک بندے کو اپنی رحمت سے سرفراز کرنے کے لئے منتخب فرمالیا۔ وہ بندہ خدا کی طرف رجوع ہوا۔ اس کی شانِ عبودیت بارگاہ الٰہی میں قبول کرلی گئی۔ ساتوں آسمانوں پر اس کو خوش آمدید کہا گیا۔ اس بندہ نے خدا سے عہد کیا ہے کہ وہ خود کو ایسے شیخ کے حوالے کردے جو اس کو یادِ الٰہی کا راستہ دکھائے۔

اے ابوالعباس (خضر علیہ السلام) آپ تشریف لے جائیں۔ اس بندہ کو آپ راہ میں پائیں گے۔ اس کو آپ مجھ تک پہنچادیں۔ اے عثمان تمہیں بشارت ہو۔ اس زمانہ میں شیخ عبدالقادر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اولیاء اللہ کے سردار ہیں اور آنے والے عارفوں کے قبلہ ہیں، تمہیں ان کی خدمت میں حاضر ہونا اور ان کی تعظیم وتکریم کرنی

لازمی ہے۔ حضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں خضر علیہ السلام سے راہ چلتے چلتے باتیں کر رہا تھا۔ مجھے کچھ معلوم نہ ہوا کہ کتنا رستہ طے ہوا مگر میں نے خود کو بغداد میں خانقاہ حضرت شیخ کے دروازہ پر پایا اور حضرت خضر علیہ السلام مجھے نظر نہ آئے۔ میں خانقاہ کے اندر داخل ہوا۔ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ ایسے شخص کو مرحبا جس کو خدائے تعالیٰ نے پرندوں کی زبان سے اپنی معرفت عطا فرمائی اور اس کے لئے بہت سی نیکیاں جمع کیں۔ عثمان کہتے ہیں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ عنقریب تم کو ایک ایسا مرید عطا فرمائے گا جس کی عظمت پر قدرتِ الٰہی فرشتوں کے سامنے اظہار تفاخر فرمائے گی۔ تمہارے اس مرید کا نام عبدالغنی بن نقطہ ہوگا۔

اس کے بعد حضرت غوث پاک نے اپنی کلاہ مقدس میرے سر پر رکھ دی۔ جس سے میرے دماغ وقلب میں سردی محسوس ہوئی۔ جیسے برف کی ہوتی ہے۔ تمام عالم ملکوت مجھ پر منکشف ہونے لگا۔ میں سن رہا تھا کہ تمام عالم اور اس کی تمام چیزیں مختلف زبانوں میں رب تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کر رہے ہیں۔ قریب تھا کہ میری عقل جاتی رہتی مگر فوراً حضرت شیخ نے اپنی ردائے پاک مجھ پر ڈال دی۔ میرے حواس درست ہو گئے اور میرے حوصلے میں بلندی پیدا ہوئی تھی۔ اس کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے خلوت نشینی اور اعتکاف کا حکم دیا۔ میں کئی ماہ تک تزکیہ نفس میں مشغول رہا اور مدارج روحانی اور مقامات تقرب الی اللہ پر گزرتا رہا۔ لیکن جب خدمت اقدس میں باریاب ہوتا قبل اس کے کہ میں کچھ اظہار واقعات کروں۔ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تمام کیفیات کو جو مجھ پر گزرتی اپنی زبانِ مبارک سے بیان فرما دیتے تھے۔

اہلِ نظر غور فرمائیں کہ ایک بزرگ کو جو سینکڑوں میل بغداد سے دور مشاہدہ تجلیات الٰہی سے کیف اندوز ہوئے حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد میں مجمع حضار میں بیٹھے ہوئے کشف و مراقبہ کے ذریعہ نہیں، کسی توجہ روحانی کے ذریعہ نہیں

بلکہ اس طرح دیکھ رہے، ہیں جیسے ہر چیز آپ کی نگاہوں کے سامنے ہے۔

(ماخوذ از: مشاہدات بلاد الاسلامیہ)

﴿پانچ چور اور سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ﴾

ایک رات حضرت سلطان محمود شاہی لباس اتار کر عام لباس میں رعیت کی نگرانی کے لیے گشت فرما رہے تھے کہ اچانک چوروں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ آپس میں کچھ مشورہ کر رہے ہیں۔ چوروں نے سلطان محمود کو دیکھ کر دریافت کیا کہ اے شخص تو کون ہے؟ بادشاہ نے کہا کہ میں تم میں سے ایک ہوں۔ وہ لوگ سمجھے کہ یہ بھی کوئی چور ہے۔ اس لیے ساتھ لے لیا۔ پھر آپس میں باتیں کرنے لگے اور یہ مشورہ ہوا کہ ہر ایک اپنا اپنا ہنر بیان کرے تاکہ وہی کام اس کے سپرد کر دیا جائے۔

(۱) ایک نے کہا صاحبو! میں اپنے کانوں میں ایسی خاصیت رکھتا ہوں کہ کتا جو کچھ اپنی آواز میں کہتا ہے میں سب سمجھ لیتا ہوں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

(۲) دوسرے نے کہا کہ میری آنکھوں میں ایسی خاصیت ہے کہ جس شخص کو اندھیری رات میں دیکھ لیتا ہوں اس کو دن میں بلاشک وشبہ پہچان لیتا ہوں۔

(۳) تیسرے نے کہا کہ میرے بازوؤں میں ایسی خاصیت ہے کہ میں ہاتھ کے زور سے سوراخ کر لیتا ہوں۔

(۴) چوتھے نے کہا کہ میری ناک میں ایسی خاصیت ہے کہ مٹی سونگھ کر معلوم کر لیتا ہوں کہ اس جگہ خزانہ مدفون ہے یا نہیں جیسے مجنوں نے بغیر بتلائے خاک سونگھ کر معلوم کر لیا تھا کہ اس جگہ لیلیٰ کی قبر ہے۔

ہمچو مجنوں بو کنم ہر خاک را
خاک لیلیٰ را بیابم بے خطا

(۵) پانچویں شخص نے کہا کہ میرے پنجہ میں ایسی قوت ہے کہ محل خواہ کتنا ہی بلند ہو لیکن میں اپنے پنجہ کے زور سے کمند کو اس محل کے کنگرہ میں مضبوط لگا دیتا ہوں اور اس طرح مکان میں آسانی سے داخل ہو جاتا ہوں۔

پھر سب نے مل کر بادشاہ سے دریافت کیا اے شخص تیرے اندر کیا ہنر ہے جس سے چوری کرنے میں مدد مل سکے۔ بادشاہ نے جواب دیا۔

مجرماں را چوں بجلا داں وہند

چوں بجنبد ریش من ایشاں رہند (رومی)

ترجمہ: میری داڑھی میں ایسی خاصیت ہے کہ پھانسی کے مجرموں کو جب جلاد کے حوالے کر دیا جاتا ہے اس وقت اگر میری داڑھی ہل جاتی ہے تو سب اسی وقت رہائی پا جاتے ہیں یعنی جب میں ترحم سے داڑھی ہلا دیتا ہوں تو مجرمین کو قتل کی سزا سے فی الفور نجات حاصل ہوتی ہے۔ یہ سنتے ہی چوروں نے کہا۔

قوم گفتندش کہ قطبِ ما توئی

روزِ محنت ہا خلاصِ ما توئی

ترجمہ: اے ہمارے قطب! چونکہ یومِ مشقت میں خلاصی کا ذریعہ آپ ہی ہیں یعنی اگر ہم پکڑے گئے تو آپ کی برکت سے چھوٹ جائیں گے۔ اس لیے ہم سب کو بے فکری ہوگئی کیوں کہ اوروں کے پاس تو صرف ایسے ہنر تھے جن سے چوری کی تکمیل ہوتی تھی لیکن سزا سے بچانے کا ہنر کسی کے پاس نہ تھا۔ یہی کسر باقی رہ گئی تھی جو آپ کی وجہ سے پوری ہوگئی اور سزا کا خطرہ بھی ختم ہوگیا۔ بس اب کام میں لگ جانا چاہیے۔ اس مشورہ کے بعد سب نے قصرِ شاہ محمود کی طرف رُخ کیا اور شاہ محمود بھی ان کے ہمراہ گیا۔ راستے میں کتا بھونکا تو کتے کی آواز سمجھنے والے نے کہا کہ کتے نے کہا ہے کہ تمہارے ساتھ بادشاہ بھی ہے لیکن اس کی بات کی طرف چوروں نے دھیان نہ دیا کیوں کہ لالچ ہنر کو پوشیدہ کر دیتا ہے۔

صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد

ایک نے خاک سونگھی اور بتادیا کہ شاہی خزانہ یہاں ہے ایک نے کمند پھینکی اور شاہی محل میں داخل ہوگیا۔ نقب زن نے نقب لگادی اور آپس میں خزانہ تقسیم کر لیا اور

جلدی جلدی ہر ایک نے مال مسروقہ پوشیدہ کر لیا۔ بادشاہ نے ہر ایک کا حلیہ پہچان لیا اور ہر ایک کی قیام گاہ کے راستوں کو محفوظ کر لیا اور اپنے کو ان سے مخفی کر کے محل شاہی کی طرف واپس ہو گیا۔

بادشاہ نے دن کو عدالت میں شب کا تمام ماجرا بیان کر کے سپاہیوں کو حکم دیا کہ سب کو گرفتار کر لو اور سزائے قتل سنا دو۔ جب وہ سب کے سب مشکیں کسی ہوئی عدالت میں حاضر ہوئے تو تختِ شاہی کے سامنے ہر ایک خوف سے کانپنے لگا لیکن وہ چور جس کے اندر یہ خاصیت تھی کہ جس کو اندھیری رات میں دیکھ لیتا دن میں بھی اس کو بے شبہ پہچان لیتا وہ مطمئن تھا۔ اس پر خوف کے ساتھ رجا کے آثار بھی نمایاں تھے۔ یعنی ہیبتِ سلطانی اور قہر انتقامی سے ترساں اور لطفِ سلطانی کا امیدوار تھا کہ حسب وعدہ میں اپنے تمام گروہ کو بھی چھڑا لوں گا کیوں کہ غایتِ مروت سے بادشاہ اپنے جان پہچان والے سے اعراض نہ کرے گا بلکہ عرض قبول کر کے سب کو چھوڑ دے گا۔

اس شخص کا چہرہ خوف اور امید سے کبھی سُرخ ہو رہا تھا کہ بادشاہ محمود نے جلالتِ خسروانہ کے ساتھ حکم نافذ فرمایا کہ ان سب کو جلادوں کے سپرد کر کے دار پر لٹکا دو اور چونکہ اس مقدمہ میں سلطان خود شاہد ہے اس لیے کسی اور کی گواہی ضروری نہیں۔ یہ سنتے ہی اس شخص نے دل کو سنبھال کر ادب سے عرض سے کیا کہ اگر اجازت ہو تو ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اجازت حاصل کر کے اس نے کہا حضور! ہم میں سے ہر ایک نے اپنے مجرمانہ ہنر کی تکمیل کر دی۔ اب خسروانہ ہنر کا ظہور حسب وعدہ فرمادیا جائے۔ میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میری داڑھی میں ایسی خاصیت ہے کہ اگر کرم سے ہل جائے مجرم خلاصی پا جائے۔ لہٰذا اے بادشاہ! اب اپنی داڑھی ہلا دیجئے تا کہ آپ کے لُطف کے صدقے میں ہم سب اپنے جرائم کی عقوبت و سزا سے نجات پا جائیں۔ ہمارے ہنروں نے تو ہمیں دار تک پہنچا دیا۔ اب صرف آپ ہی کا ہنر ہمیں اس عقوبت سے نجات دلا سکتا ہے۔ آپ کے ہنر کے ظہور کا یہی وقت ہے۔ ہاں کرم سے جلد داڑھی ہلایئے کہ خوف سے ہمارے کلیجے منہ کو آرہے

ہیں۔ اپنی داڑھی کی خاصیت سے ہم سب کو جلد مسرور فرما دیجئے۔

سلطان محمود اس گفتگو سے مسکرایا اور اس کا دریائے کرم مجرمین کی فریاد و نالہ سے جوش میں آ گیا۔ ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص نے اپنی اپنی خاصیت دکھا دی حتیٰ کہ تمہارے کمال اور ہنر نے تمہاری گردنوں کو مبتلائے قہر کر دیا۔ بجز اس شخص کے یہ سلطان کا عارف تھا اور اس کی نظر نے رات کی ظلمت میں ہمیں دیکھ لیا اور ہمیں پہچان لیا تھا۔ پس اس شخص کی نگاہِ سلطان شناس کے صدقہ میں تم سب کو رہا کرتا ہوں۔ مجھ اس پہچاننے والی آنکھ سے شرم آتی ہے کہ میں اپنی داڑھی کا ہنر ظاہر نہ کروں۔

فائدہ (۱)

اس حکایت میں عبرت و نصیحت ہے کہ جس وقت تم جرائم کا ارتکاب کرتے ہو شہنشاہ حقیقی تمہارے ساتھ ہوتا ہے اور تمہارے کرتوتوں سے باخبر ہوتا ہے ''**وھو معکم این ما کنتم**'' ترجمہ: ''وہ سلطانِ حقیقی تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو۔'' بندہ جب کسی نافرمانی کا ارتکاب کرتا ہے تو گویا خزانۂ حدود الٰہیہ میں خیانت کرتا ہے۔ اللہ کے حقوق کی خیانت ہو یا بندوں کے حقوق کی یہ سب اللہ کے خزانے کی چوریاں ہیں۔ اس لئے ہر وقت یہ خیال رہے کہ شہنشاہِ حقیقی ہمارے ساتھ ہے اور ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اس کے سامنے خزانہ لوٹا جا رہا ہے ذرا سوچو تو سہی تم کس کی چوری کر رہے ہو۔ وہ بادشاہ حقیقی کہہ رہا ہے کہ ہم تمہیں دیکھ رہے ہیں ہمارا قانون تو نازل ہو چکا آج تم قانون شکنی کر لو۔ آج دنیا میں تو میں تمہاری ستاری کرتا ہوں کہ شاید تم راہ پر آ جاؤ۔ لیکن اگر ہوش میں نہ آئے تو کل قیامت میں جب مشکیں کسی ہوئی میرے سامنے حاضر ہو گے۔ اس وقت میرے قہر و غضب سے تمہیں کون بچا سکے گا۔

(۲) اس حکایت سے یہ نصیحت بھی ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کی سزا فی المآل یعنی آخرت میں دے گا۔ جیسے خزانہ شاہی کے وقت سلطان اگرچہ چوروں کو دیکھ رہا تھا اور ان کے پاس ہی تھا لیکن اس حال میں انہیں سزا نہ دی بلکہ انجام کار گرفتار کرا لیا اگر ہر روز یہ مراقبہ کر لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے تو گناہ کے

ارتکاب سے خوف محسوس ہوگا۔

(۳) تیسری نصیحت یہ ہے کہ قیامت کے دن کوئی ہنر کام نہ دے گا وہ تمام اعمال جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف انسان سے سرزد ہو رہے ہیں قیامت کے دن اس کی گردن بندھوا دیں گے، گو دنیا میں ان کو ہنر سمجھا جاتا ہو۔ جس طرح چوروں نے اپنے فن کو کمال موقع میں پیش کیا تھا لیکن ان کمالات ہی نے ان کی مشکیں کسوا دیں۔

ہر یکے خاصیتے خود را نمود

ایں ہنر ہا جملہ بدبختی فزود

ترجمہ: ہر ایک نے اپنی خاصیت دکھائی اور اپنا کمال ہنر پیش کیا لیکن ان تمام ہنروں سے ان کی بدبختی اور بڑھ گئی جو ہنر جان کو خالق جان سے آشنا نہ کردے اور دل کا رابطہ حق تعالیٰ سے قائم نہ کردے اور اللہ کی یاد کا ذریعہ نہ ہو جائے، وہ ہنر نہیں ہے، وبال ہے۔ انسان کی جو قوتیں اللہ سے بغاوت سرکشی اور غفلت میں صرف ہو رہی ہیں وہ ایک دن اسے مجرم کی حیثیت سے اللہ کے حضور میں پیش کریں گی۔

آج دنیا کی وہ قومیں سائنسی ترقی کے ذریعہ تسخیر ماہتاب کو اپنا کمال سمجھ رہی ہیں اور اللہ سے منہ موڑ کر اپنی زندگی کے ایام گذار رہی ہیں انہیں کل قیامت کے روز پتہ چلے گا کہ ان کا یہ کمال ہنر قابلِ انعام ہے یا مورد قہر وغضب۔

تسخیر مہر و ماہ مبارک تجھے مگر

دل میں اگر نہیں تو کہیں روشنی نہیں (اکبر)

(۴) پس معلوم ہوا کہ کوئی ہنر کام آنے والا نہیں ہے سوائے ایک ہنر کے اور وہ یہ ہے کہ اس دُنیا کے ظلمت کدہ میں اللہ کو پہچاننے والی نظر پیدا کی جائے جیسے کہ وہ شخص جس کی نگاہ سلطان شناس تھی کہ اپنے اسی ہنر کی وجہ سے قہر وانتقام شاہی سے خود بھی بچ گیا اور دوسروں کے لیے سفارش کی، ساری خاصیتیں آلہ سزا وعقوبت ہوگئیں لیکن۔

جز مگر خاصیتے آں خوش حواس

کہ بشب بود چشم او سلطان شناس

ترجمہ: صرف اس خوش حواس کی نگاہ سلطان شناس کام آئی جس نے رات میں سلطان کو پہچان لیا تھا پس نصیحت اس میں یہ ہے کہ یہ دنیا بھی ظلمت کدہ ہے۔ یہاں کی اندھیری میں جو بندہ اتباع شریعتِ الٰہیہ کی برکت سے اپنے اللہ کو پہچان لے گا وہ قیامت کے دن خود بھی نارِ جہنم کی عقوبت سے خلاصی پائے گا اور دوسرے مجرمین (گنہ گار اہل ایمان) کے لے بھی سفارش کرے گا لیکن اپنی اس معرفت اور لطفِ حق پر مغرور نہ ہوگا بلکہ خوف اور امید کے درمیان بصد عجز و نیاز عبدیت شفاعت کرے گا پھر حق تعالیٰ جس کے لیے چاہے گا، اس کی سفارش قبول فرما کر اپنی شان رحمت کا ظہور فرمائے گا اور جس کے لیے نہ چاہے گا، تو از راہِ عدل اپنی شانِ انتقام ظاہر فرمائے گا۔ پس بہت خوش نصیب ہے وہ بندہ جس نے دنیا میں رہ کر نگاہ معرفت پیدا کر لی اور اپنے اللہ کو پہچان لیا۔ عارفین جن کی روحیں اپنے مجاہدوں اور ریاضتوں کے ذریعے آج اللہ کو پہچان رہی ہیں، کل حشر کے دن یہی عارفین اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور نجات پائیں گے اور ان کی سفارش گنہ گاروں کے حق میں قبول کی جائے گی۔ جس وقت کفار و مجرمین کو ان کے ہنروں کی بدولت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آگ میں داخل کیا جارہا ہوگا۔ اس وقت یہ فاقہ زدہ چہرے، یہ پیوند کپڑے والے، بوریہ نشیں جس کا آج مذاق اڑایا جاتا ہے۔ اپنے اللہ کو نگاہ بھر کر دیکھ رہے ہوں گے اس وقت مجرمین ان پر رشک کریں گے کہ کاش دنیا میں ہم بھی ان ہی کی طرح رہے ہوتے اور ان کا ہنر سیکھا ہوتا۔ نگاہِ معرفت پیدا کر لی ہوتی۔

(۵) اس حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول اور نیک بندے معیارِ انسانیت کے اعتبار سے کتنا بلند مقام رکھتے ہیں۔

افسوس کہ آج جو قوم انہیں چوروں کی طرح اپنی زندگی کے چند روزہ بہار کے وسائل و ذرائع کو ہنر سمجھتی ہے اور مادی ترقی کو اصل ترقی سمجھتی ہے، اور انسانیت سے گری ہوئی تہذیب کو مثلاً کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو اور کاغذ سے پاخانہ کا مقام صاف کر کے ٹب میں غسل کرنے کو اور اس طرح پاخانہ کے مقام سے ملوث گندہ پانی منہ کان آنکھ

میں داخل کرنے کو انسانیت کی معراج قرار دیتی ہے۔ افسوس کہ مسلمان اللہ کی تہذیب ومعاشرت کو ترک کر کے اسی مغضوب ومقہور قوم کی نقل کر رہے ہیں۔

﴿پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے احسن کہا﴾

(۱) قرآن پاک کو﴾

قرآن مجید کو اس لیے احسن فرمایا کہ اس میں امرونہی، وعدہ وعید، تمثیلیں خبریں وجد وجود، نیکی، بدی، ثواب وحساب وحرام وغیرہ لاکھوں علوم ہیں لہٰذا یہ احسن ہونے کے لائق ہے۔

(۲) انسانی شکل وصورت کو﴾

شکل انسان کو اس لیے کہ باری تعالیٰ نے آگ پانی ہوا اور مٹی پر نقشہ کھینچا ہے حالانکہ کوئی مصور ان چیزوں پر نقشہ نہیں کھینچ سکتا۔

(۳) اذان کو﴾

اذان کو اس لیے احسن فرمایا کہ اس کی ندا تمام نداؤں سے اعلیٰ اور اس کا منادی یعنی مؤذن سب میں بلند مرتبہ والا ہے۔

(۴) دین اسلام کو﴾

دین اسلام کو اس لیے احسن فرمایا کہ سب انبیاء علیہم السلام کو ایک دو چیزیں واجب کر کے دیں۔ اسلام میں سب کا مجموعہ واجب کیا گیا۔

(۵) یوسف علیہ السلام کے قصہ کو﴾

یہ قصہ احسن اس لیے ہے کہ دنیوی کہانیوں میں جھوٹ ہوتا ہے یہاں سچ ہے۔ وہاں مجاز ہوتا ہے یہاں حقیقت۔

﴿پانچ چیزوں کا دیکھنا عبادت ہے﴾

اولاً : صبح کے وقت اپنے ماں باپ کی زیارت کرنا اور ان کو ادب کے ساتھ سلام کرنا۔

دوم : کلام مجید کا دیکھنا اور پڑھنا۔

سوم : عالم بزرگ کا چہرہ عزت واحترام سے دیکھنا۔

چہارم : خانہ کعبہ کے دروازہ کی زیارت۔

پنجم : اپنے پیرومرشد کے چہرے کی طرف دیکھنا۔

﴿پانچ چیزیں انسان کو دُنیاوی زینت دیتی ہیں﴾

زین للناس

(۱) حُبّ الشہوٰت من النسآء والبنین	محبت نفسانی خواہشوں کی جیسے عورتیں اور بیٹے (اولاد)
(۲) والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ	اور خزانے جمع کئے ہوئے سونے چاندی کے۔
(۳) والخیل المسومۃ	اور گھوڑے نشان دار (فی زمانہ کاریں اور دیگر سواریاں وغیرہ)
(۴) والانعام	اور مویشی
(۵) والحرث ط	اور کھیتی
ذلک متاع الحیوٰۃ الدنیا	یہ تو سامان ہے دنیا کی زندگی کا۔
واللہ عندہٗ حسن المآب ۝	اور اللہ کے پاس ہی اچھا ٹھکانا ہے۔

﴿پانچ (۵) راتیں جن میں عبادت سے جنت واجب ہو جاتی ہے﴾

ایک حدیث میں ہے کہ حضور نبی الکریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے پانچ (۵) راتیں بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گذاریں اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔

وہ راتیں یہ ہیں:

(۱) آٹھویں ذی الحجہ کی شب (۲) نویں ذی الحجہ کی شب (۳) عید قربان ۱۰ ذی الحجہ کی شب (۴) عید الفطر کی شب (۵) پندرہویں شعبان المعظم کی شب۔

﴿پانچ صالح شخص﴾

(۱) صالح وہ شخص ہے کہ توبہ کرے اور پھر گناہوں کی طرف رجوع نہ کرے۔

(۲) صالح وہ شخص ہے کہ جس کا ظاہر و باطن یکساں ہو۔

(۳) صالح وہ شخص ہے جس کی اللہ سے صلح ہو۔

(۴) صالح وہ شخص ہے جو اپنی آنکھ کو عبرت اور نفس کو خدمت اور زبان کو ذکر اور دل کو

معرفت اور ہاتھوں کو دعا کے قابل کرے۔

(۵) صالح وہ شخص ہے جو رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرے اور متقی، پسندیدہ اور پاکیزہ اور پرہیزگار ہو۔

سود اور قرض کے بارے میں پانچ ہدایات

(سورۃ بقر آیات ۲۷۸ تا ۲۸۰)

(۱) یایها الذین امنوا اتقوا الله وذروا مابقی من الربوا ان کنتم مؤمنین ۞ (۲۷۸)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے ذمہ باقی رہ گیا ہے اگر تم مومن ہو تو اس کو چھوڑ دو۔

فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله ج

اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

(۲) وان تبتم فلکم رء وس اموالکم.

اور اگر تم نے توبہ کی تو تمہارے لیے اصل مال ہے۔

(۳) لا تظلمون ولا تظلمون ۞ (۲۷۹)

نہ تم کسی کا زبردستی نقصان کرو نہ تم پر زبردستی کی جائے گی۔

(۴) وان کان ذو عسرة فنظرة الیٰ میسرة ط

اور اگر کوئی تنگ دست تمہارا قرض دار ہو تو اسے آسودہ حال ہونے تک مہلت دو۔

(۵) وان تصدقوا خیر لکم ان کنتم تعلمون ۞ (۲۸۰)

اگر تم سمجھو تو تمہارے حق میں یہ بہتر ہے کہ اصل بھی بخش دو یعنی قرض بالکل ہی معاف کر دینا بہتر ہے۔

پانچ ذائقہ ظاہری ان کے مقابل پانچ ذائقہ باطنی

اوّل مٹھاس

ذائقہ ظاہری مٹھاس اس کے مقابل ذائقہ باطنی ذوق وشوق جس طرح بچوں کو ابتداءً عموماً میٹھی چیز سے رغبت ہوتی ہے اس طرح مبتدیوں کو ابتدا میں ذوق وشوق ہوتا ہے تاکہ ان کا جی لگے اور ترقی کریں۔

دوم کھٹاس

ذائقہ ظاہری کھٹاس جس کے مقابل باطن میں مسرت وخوشی ترقی کے ساتھ۔عمر بڑھنے کے ساتھ یا ترش چیزوں سے رغبت ہوتی ہے۔اسی طرح باطن میں اس رغبت کے قائم مسرت وخوشی ہے۔

سوم تلخی

ذائقہ ظاہری تلخی۔تلخ یا کڑوی چیزوں سے اجتناب اس کے مقابل باطن میں غیر مفید اشیاء سے اور صحبت غیر جنس سے اجتناب، برائی اور گناہ سے گریز ونفرت اور اس میں شدّت۔

چہارم نمکین

ذائقہ ظاہری نمکین اس کے مقابل باطن میں دلائل اور براہین اور کشف جب عمر میں ترقی ہوتی ہے تو نمک سے ایک مناسبت پیدا ہو جاتی ہے گو مٹھاس اور کھٹاس سے رغبت سے ایک۔مناسبت پیدا ہو جاتی ہے گو مٹھاس اور کھٹاس سے رغبت رہتی ہے لیکن سیری نمکین غذا سے ہوتی ہے جب سالک ترقی کرتا ہے تو اس پر دلائل وبراہین کی بارش ہوتی ہے اور کشف حقائق کی امواج میں تیرتا پھرتا اور اس کو اسی میں چین آتا ہے۔

پنجم سوندھا پن

جیسے روٹی جو نہ کھٹی ہوتی ہے نہ میٹھی۔اس کے مقابل باطن میں محویت جسے حضور اور نایافت بھی کہتے ہیں۔بڑی عمر میں کھٹاس اور مٹھاس کی رغبت بہت کم ہو جاتی ہے اور جو سیری روٹی کے سوندھے پن سے حاصل ہوتی ہے کسی دوسری چیز سے نہیں ہوتی۔ اسی طرح مُنتہیٰ کا مقامِ محویت ہے اور لذّتِ حضوری سے سیری ہی نہیں ہوتی۔

ذکر اور اس کی پانچ اقسام

ذکر: اللہ کی یاد

وہ ہر چیز جس کے توسّل سے مطلوب اللہ کی یاد ہو خواہ اسم ہو یا رسم، فعل ہو یا جسم، کلمہ ہو یا نماز، تلاوتِ قرآن ہو یا درود شریف یا ادعیہ (دعائیں) یا کیفیات یا کوئی اور چیز جس سے مطلوب اللہ کی یاد ہو اور طالب ومطلوب میں رابطہ پیدا ہو یا بڑھے۔ذکر

کے نام سے موسوم ہے غرضیکہ انسان کے جملہ افعال واقوال وحالات بشرطِ یادِ حق کے ذکر ہیں اور بصورتِ غفلت کے ضلالت اور گمراہی ہے۔ بعض اکابر صوفیائے کرام ذکر کی اقسام اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ ذکر پانچ قسم کا ہوتا ہے۔

(۱) ذکرِ جلی (۲) ذکرِ قلبی (۳) ذکرِ روحی (۴) ذکرِ سرّی (۵) ذکرِ خفی۔

(۱) ذکرِ جلی

اسمِ ذات اللہ کا یا کلمۂ طیبہ کا ذکر کرنا خواہ کسی طریقہ اور کسی صورت سے ہو خواہ زبان سے ہو جسے ذکر لسانی کہتے ہیں یا دل سے بعض صوفیہ اس کو ذکر قلبی بھی کہتے ہیں اور ذکر ملکوتی بھی یا مقصود کا تصور دل میں جمانا اسے "مراقبہ" بھی کہتے ہیں یا سانس کے ساتھ جسے "پاس انفاس" بھی کہتے ہیں۔

(۲) ذکرِ قلبی

ایک خاص شغل ہے وہ یہ کہ ذاکر اپنی ہستی کو معدوم سمجھے اور ذاتِ حق کو اپنی صورت پر حاضر و موجود جانے اور یہ یقین کرے کہ موجود صرف وہی ذات ہے یہ جو کچھ ہے سب وہی ہے۔

(۳) ذکر روحی

وہ مشاہدہ ہے ذات کا اور ذات کی صفات وافعال وآثار کا۔ اس طرح کہ یہ سب عین ذات ہیں۔

(۴) ذکرِ سرّی

وہ معائنہ ہے اور نظر ذاکر کی اس مرتبہ میں اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ اعتبار اور اسم صفات وافعال وآثار درمیان سے اُٹھ جاتی ہے۔

(۵) ذکرِ خفی

وہ ہے کہ یہ معائنہ ہر وقت حاصل رہے اور اشغال بشری اس نظر کے مانع نہ ہوں ذاکر اسی معائنہ میں دائم الحال رہے اور مرتبہ احدیت میں پہنچ کر مسحور و بے خود ہو جائے۔

﴿پانچ مدارِج ذکر﴾

ذکر جسمی، لسانی، ناسوتی ﴿

جو ذکر زبان سے کیا جائے ترتیبِ الفاظ کی رعایت اور دل سے۔ اس کے معنی کی طرف متوجہ ہونا۔ ذکر بالجہر یعنی آواز کے ساتھ الفاظ ادا کرنا۔ دوسرے ذکر خفیہ آہستہ الفاظ سے ادا کرنا دوسرا نہ سنے۔

ذکر نفسی ﴿

تصورِ اصلی سے مقصودِ اصلی کی جانب بڑھنا اسے فکر بھی کہتے ہیں۔

ذکر قلبی ﴿

جو ذکر دل سے کیا جائے اسے ذکر ملکوتی بھی کہتے ہیں مقصود کا تصور دل میں جمانا۔ اسے مراقبہ بھی کہتے ہیں بلا رعایت ترتیب الفاظ۔

(۱) ذکرِ جبروتی ﴿

حق کا بجہت اسماء و صفات مشاہدہ کرنا اسے ذکرِ جبروتی اور مشاہدہ بھی کہتے ہیں۔

(۲) ذکر لاہوتی ﴿

معائنہ انوارِ تجلیات ذاتِ بے جہت و بے مثل و بے مثال کا قلبِ سالک پر چمکنا اسے ذکر سری اور معائنہ بھی کہتے ہیں اور حضوری مطلوب کی ہے کہ اس حالتِ حضوری میں ذاکر یہ تمیز رکھتا ہے کہ میں ذاکر ہوں اور میرا مطلب حاضر ہے۔

(۳) ذکرِ خفی ﴿

ذکرِ خفی وہ ہے کہ مطلوب کی حضوری غالب ہو جائے اور ایسی محویت ہو کہ اپنی خودی مٹ جائے صرف لذتِ ذکر ہی باقی رہ جائے۔

(۴) ذکر اخفیٰ ﴿

وہ ہے کہ مطلوب کی حضوری اس درجہ غالب ہو کہ ذکر و ذاکر و مذکور میں تمیز بالکل اُٹھ جائے اور لذتِ ذکر بھی باقی نہ رہے صرف علمِ لذتِ ذکر باقی رہے۔

(۵) ذکر اخفی الاخفیٰ

وہ ہے کہ ذکر، ذاکر، مطلوب، لذتِ ذکر، علم لذتِ ذکر سب کچھ درمیان سے اُٹھ جائے۔ صرف مطلوب ہی مطلوب رہ جائے۔

پانچ مقامات تصفیہ

سلسلۂ نقشبندیہ

تصفیہ: خیالات کو ماسویٰ سے صاف کرنا۔

۱۔ تصفیہ روح: صرف اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔[۱]

۲۔ تصفیہ سر: جو کہ مقام قرب ہے ذکر ھُو مناسب ہے۔

۳۔ تصفیہ خفا: اس مقام کا وصل ہے اس میں حبس دم کے ساتھ **لا الٰہ الا اللہ** کا ذکر مناسب ہے۔ حبس دم عام اصطلاح میں سانس روکنے کو کہتے ہیں۔

۴۔ تصفیہ اخفا: مقامِ وحدت ذکر **ھُوَا لموجود** بہتر ہے۔

۵۔ تصفیہ اخفیٰ الاخفیٰ: یا انا کی صورت میں مقام سکوت ہے اور انوار سیاہ محیط ہوتے ہیں صرف تصور ''**لاموجود الا اللہ**'' بلا حرکتِ دل اور زبان بہتر ہے۔

قرآن مجید میں ذکر کا پانچ معنوں میں استعمال

۱۔ بمعنی طاعت وجزا یاد الٰہی

فاذکرونی اذکرکم واشکرولی ولاتکفرون ط (بقرہ)

ترجمہ: پس تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرو کفرانِ نعمت نہ کرو۔

۲۔ بمعنی نماز پنجگانہ

فاذاامنتم فاذکرو اللہ کماعلمکم مالم تکونوا تعلمون (بقرہ)

ترجمہ: پس جب امن میسر آجائے تو اللہ کو اس طریقے سے یاد کرو جو اس نے تم کو سکھایا ہے جس سے پہلے تم ناواقف تھے۔

---

[۱] مفید ذکر وہی ہے جو مرشد مرید کی مناسبت سے تعلیم فرماتا ہے۔

۳۔ بمعنی نماز جمعہ

یاایھا الذین امنوااذانودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعواالی ذکر اللہ وذروالبیع (جمعہ)

ترجمہ: اے مومنو! جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لیے اذان دی جائے تو ذکرِ الٰہی (نمازِ جمعہ) کی طرف لپکو اور اس وقت خرید وفروخت چھوڑ دو۔

۴۔ بمعنی قرآن مجید نصیحت

(ا) ان ھُوالاذکرو للعٰلمین (یوسف)

ترجمہ: یہ تو ایک ذکر یعنی نصیحت ہے جو دنیا والوں کے لیے عام ہے۔

(ب) صٓ والقراٰن ذی الذکر (صٓ: ۸۷)

ترجمہ: صٓ قسم ہے قرآن کی جو سراسر نصیحت ہے۔

۵۔ بمعنی کتاب الٰہی

اوعجبتم ان جآء کم ذکر من ربکم علیٰ رجلٍ منکم لینذر کم. (اعراف)

ترجمہ: کیا تمھیں اس بات پر تعجب ہے جو کہ تمہارے پاس خود تمہاری قوم کے ایک آدمی کے ذریعہ سے تمہارے رب کی یاددہانی آئی یعنی قرآن کریم تا کہ تمہیں خبردار کرے۔

پانچ (۵) طریقے اذکارِ کلمہ طیّبہ

(۱) لفظ لاالہ کو ناف سے کھینچ کر الہ' کی ھاء کو دماغ تک پہنچائے۔ پھر دماغ سے لفظ الااللہ کے ساتھ اس طرح اتارے کہ ھاء اور الااللہ کو ناف پر لائے اور دل میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہے۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بائیں پستان سے لاالہ کو کھینچے اور دائیں پستان تک پہنچائے اور الا اللہ کی ضرب بائیں پستان پر یعنی دل پر لگائے اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی دل پر کہے اور اگر چاہے تو یہ ضرب مقامِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر لگائے۔

(۳) اک اور طریقہ یہ ہے کہ ناف سے لاالہ کو کھینچ کر دماغ تک پہنچائے اور دماغ پر الااللہ کہہ کر کلمے کی تکمیل کرے اور جہاں تک ہو سکے قلب پر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کا وردر کھے اور اس کی تکرار کرنے، اور باقی لطائف پر اللہ کا وردر کھے جہاں تک ہو سکے۔

(۴) ایک اور طریقہ یہ ہے کہ ناف سے لا الہ اور دل پر الا اللہ اور مقامِ محمدی ﷺ پر محمد رسول اللہ اور قلب پر الا اللہ اور ناف پر لا الہ کا وردر کھے۔

(۵) ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ بائیں پستان سے لفظ لا کو دائیں پستان تک کھینچے اور دائیں پستان سے الہ کو دائیں شانے تک کھینچ کر الا اللہ کی ضرب قلب پر لگائے۔ یہ کلمہ طیبہ کے ذکر کے مختلف طریقے ہیں جو مذکور ہوئے۔

حروف مقطعات کی پانچ مصدقہ خصوصیات

(۱) حروف مقطعات جیسے الٓمٓ (سورہ بقرہ) یٰسٓ، قٓ، ان کو حروف مقطعات کہتے ہیں اور مفردات حروفِ تہجی کی طرح پڑھے جاتے ہیں۔ یہ حروف اسرارِ وحی میں سے ہیں ان کے معنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کسی مصلحت سے بیان نہیں فرمائے۔

بعض بزرگانِ دین نے ان کے قیاسی یا اجتہادی معنی بیان کیے ہیں۔ یہ اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کے درمیان اسرار وراز کی باتیں کرنے کے لیے کوڈ ورڈ (CODE WORD) ہوتے ہیں یا صیغہ راز کی زبان، مخفف جن کو انگریزی زبان میں ABBREVIATIONS کہتے ہیں اور INITIALS کے طور بھی ہو سکتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے۔ ہر کتاب میں ایک منتخب بات ہوتی ہے اور قرآن کریم کی چیدہ و برگزیدہ چیز حروف تہجی (مقطعات) ہیں۔

امام شعبی فرماتے ہیں یہ قرآنِ کریم کے اسرار ہیں۔

(۲) (ل) ان حروف مقطعات کا استعمال ایک حرف سے لے کر پانچ تک محدود ہے۔

(ب) ایک حرفی، دو ۲ حرفی، سہ ۳ حرفی، چہار ۴ حرفی، پنج ۵ حرفی مقطعات کو الگ الگ کریں تو اس طرح مجموعی پانچ سیٹ بنتے ہیں۔

(ج) جو حروف مقطعات استعمال ہیں ان کی تعداد چودہ ۱۴ بنتی ہے اور اگر ایک اور چار ۴ کو جمع کریں تو پانچ ہوتے ہیں۔

(د) مزید یہ کہ قرآن کریم میں مقاماتِ سجدہ یا آیاتِ سجدہ تلاوتِ سجدہ اور رموزِ قرآن بھی ۱۴ ہیں۔

(۳) عربی حروفِ تہجی میں اگر ہمزہ اور الف کو دو حروف مانے جائیں تو ۲۹ حروف ہیں۔

اور قرآنِ کریم میں ۲۹ ہی سورتیں ایسی ہیں جن کی ابتداء حروفِ مقطعات سے ہوتی ہے۔ سورہ الشوریٰ (۴۲) میں حروفِ مقطعات کا استعمال دو (۲) مجموعہ کی شکل میں لکھا جاتا ہے۔

حٰمٓ عٓسٓقٓ لیکن یہ اس سورۃ کی ابتداء میں ہیں چنانچہ اس کو الگ سورت میں نہیں گنا جاسکتا۔ اگر ۲۹ کا آدھا لیں تو ۱۴٫۵ یا (۱۴۱/۲) بنتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ کسرِ اعشاریہ کو گرا دیا جائے تو ۲۹ کا آدھا ۱۴ ہو جاتا ہے اور حروف مقطعات جن کا استعمال ہوا ہے ان کی تعداد بھی ۱۴ ہی بنتی ہے۔

(۴) عربی زبان کے کل حروفِ تہجی الف اور ہمزہ ایک گنیں تو ۲۸ بنتے ہیں، چودہ حروف تہجی یعنی ان کا نصف چودہ (حروفِ ابجد کی ہر نوع اور جنس میں سے نصف نصف) مختلف قسم کے جوڑ میں ۲۹ سورتوں کے شروع میں استعمال ہوئے ہیں۔ یہ چودہ حروفِ تہجی ہیں۔

(۵) یہ حروفِ مقطعات ایک خاص انداز سے ۱۹ کے ہندسہ سے منسلک ہیں جس کی نسبت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے 19 حروف کے ساتھ ہے یعنی چودہ حروف چودہ سیٹ اور ۲۹ سورتوں کے اعداد جمع کریں۔ ۲۹+۱۴+۱۴ جمع ۵۷ ہوتا ہے جو ۱۹ پر تقسیم ہوتا ہے اور "علیھا تسعۃ عشرا" آیت ۳۰ سورۃ المدثر (ان پر انیس (۱۹) مسلّط یا مقرر کر دیے ہیں، کے تحت آجاتے ہیں۔)

حروفِ مقطعات کے اجتہادی اشارے

(۱) ایک حرفی

صٓ قٓ نٓ

۱۔ **صٓ:** اس کے معنی ہیں صدق النبی ﷺ (سچ فرمایا نبی ﷺ نے) یہ جواب ہے اس قسم کا جو اس کے بعد واقع ہے۔ صٓ والقرانِ ذی الذکر ○ یعنی کہ سچ فرمایا نبی نے اور قسم ہے قرآن کی جو سراسر نصیحت ہے۔ یعنی اس میں اس بات واضح

دلیل اور یقینی شہادت موجود ہے کہ نبی ﷺ نے بالکل سچ فرمایا ہے اور وہ شہادت قرآن یہ ہے کہ کوئی بشر اس کی مثال نہیں لاسکتا۔

۲۔ **قٓ**: اس کے معنی ہیں قادر اور یہ آگے آنے والی قسم سے متعلق ہے اور قسم بطور کاملہ کا حال ہے اور قسم ہے القرآن کی جو بڑی شان والا ہے آگے کی آیات میں دو باتوں کا ذکر ہے۔

اولاً: منکرین کا اعتراض کہ بشر کو نبی بنا کر بھیجا۔

دوئم: موت کے بعد جب مٹی مٹی یا ذرہ ذرہ مٹی ہو جائیں گے، مٹی کھا جائے گی تو کیا دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ یہ اعتراضات وشبہات کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا بیان فرماتا ہے۔

۳۔ **نٓ**: اس سے مراد بعض کے نزدیک دوات ہے۔ **نٓ والقلم وما یسطرون**. قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ قلم سے لکھتے ہیں۔ قلم اور معارف اور حکم جو قلم سے لکھے جاتے ہیں۔

دوحرفی ۞

طٰہٰ طٰسٓ یٰسٓ حٰمٓ

۴۔ **طٰہٰ**: اس کے اجتہادی معنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ ہیں کہ اے رسول اللہ ﷺ۔ اللہ کی طرف سے اپنے حبیب کو خطاب ہے۔

۵۔ **طٰسٓ**: حضرت ابنِ عباس سے یوں مروی ہے کہ ط سے طول (قدرت) اس س سے سنا (علوِ شان) مراد ہے یعنی اللہ کی اور اس کی علو شان کی قسم۔

۶۔ **یٰسٓ**: زبان طئے یا سریانی میں ان کے معنی ہیں اے انسان! یعنی کامل انسان یا اے سیّد و سردار یعنی اے انسانِ کامل اے سیّد الانس والجن یعنی قسم ہے انسانِ کامل، سیّد السادات محمد مصطفیٰ ﷺ کی اور **والقرانِ الحکیم**! اور قسم قرآن حکمت والے کی بے شک اے حبیب آپ ہمارے رسول ہیں اور بلاشبہ صراطِ مستقیم پر ہیں حضور ﷺ کی رسالت وصداقت وہدایت پر قسمیہ دلیل ہے!!

---

۱ ابلیس لعین نے سب سے اول نبی کو "بشر" کہا اور تعظیم سے منکر ہوا۔

۷۔**حٰمٓ:** حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہ اسمِ اعظم الٰہی ہے یعنی قسم ہے اسمِ اعظم الٰہی کی یا اس کے معنی ہیں:

الف: حم الامر ای قضی ماھو کائن الیٰ یوم القیامۃ یعنی جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔

ب: یہ بھی کہتے ہیں ''حـــی'' نشاندہی کرتا ہے اس دنیا میں ہر چیز کو جو زندگی ہے تو خود بالذات حی ہے اور قیوم کا اشارہ آخرت کی طرف ہے وہ اس طرح کہ حیّ کا ''ح'' تو معاد کا ''م''۔

س: حمیم یعنی حقیقی دوست۔ علامہ یوسف علی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اس بات کا امکان ہے کہ حٰم کی نسبت لفظ حمیم (ح میم) اور اس کے وسیع تر مفہوم و معنی کی طرف نشاندہی کرتا ہو۔ اس سلسلہ میں یہ بات ملحوظ رہے کہ یہ حروف سات سورتوں کے ابتدا۔ سورہ شمار (۴۱ تا ۴۶) میں آئے ہیں جن میں عمومی طور سے اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ حقیقی دوست کون ہیں اور دشمن کون ہیں۔ ایمان، نیکی، وحی، اور حق حقیقی دوست، مددگار، انسان کی سلامتی کے محافظ اور ضامن ہیں۔ اس کے برخلاف شرک و کفر، بدی، انکل پچو، جہل اور عقائد باطلہ انسان کے دشمن ہیں اور ان معنی میں یہ لفظ اپنی اصلی شکل حمیم سورہ المومن ۴۰ آیت ۱۸ اور سورہ حٰم ۴۱ سجدہ آیت ۳۴ میں استعمال ہوا ہے۔ دوسری سورتوں میں اس ہی اہمیت کے حامل و ہم معنی الفاظ استعمال ہوئے ہیں جیسے ولیؔ اور ناصرؔ (سورہ ۴۲: ۸ و ۳۱) قرینؔ (سورہ ۴۳: ۳۶۔۳۸) مولیٰؔ (سورہ ۴۴: ۴۱) اولیاء و ناصرینؔ (سورہ ۴۵: آیات ۱۹، ۳۴) اور سورہ الاحقاف ۴۶ آیت ۳۲ میں اولیاء۔

۳ سہ حرفی ﴿

الٓمٓ   الٓرٰ   طٰسٓمٓ

۸۔**الٓمٓ:** حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ الف سے اللہ اور لام (جبرئیل کے آخری حرف سے مشتق) سے جبرئیل علیہ السلام اور میم سے محمد ﷺ مراد

ہیں۔یعنی اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو بواسطہ جبرئیل علیہ السلام حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔

۹۔ الرٰ: کے معنی انا اللہ اریٰ ۔یعنی میں اللہ سب کچھ دیکھتا ہوں۔

۱۰۔ طٰسٓمٓ: حضرت ابنِ عباس سے ان کے یہ معنی منقول ہیں کہ ط سے طول (قدرت) س سے سنا (بلندیٔ نور) اور م سے ملک (حکومت) مراد ہے۔مطلب یہ کہ اللہ کی اور اس کے علو شان اور حکومت کی قسم ہے۔

۴ چار حرفی

المٓصٓ المٓرٰ

۱۱۔ المٓصٓ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو معنی بیان کیے ہیں وہ یہ ہیں۔انا اللہ اعلم وافصل ۔میں اللہ سب سے بہتر جانتا اور فیصلہ کرتا ہوں۔

۱۲۔ المٓرٰ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے اجتہادی معنی یہ بیان کیے ہیں۔میں اللہ ہوں سب کچھ جانتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔

۵ پانچ حرفی

کٓھٰیٰعٓصٓ حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ

۱۳۔ کٓھٰیٰعٓصٓ: (۱) کاف (۲) ھادٍ للعباد (۳) یدہ فوقھم (۴) عالم بامورھم (۵) صادق بوعدہ ۔یعنی اللہ اپنی مخلوقات کے لیے (ک) کافی اور ان کا (ھ) ہادی ہے اس کا ہاتھ (ی۔ید) ان کے اوپر ہے ان کے جملہ امور سے واقف ہے (ع۔علم ہے) اور اپنے وعدوں میں سچا (ص۔صادق) ہے۔

کٓھٰیٰعٓصٓ سے بعض بزرگوں نے یہ اشارے لیے ہیں۔

"ک" سے کربلا "ھ" سے ہلاکت "ی" ۔سے یزید "ع" سے عطش "ص" سے صبر۔واللہ اعلم۔

۱۴۔ حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ: حضرت ابنِ عباس کے نزدیک حٰمٓ اسم اعظم الٰہی ہے یعنی قسم ہے اسمِ اعظم الٰہی کی۔یا اس کے معنی ہیں۔حمّ الامر ای قضی ماھو کائن الی یوم القیامۃ یعنی جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا۔اس کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔

عٓسٓقٓ "ع" سے مراد علیم "س" سے سناؤہٗ "ق" سے قدرتہٗ یعنی اس کے علم اور رفعتِ شان اور قدرتِ کاملہ کی قسم ہے۔

حروف مقطعات

قرآن میں ایسے حروف انتیس سورتوں کے شروع میں آئے ہیں۔ یہ مقطعات کہلاتے ہیں اور مفردات حروفِ تہجی کی طرح پڑھے جاتے ہیں۔ یہ حروف اسرار وحی میں سے ہیں ان کے معانی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کسی مصلحت سے بیان نہیں فرمائے۔ بعض بزرگوں نے ان کے قیاسی معنی بیان فرمائے ہیں جس کو اجتہادی معنی سے بھی منسوب کیا جاتا ہے۔

پانچ مناسبہ عدد "۱۴" اور حروف مقطعات

(۱) حروف مقطعات میں جو حروفِ تہجی آئے ہیں وہ (۱۴) ہیں
(۲) حروف مقطعات کے جو سیٹ استعمال ہوئے ہیں وہ (۱۴) ہیں۔
(۳) باعتبار حرفی تعداد (۵) سیٹ بنتے ہیں ان سیٹ کی جمع (۱۴) ہوتی ہے۔
(۴) قرآنِ کریم میں سجدہ تلاوت (۱۴) ہیں۔
(۵) رموزِ اوقافِ قرآن المجید فرقان الحمید (۱۴) ہیں۔

اللہ کے نور کی مثال پانچ چیزوں سے

(۱) طاق (۲) چراغ (۳) فانوس (شیشہ) (۴) درختِ زیتون (۵) تیل

اللہ نور السمٰوٰت والارض ط مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیھا مصباح ط المصباح فی زجاجۃ ط الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد من شجرہ مبٰرکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ لا یکادزیتھا یضیٓ ء ولو لم تمسسہ نار ط نور علیٰ نور ط یھدی اللہ لنورہٖ من یشآ ء ط ویضرب اللہ الامثال للناس ط واللہ بکل شی ءٍ علیم O (النور۲۴:۳۵)

ترجمہ: اللہ (ہی) آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے، اس میں چراغ ہے چراغ ایک فانوس میں ہے۔ فانوس گویا موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا ہے۔ چراغ روشن کیا جاتا ہے ایک نہایت ہی برکتوں والے درختِ

زیتون سے، جو نہ شرقی ہے نہ غربی جس کا تیل آپ ہی آپ بھڑکا پڑتا ہے چاہے آگ اسے نہ بھی چھوئے۔ (بس) نور ہی نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی طرف جس کی چاہتا ہے رہبری کرتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے (یہ مثالیں) بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

یعنی یوں تو اللہ کے نور سے تمام موجودات کی نمود ہے لیکن مؤمنین مہتدین کو نورِ الٰہی سے ہدایت وعرفان کا جو خصوصی حصہ ملتا ہے اس کی مثال اس طرح سمجھو گویا۔

(۱) ''مومن قانت'' کا جسم ایک طاق کی طرح ہے۔

(۲) اس طاق کے اندر ایک ستارہ کی طرح چمکدار شیشہ (قندیل) رکھا ہو یہ شیشہ اس کا قلب ہوا جس کا تعلق عالمِ بالا سے ہے۔

(۳) اس شیشہ میں معرفت وہدایت کا چراغ روشن ہے۔

(۴) یہ روشنی ایسے صاف وشفاف اور لطیف تیل سے حاصل ہو رہی ہے۔

(۵) جو (یہ تیل) ایک نہایت ہی مبارک درخت (زیتون) سے نکل کر آتا ہے اور زیتون بھی وہ جو کسی حجاب سے نہ مشرق میں ہو نہ مغرب میں یعنی کسی طرف دھوپ کی روک نہیں کھلے میدان میں کھڑا ہے جس پر صبح وشام دونوں وقت کی دھوپ پڑتی ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا کہ ایسے زیتون کا تیل اور بھی زیادہ لطیف وصاف ہوتا ہے غرض کہ اس کا تیل اس قدر صاف اور چمکدار ہے کہ بلا آگ دکھاتے ہی معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود روشن ہو جائے گا۔ یہ تیل میرے نزدیک اس حسن استعداد اور نور توفیق کا ہوا تو جو نور مبارک کے القاء سے بدءِ فطرت میں مومن کو حاصل ہوا تھا اور جس طرح شجرۂ مبارکہ کو ''لاشرقیۃ ولاغربیۃ'' کہا وہ نورِ ربانی بھی جہت کی قید سے پاک ہے۔

(مشکوٰۃ الانوار۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

خلاصہ

مومن کا دل ایسا صاف ہوتا ہے اور توفیق الٰہی سے اس میں قبول حق کی ایسی زبردست استعداد پائی جاتی ہے کہ بلا دیا سلائی دکھائے ہی جل اٹھنے کو تیار ہوتا ہے۔ اب ذرا آگ دکھائی یعنی وحی وقرآن کی تیز روشنی نے اس کو مس کیا فوراً اس کی فطری روشنی بھڑک اٹھی اس کو نورٌ علیٰ نور کہا۔

﴿دُعا سے متعلق پانچ باتیں﴾

امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ قشیریہ دعا کے باب میں راقم ہیں کہ استاد فرماتے ہیں:

۱۔ دُعا قضاء حاجات کی چابی ہے۔

۲۔ فاقہ مستوں کے لیے راحت کا سبب ہے۔

۳۔ مجبوروں کے لیے جائے پناہ ہے۔

۴۔ حاجت مندوں کے لیے راحت کا سبب ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو دُعا نہیں کرتے چنانچہ فرمایا۔

"ویقبضون ایدیھم" وہ اپنے ہاتھوں کو سمیٹ لیتے ہیں کہا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتے۔

سہیل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر کے کہا:

(۱) مجھ سے باتیں کرو اگر یہ نہ کر سکو تو

(۲) میری طرف دیکھو اگر یہ نہ کر سکو تو

(۳) میری بات کو سُنو اگر یہ بھی نہ کر سکو تو

(۴) میرے دروازے پر رہو اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو

(۵) میرے پاس اپنی ضرورتوں کو لاؤ۔

﴿پانچ آدمیوں کی دُعا خاص طور سے قبول﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ آدمیوں کی دُعائیں خاص طور سے قبول ہوتی ہیں:

(۱) مظلوم کی دُعا جب تک وہ بدلہ نہ لے۔

(۲) حج کرنے والے کی دُعا جب تک وہ لوٹ کر گھر واپس نہ آجائے۔

(۳) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی دُعا جب تک وہ شہید ہو کر دنیا سے لاپتہ نہ ہو جائے۔

(۴) بیمار کی دُعا جب تک وہ شفایاب نہ ہو جائے اور

(۵) ایک بھائی کی دوسرے بھائی کے لیے غائبانہ دُعا۔

یہ سب بیان فرمانے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اور ان سے دُعاؤں میں سب سے جلدی قبول ہونے والی دُعا کسی بھائی کے لیے غائبانہ دُعا ہے۔ (دعوات کبیر للبیہقی)

رسول اکرم ﷺ کے طریقہِ دُعا میں پانچ باتیں

(۱) جب حضور ﷺ کو کسی امر میں زیادہ فکر لاحق ہوتی تو چادر بچھا دیتے، کھڑے ہو جاتے اور دُعا کے لیے اپنے ہاتھ اٹھا دیتے کہ آپ کے بغل کی سفیدی تک دکھائی دیتی۔

(۲) جب آپ دُعا ختم کرتے تو دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر مل لیا کرتے۔

(۳) دعاء و استغفار کے لفظ تین تین بار دہراتے۔

(۴) آپ ﷺ دعا میں سجع بندی اور قافیہ بندی سے کام نہ لیتے اور نہ اس کو اچھا جانتے۔

(۵) آپ جب کسی مجلس سے کھڑے ہوتے تو یہ دُعا پڑھتے۔

"سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لاالٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک"

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں تیری حمد کے ساتھ، دل سے اقرار کرتا ہوں اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

کس زبان سے دُعا کریں

بہر این فرمود با موسیٰ خدا
وقت حاجت خواستن اندر دُعا

ترجمہ: اسی لیے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے ان کے دعا میں مراد مانگتے وقت فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ صفائی قلب والوں سے دعا کراؤ۔ آگے ہے یا لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرکے ان کی نیک دعائیں لو۔

اشارہ: "قال علیہ السلام ادعوا اللہ بالسنتہ ماعصیتمو بھا قالوا یارسول اللہ ومن لنا بتلک الا السنتہ قال یدعو ابعضکم لبعض لانک ماعصیت

بلسانة وهو ماعصی بلسانک "(تفسیر امام فخر الدین رازی جلد ا ص ۱۳۶)

یعنی حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ان زبانوں کے ساتھ دعا کیا کرو جن سے اُس کی نافرمانی نہ کی ہو، تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بھلا کسی کے پاس ایسی زبان ہوگی جس سے ایسا لفظ کبھی نہ نکلا ہو جو منشاءِ خداوندی کے خلاف ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم ایک دوسرے کے لیے دعائیں کیا کرو کیونکہ جو تمہارے لیے دعا کرے گا اُس کی زبان تمہارے حق میں خدا کی نافرمانی سے پاک ہوگی اور جس کے حق میں تم دعا کرو گے۔ تمہاری زبان اُس کے حق میں گناہوں سے پاک ہوگی۔

﴿درود وسلام بھیجنے کے پانچ فوائد﴾

احادیث سے ۵ باتیں معلوم ہوئیں۔

اولاً: یہ کہ دُرود کی کثرت رکھو۔ شرح احیائے علوم الدین میں روایت ہے کہ کثرت سے درود پڑھنا فاقہ اور افلاس کو دور کر دیتا ہے۔

دوم: یہ کہ درود نہ صرف گناہوں کی معافی کا وسیلہ ہے بلکہ نامہ اعمال سے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ استغفار اور درود میں سے دُرود کو بہتر جانو تم دُرود پڑھو اور استغفار کا کام حضور علیہ السلام پر چھوڑ دو کیوں کہ دُرود شریف تو سراسر عملِ الٰہی ہے اس کے نامنظور ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مگر استغفار دُعا کی ایک درخواست ہے کہ کوئی گارنٹی نہیں کہ قبول ہوگی یا نہ ہوگی۔ اگر دُعا میں اخلاص واضطراب وغیرہ شامل نہیں تو اس کے قبول نہ ہونے کا اندیشہ ہے لیکن درود کا یقین کیا جا سکتا ہے اس لیے پُر امن واطمینان بخش راہ یہ ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ درود وسلام کا وِرد رکھیں۔ حضور ﷺ تو اپنی اُمت کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

سوم: یہ کہ درود افضل ترین دُعاءِ حاجات ہے اور اللہ ربّ العزت اس کی دین دُنیا اور آخرت میں کفایت کرے گا۔ (ان شاءاللہ)

چہارم: دُرود باعث نزولِ رحمت ہے اللہ تعالیٰ کا دس صلوٰۃ سے ستر ۷۰ بار صلاۃ

بھیجنا بندہ کی نیکیوں میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔

پنجم: یہ تقرب الی اللہ کے حصول کا یقینی ذریعہ ہے۔

اللہ اللہ کیا شان ہے ہمارے آقا و مولا کی کہ جو مخلوق میں کسی کو نہ ملی ہے نہ مل سکتی ہے کہ خالق کائنات تمام فرشتوں کے ساتھ حضور ﷺ کے ذکر میں مشغول ہے اور ان پر درود بھیج رہا ہے اور ابد تک درود بھیجتا رہے گا اور اللہ کریم مومنوں کو حکم فرما رہا ہے تم بھی اے مومنو! میرے محبوب پر درود و سلام بھیجو۔ یہ سمجھنے کی بات ہے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق حضور ﷺ پر کثرت سے درود و سلام مومن ہی بھیجیں گے۔ شانِ افضلیت و اشرفیت اور منتہائے عبدیت کا دائمی اعادہ ہے۔ حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کو ملائکہ سے ایک وقت سجدہ کرایا تو اپنے حبیب کے لیے ملائکہ کو مستقلاً اور دائماً اُن کے ذکر پر مامور کر دیا۔

﴿ایمان کے پانچ اساسی ثمرات﴾

(بمطابق پانچ آیاتِ قرآنی سورہ ۶۴ آیات ۱۱ تا ۱۵)

ایمان کے پانچ اساسی ثمرات: ن کی نشاندہی ان آیات کریمہ میں ہوئی ہے وہ اولاً: تسلیم و رضا۔ دوئم: اطاعتِ خدا اور رسول ﷺ سوم: تو کل علی اللہ۔ چہارم: فطری لگن یا محبتوں کے ضمن میں احتیاط۔ پنجم: مال و اولاد کا موجبِ آزمائش ہونا۔

(۱) تسلیم و رضا﴿

''مااصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ ط ومن یؤمن باللہ یھد قلبہٗ واللہ بکل شئی علیم ○''

ترجمہ: نہیں نازل ہوتی کوئی مصیبت مگر اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اور جو کوئی اللہ پر ایمان رکھتا ہے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے، اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

(۲) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت﴿

''واطیعو اللہ واطیعو الرسول فان تولیتم فانما علیٰ رسولنا البلغ المبین ○''

ترجمہ: اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو (اس کے) رسول کی پھر اگر تم نے روگردانی کی تو جان رکھو ہمارے رسول پر صرف صاف صاف پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے۔

(۳) توکل علی اللہ

''اللہ لا الٰہ الا ھو ط وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنونo''

ترجمہ: اللہ وہ ہستی ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور (پس) اہلِ ایمان کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

(۴) فطری محبت میں احتیاط

''یایھا الذین آمنو آان من ازواجکم واولادکم عدواً لکم فاحذروھم ج وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان اللہ غفور رحیمo''

ترجمہ: اے اہلِ ایمان! تمھاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں پس ان سے بچ کر رہو اور اگر تم معاف کر دیا کرو اور چشم پوشی سے کام لیا کرو اور بخش دیا کرو تو بے شک اللہ بھی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

(۵) مال اور اولاد موجب آزمائش

''انما اموالکم واولادکم فتنہ واللہ عندہٗ اجر عظیمo''

ترجمہ: بلاشبہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد (تمہارے حق میں فتنہ بمعنی امتحان) ہیں اور اصل اجر تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان پانچ آیات میں اُن پانچ بنیادی تبدیلیوں کی نشاندہی کر دی ہے جو ایمان کے نتیجہ میں انسان کے نقطۂ نظر، اس کے اندازِ فکر اور اس کے عملی رویہ اور روش میں ظاہر ہونی چاہئیں۔ یہ آیات ہم کو ایک کسوٹی مہیا کرتی ہیں جس پر ہم اپنے ایمان کو پرکھ سکیں اگر یہ اثرات وثمرات ہماری شخصیتوں میں ظاہر ہیں تو بفضلہٖ تعالیٰ ہمارے قلوب حقیقی ایمان کے نور سے منور ہیں اگر نہیں تو تنبیہ ہے کہ ایمان حقیقی کی روشنی ہمارے قلوب تک نہیں پہنچتی ہے۔

پانچ مخصوص راتیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کو پانچ مخصوص راتیں عطا فرمائی ہیں

ا۔ پہلی رات قدرت اور معجزہ والی رات ہے جس میں (آپ کی انگشت مبارک کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" اقترب الساعة وانشق القمر " (وہ ساعت قریب آگئی اور چاند شق ہو گیا) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ان کے عصا کی ضرب سے سمندر شگافتہ ہو گیا تھا لیکن حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی انگشت مبارک سے چاند شق ہو گیا، یہ سب سے بڑا معجزہ تھا۔

۲۔ دوسری رات دعوت اور دعوت کی قبولیت کی تھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا "واذصرفنا الیک نفرامن الجنہ یستمعون القرآن "ہم نے آپ کی طرف جنوں کی ایک جماعت کو بھیجا وہ قرآن سننے لگے۔

۳۔ تیسری رات حکم اور فیصلہ کی رات تھی! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین فیھا یفرق کل امرٍ حکیم "(ہم نے قرآن کو برکت والی رات میں نازل فرمایا ہم ہی ڈرانے والے ہیں اسی رات میں ہر حکمت والا کام تقسیم کیا جاتا ہے۔ (الدخان۴۴:۳)

۴۔ چوتھی رات قرب اور نزدیکی کی تھی یعنی شب معراج تھی: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ "(پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے ایک حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی)

۵۔ پانچویں رات تحیت وسلام کی رات ہے، ارشادِ خداوندی ہے "انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ......تنزل الملائکۃ والروح فیھا" تک یہ شب قدر ہے۔

ہر مومن کے ساتھ پانچ فرشتے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی الکریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر مومن کے ساتھ پانچ فرشتے رہتے ہیں۔

(ا) ایک دائیں جانب جو نیکیاں لکھتا ہے

(۲) ایک بائیں جانب جو برائیاں لکھتا ہے

(۳) ایک سامنے جو بھلائیوں کی تلقین کرتا ہے

(۴) ایک پس پشت جو مکروہات کو دفع کرتا ہے۔ اور

(۵) ایک پیشانی کے پاس جو درود لکھ کر نبی الکریم ﷺ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

﴿اس ''کتاب'' کی پانچ صفات پر خوشیاں مناؤ﴾

(۱) نصیحت (۲) شفاء (۳) ہدایت (۴) رحمت اور (۵) فضل

۱۔ ''یا یھاالناس قدجآء تکم موعظة من ربکم''

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے نصیحت آ چکی ہے۔

۲۔ ''وشفآء لمافی الصدور''

اور شفاء ہے (علاج ان خیالاتِ فاسدہ و بیماریوں کے لیے) جو تمہارے سینوں میں ہے،

۳۔ وھدًی. اور ہدایت ہے۔

۴۔ ورحمة للمؤمنین٥ اور رحمت ہے اہلِ ایمان کے لئے۔

۵۔ قُل بفضل اللّٰہ وبرحمة فبذالک فلیفر حواھو خیر مما یجمعون ٥

کہہ دیجئے کہ اللہ کے فضل اور رحمت سے اور اس سے ان کو خوش ہونا چاہئے بہتر ہے ان سب چیزوں سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

(۱) بعض محققین کے نزدیک ان آیات میں نفسِ انسانی کے مراتب کمال کی طرف اشارہ ہے بالترتیب:

(۱) اپنے ظاہر کو نازیبا افعال سے پاک کرنا (۲) باطن کو عقائد فاسدہ اور ملکات رویہ سے خالی کرنا (۳) نفس کو عقائد حقہ اور اخلاقِ فاضلہ سے آراستہ کرنا (۴) ظاہر و باطن کی درستی کے بعد انوارِ رحمتِ الٰہیہ کا نفس پر فائز ہونا جو رحمت کا مدلول ہے۔ (۵) ہر آن ولحہ ان تمام کو محض فضلِ الٰہی تصور کرنا۔

(۲) امام فخر الدین رازی ان سے (۱) شریعت (۲) طریقت (۳) حقیقت (۴) خلافت اور (۵) نبوت کی طرف علی الترتیب اشارہ کرتے ہیں۔

(۳) یہی ایک مقام ہے جہاں خوشیاں منانے یا فخر کرنے کی اجازت ہے ورنہ باقی

جگہ تو ''فرح'' فعلِ مذموم ہے اور ''ان اللہ لا یحب الفرحین'' (بے شک اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا) کا اطلاق ہوتا ہے۔

(۴) بعض بزرگانِ دین کے نزدیک اس آیت سے مولود النبی الکریم ﷺ اور ان کی بعثت پر خوشیاں منانا مستنبط ہے، بلاشبہ رب العالمین کا احسان کہ یہ (قرآن) ''رحمۃ للمومنین'' ہے تو وہ (حضور ﷺ) رحمۃ للعالمین' ہیں اور ان پانچوں مذکورہ ''صفات واوصافِ قرآنی سے اتم وجہ کمال پر متصف ہیں اور صاحب قرآن جن کے طفیل ہم کو قرآن ملا ان کے لیے بدرجہ اولیٰ خوشیاں منانے کا حق ہے۔

(۵) اے اللہ درود اور سلام بھیج اور برکتیں نازل فرما اپنے حبیب خاتم الانبیاء والمرسلین پر جن کے یہ پانچ نام اس آیت کی بیان کردہ صفات کے مظہر ہیں۔

پانچ چیزیں بتعلق عقائد (یا قلب و باطن)

''لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر''

نیکی یہی نہیں ہے کہ تم اپنا رخ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرتے رہو۔

(خالی زبان اور جوارح کی طرف بھی اشارہ ہے) بلکہ نیکی یہ ہے کہ:

۱۔ من آمن باللہ — جو ایمان لائے اللہ پر (یعنی دل سے اللہ پر)

۲۔ والیوم الاخر — اور آخرت کے دن پر

۳۔ والملئکۃ — اور ملائکہ (فرشتوں) پر

۴۔ والکتب — اور (اللہ کی) کتاب پر

۵۔ والنبین — اور نبیوں پر

پانچ چیزیں بتعلق اعمالِ ظاہر

۱۔ ''واتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتمٰی والمسکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب''

ترجمہ: اور (نیک وہ ہے) جو مال دے اس کی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں۔

۲۔ واقام الصلوٰۃ — اور جس نے نماز قائم کی۔

۳۔واتی الزکوٰۃ ج — اورزکوٰۃ دی۔

۴۔ والموفون بعھدھم اذاعٰھدوا اورایسےلوگ جواپناوعدہ پوراکرنے والے ہیں جبکہ کوئی عہد باندھیں۔

۵۔ والصٰبرین فی الباسآء والضرآءوحین الباس ط

اورجولوگ صبرکرتے ہیں سختی اورتکلیف میں اور(جنگ کی)شدت کے وقت

اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون ٥(البقرہ:۱۷۷)

یہی وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں اوروہی لوگ پرہیزگار(متقی)ہیں۔

﴿ایمان اورایقان منطقی دلائل سے پیدانہیں ہوتے(۵نکات)﴾

''اھدنا الصراط المستقیم کا راز صراط الذین انعمت علیھم''میں مضمر ہےاوراسی میں صراط المستقیم کی بہت ہی واضح نشاندہی ہے پھر''انعمت علیھم'' کے زمرہ میں کون لوگ ہیں اس کی وتصریح وضاحت سورۃ النساء۴ آیۃ نمبر ۶۹ ''فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصّدیقین والشھدآء والصالحین''کرتی ہے۔

اس سے پہلے کی آیت میں''اللہ رب العزت ولھدینٰھم صراطامستقیماً'' صراط مستقیم کی نشاندہی کرتے ہوئے دوسری آیت ۶۸ میں مع سے''معیت''صحبت اورساتھ کاذکرفرماکر:

اولاً: یہ بات کہ''انعمت علیھم ''کےزمرہ میں انبیاءصدیقین،شہداءاورصالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین آتے ہیں۔

دوم: یہ کہ انہی لوگوں کاراستہ سیدھاصراطِ مستقیم ہے۔

سوم: یہ کہ اس راستہ کی تعلیم انہی اصحاب کی معیت اورصحبت سے حاصل کی جاسکتی ہے۔اپنے حبیب ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ''انک لتھدی علیٰ صراطِ مستقیم''

یعنی اے میرے حبیب(ﷺ)بیشک آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔

چہارم: یہ جمیع حضرات بہترین رفیق ہیں''وحسن اولئک رفیقاً''

پنجم : یہ کہ اس زندگی میں تو ان کی معیت و رفاقت حاصل کرو تو تمنا اور دعا بھی یہ کرو کہ آخرت بھی ان کی معیت میں ہو، ''کفر عنا سیئاتنا و توفنا مع الابرار'' حاصلِ کلام ایمان اور ایقان منطقی دلائل سے پیدا نہیں ہوتے۔ یہ ایک کیفیتِ قلب ہے جو صحبتِ اولیاء اللہ کی محتاج ہے جس سے تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے عمل کی طرف قدم بغیر ایمان کے نہیں جا سکتا اور خلوصِ نیت اور خلوصِ عمل مدتوں کی محنت اور صلحا (صالحین) کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔ اصلاحِ معاشرہ، امن و امان، سلامتی برائے نام اسلامی مدرسوں، اسلامی اداروں اور اسلامی سلطنتوں کے قیام اور وجود سے حاصل نہیں ہوتا اخلاق و کردار سازی اسی طرح ہو سکتی ہے کہ جب ہم لوگ اللہ کی طرف رجوع کریں اور ہمارے اعمال میں اور افعال میں ''نفس امارہ'' کا دخل نہ ہو۔

﴿پنجتن پاک﴾

حضور	احمد	مجتبےٰ	محمد	مصطفےٰ ﷺ
فاطمۃ	الزہرا	رضی	اللہ	عنہا
علی	کرم	اللہ	تعالیٰ	وجہ
سیدنا	امام	حسن	ابن	علی
سیّدنا	امام	حسین	ابن	علی

فاعلم انہٗ لا الٰہ الا اللہ معلوم ہو کہ ہمارا کوئی بھی الٰہ نہیں علاوہ اللہ کے، کسی بھی کلمہ گو کے لیے ان میں سے کوئی بھی کلمہ گو کا خدا نہیں۔ نہ ہی اللہ رب العزت کی ربوبیت میں کوئی بھی اس کا شریک ہے۔ نہ ہی اقوام قدیم کی طرح یہ مسلمانوں کے بت ہیں۔ ہاں اولاً یہ طاہر، مطہر اور طیب ہیں، وہ بھی اس لیے کہ اللہ نے ان کو پاک کرنا چاہا اور کیا۔

دوم : ان سے محبت لازمہ ایمان ہے۔

سوم: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کا نور ہیں، تو یہ حضور کے نور عین ہیں۔

چہارم : دین حنیف کا نور انہی کے گھر سے طلوع ہوا۔

پنجم : یہ دعائے خلیل اللہ ہیں تو دعائے حبیب اللہ بھی۔

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین، میں حضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت فرمایا ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام میں روح پھونکی، تو انہیں عرش کی داہنی جانب پانچ انوار رکوع وسجود میں مصروف نظر آئے۔ آپ کے استفسار پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تیری اولاد کے پانچ افراد ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو میں جنّت، دوزخ، عرش، کرسی، آسمان، زمین، فرشتے، انسان، جن وغیرہ کو پیدا نہ کرتا۔ جب تمہیں کوئی حاجت پیش آئے تو ان کے وسیلہ سے سوال کرنا۔

﴿''کونوا'' ان پانچ میں ہوجاؤ﴾

(۱) کونوا ربنین بما کنتم تعلمون الکتٰب وبما کنتم تدرسون ۝ (آل عمران:۷۹)

ترجمہ: تم اللہ والے ہوجاؤ اس وجہ سے کہ تم (دوسروں) کو کتاب سکھاتے ہو اور (خود) پڑھتے ہو۔

(۲) یا یھا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شھدآء للہ (النساء:۱۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم انصاف پر مضبوطی سے قائم رہنے والے (خالص) اللہ کے لیے گواہی دینے والے ہوجاؤ۔

(۳) یایھا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شھدآء بالقسط (المائدہ۵:۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم (ادائے حق میں) اللہ کے لیے مضبوطی سے کھڑے ہونے والے انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے ہوجاؤ۔

(۴) یا یھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین ۝ (التوبہ۹:۱۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کا خوف کرو اور ''صادقین'' کا ساتھ دینے والے ہوجاؤ۔

(۵) یا یھا الذین امنوا کونوا انصار اللہ (الصف۶۱:۱۶)

ترجمہ: اے ایمان والو تم اللہ کی مدد کرنے والوں میں سے ہوجاؤ۔

حاصل کلام: ہوجاؤ ربانیین، قوامین، الصادقین، انصار اللہ، شھدآء میں سے یہ تمام صیغے جمع کے ہیں جس کا مطلب ومقصود ان بزرگانِ خدا کی معیت وصحبت اور رفاقت اختیار کرنا، ان کی اتباع اور ان کے زمرہ اور گروہ میں شامل ہونے کی طرف حکم ہے۔

ان کی ظاہری اور باطنی صحبت ہی دعاء ''اھدنا الصراط المستقیم ٥ صراط الذین انعمت علیھم '' کی مقبولیت کا ظہور اور آخر انعام ''فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھدآء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً '' (ترجمہ: پس وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (''انعمت علیھم '' کے زمرہ میں) انبیاء صدیقین، شہداء، صالحین میں سے اور یہ لوگ بہترین رفیق ہیں۔

''مع الذین '' سے معیت اور صحبت اور اقتداء شامل ہے ''حسن اولئک رفیقاً '' سے رفاقت مقصود ہے۔

انعام یافتہ بندے ہی نجات یافتہ ہیں اور وہ جنہوں نے ان کی ظاہری و باطنی صحبت اختیار کی قولہ تعالیٰ فانجینٰہ والذین معہ' ہم نے نجات دی اس کو اور ان کو جو ان کی معیت (ہمراہی) میں ہیں۔ یعنی یہ گروہ نجات یافتہ ہیں تو نجات دہندہ بھی!! اور کیوں نہ ہوں ان حضرات کو اللہ رب العزت کی معیت حاصل ہے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جیسا کہ اس نے بہت ہی واضح بتا دیا کہ مجھ کو تلاش کرنا ہو تو میری ''معیت'' صابرین کو حاصل ہے۔

میں متقین کے ساتھ ہوں، میں محسنین کے ساتھ ہوں۔ ان کی معیت اختیار کر لو مجھ کو پا لو گے تم کو بھی میری معیت مل جائے گی۔

﴿شکر کی پانچ قسمیں﴾

اوّل : زبان کا شکر، زبان کا شکر یہ ہے کہ عاجزانہ طریقے پر اللہ کی تعریف کے ساتھ ساتھ اللہ کی نعمت کا اعتراف و اقرار۔

دوم : بدن اور اعضاء کے ساتھ شکر، وفاداری اور خدمت کے ساتھ شکر گزاری ہے۔

سوم : دل کا شکر، حدود الٰہی کی پابندی کے ساتھ حاضری کے فرش پر یکسوئی کے ساتھ کھڑا ہوا جانا۔

چہارم : آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ ساتھی کے عیب کو دیکھ کر اس سے اغماض (چشم پوشی) اور پردہ پوشی کرے۔

پنجم : کانوں کا شکر یہ ہے کہ ساتھی کے اندر کسی عیب کی خبر سُن کر اس کو چھپا لے۔

(۱) اہلِ تحقیق نے شکر کی حقیقت میں کہا ہے کہ یہ عاجزانہ طور پر منعم کی نعمت کا اعتراف کرنا ہے۔

(۲) ابو وراق کا ارشاد ہے کہ حدودِ الٰہی کی حفاظت رکھنا (یعنی اوامر کی پابندی اور نواہی سے اپنے آپ کو روکنا) اور احسانِ الٰہی کا مشاہدہ کرنا شکرِ نعمت ہے۔

(۳) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شکر یہ ہے کہ تم خود کو اللہ کی نعمت کے اہل نہ سمجھو۔

(۴) ابو عثمان نے فرمایا ادائے شکر سے قاصر رہنے کی معرفت کا نام شکر ہے۔

(۵) یہ بھی کہا گیا ہے کہ شکر کا ادا کرنا ہی کامل شکر ہے (اسی بات کا شکر ادا کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی کامل شکر ہے) کہ توفیقِ شکر بھی ایک بڑی نعمت ہے لہٰذا بندہ کو چاہیے کہ پہلے شکر ادا کرے۔ اس طرح شکر کرنے کا غیر محدود سلسلہ جاری رکھا جائے گا شکر اصل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے "لئن شکرتم لازیدنکم" "اگر تم شکر کرو گے تو میں تمھارے لیے ضرور اور زیادہ کروں گا۔ جہاں منعمِ حقیقی کا شکر لازم ہے وہاں یہ بھی یاد رہے کہ "من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ" جو لوگوں کا شکر گذار نہیں وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گذار نہیں۔

﴿شکر کے ارکان خمسہ﴾

جب بندہ کی طرف سے ہو، تب ارکانِ خمسہ پر مشتمل ہے۔

(۱) شکر گزار کا صاحب نعمت کے سامنے اظہارِ خضوع و خشوع۔ (عاجزی)

(۲) شکر گزار کا صاحب نعمت سے محبت رکھنا۔

(۳) اعترافِ نعمت کرنا۔

(۴) نعمت کے بعد مصروفِ شکر رہنا۔

(۵) نعمت کا استعمال صاحب نعمت کی مرضی کے خلاف نہ کرنا۔ (جہاں وہ پسند کرے)

بزرگانِ دین کے اقوال بھی شکر کے متعلق شنیدنی ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا: الٰہی میں تیرا شکر کیونکر کرسکتا ہوں۔ شکر کی طاقت بھی تو ہی عطا فرماتا ہے اور یہ نعمت مزید ہے اور شکرِ مزید کی خواہاں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا...... ہاں اب تو شکر گزار بنا۔

ابوعثمان کا قول ہے شکرِ نعمت یہ ہے کہ تم کو شکرِ نعمت کے ادا نہ کرسکنے کا عجز معلوم ہوجائے۔

حضرت جنید بغدادی کا قول ہے: شکرِ نعمت یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو اس نعمت کے قابل نہ سمجھ۔

حضرت شبلی فرماتے ہیں: شکرِ نعمت یہ ہے کہ نعمت دہندہ کو دیکھو اور نعمت کو نہ دیکھو۔ حدیثِ صحیح میں ہے۔ نبی ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا مجھے تم سے محبت ہے لہٰذا تم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا مت بھولنا۔

اللھم اعنی علیٰ ذکرک وشکرک وحسن عبادتک۔

ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دعا میں یہ کلمات فرمایا کرتے تھے۔

اللھم اعنی ولا تعن علی وانصرنی ولاتنصر علی وامکربی ولا تمکر علی. واھدنی ویسر الھدیٰ لی. وانصرنی علی من بغی علی. رب اجعلنی لک شکارالک. ذکارا لک راھباً لک مطوعالک مخبتاً الیک اوھامنیا. ربّ تقبّل توبتی. واغسل حوبتی واجب دعوتی. وثبت حجتی واھدقلبی وسددلسانی واسلل سخیمة صدری.

ترجمہ: ”اے اللہ میری مدد فرما اور نہ مدد کر میرے خلاف اور نصرت فرما میری اور نہ نصرت کر میرے خلاف اور تدبیر فرما میرے لیے اور نہ تدبیر کر میرے خلاف اور مجھے سیدھی راہ چلا اور ہدایت میرے لیے میسر فرما اور میری مدد فرما اس شخص پر جو مجھ پہ بغاوت کرے۔ اے رب میرے مجھے اپنا شکر گزار بنا۔ اپنا ذکر کرنے والا بنا اور اپنے سے ڈرنے والا بنا۔ اور اپنا تابعدار بنا اور اپنی طرف رجوع کرنے والا بنا اور اپنے خوف سے آہیں بھرنے اور رجوع کرنے والا بنا۔ اے میرے رب میری توبہ قبول فرما اور میرے گناہ دھو ڈال اور میری دعا قبول فرما اور حجت ثابت فرما میرے دل کو

سیدھی راہ دکھا۔ میری زبان درست کر اور میرے سینے سے تمام میل کھینچ ڈال۔

(''اسماء الحسنیٰ'' قاضی محمد سلیمان منصور پوری)

﴿شاکر و مشکور کے سلسلہ میں پانچ اقوال﴾

(۱) شاکر وہ ہے جو نعمتِ موجودہ پر شکر ادا کرے اور مشکور (بہت زیادہ شکر گزار) وہ ہے جو اس نعمت پر شکر کرے جو اس کو ابھی نہیں ملی ہے!

(۲) شاکر وہ ہے جو ملنے پر شکر کرے اور مشکور وہ ہے جو نہ ملنے پر شکر کرے۔

(۳) شاکر وہ ہے جو انعام و بخشش پر شکر ادا کرے اور مشکور وہ ہے جو مصیبت پر شکر ادا کرے۔

(۴) شاکر وہ ہے جو کسی نعمت کے ملنے پر شکر ادا کرے اور مشکور وہ ہے جو نعمت کے عدم حصول پر بھی شکر ادا کرے۔

(۵) شاکر کو مزید نعمتیں حاصل ہوتی ہیں کیوں کہ اس کو نعمتوں کا مشاہدہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر تم شکرِ نعمت بجالاؤ گے تو میں تم کو مزید نعمتوں سے نوازوں گا۔

مشکور مصیبت پر صبر و شکر کرنے والا ہوتا ہے۔ اس کا انعام، اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ ''میں یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہوں''۔

ان اللہ مع الصابرین . معیتِ الٰہی !!

﴿صبر کی پانچ اقسام﴾

(۱) صبر بالجبر (۲) صبر فی سبیل اللہ (۳) صبر للہ

(۴) صبر مع اللہ (۵) صبر لمن اللہ

(۱) وہ جو مجبوری ولاچاری سے تکلف اور جبر کے ساتھ صبر کرے۔ اس میں عام صبر کرنے والے شامل ہیں۔

(۲) واصبر ماصبرک الا باللہ. (۱۶:۲۷)

اللہ کی مدد کے بغیر صبر بھی نہیں کر سکتے۔

(۳) ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولمایعلم اللہ الذین جٰھدوا منکم ویعلم الصابرین۔ (آلِ عمران:۱۴۲)

ترجمہ: کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے نمازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی۔

(مزید دیکھو سورہ بقرہ آیات ۱۵۳ تا ۱۵۵)

(۴) ان اللہ مع الصابرین (سورہ بقرہ آیت ۱۵۳)

ترجمہ: بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

(۵) ستجدنی ان شآء اللہ من الصٰبر ین (الصفت ۳۷ آیت ۱۰۲)

ترجمہ: خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں۔

﴿حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پانچ نصائح﴾

حرص و ہوا کی ممانعت اور قناعت و رضا کی ترغیب﴾

دع الحرص علی الدنیا	وفی العیش فلاتطمع
دنیا کی لالچ چھوڑ دو	زندگی کی طمع ترک کر
ولا تجمع من المال	فلاتدری لمن تجمع
مال جمع نہ کرو	اسلیئے کہ تم نہیں جانتے کہ کس کے لئے جمع کر رہے ہو
ولاتدری افی ارضک	ام فی غیر ھاتصرع
تم کو نہیں معلوم کہ تم اپنی زمین اور وطن میں	یا غیر جگہ لٹائے جاؤ گے (دفن ہو گے)
فان الرزق مقسوم	وکدالمرء لاینفع
پس روزی تقسیم شدہ ہے	اور انسان کی کوشش بیکار ہے
فقیر کل من یطمع	غنی کل من یقنع
ہر وہ شخص جو لالچ کرتا ہے فقیر ہے	ہر وہ آدمی جو قناعت کرتا ہے مال دار ہے

﴿تقرب الی اللہ بالنوافل سے پانچ کمال حاصل﴾

حدیث قدسی بروایت حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بخاری)

"قال النبی ﷺ یقول اللہ تعالیٰ لایزال العبدیقرب الی بالنوا فل حتی احبتہٗ فاذاحبتہٗ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ولسانہ الذی ینطق بہ ورجلہ التی یمشی

بها فبی یسمع وبی یبصروبی یبطش وبی ینطق وبی یمشی"

یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیشہ میرا بندہ مجھ سے نزدیکی چاہتا ہے بذریعہ نوافل کے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا پیارا جانتا ہوں اور جب میں اس کو پیارا جانتا ہوں تو میں:

(۱) اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔

(۲) اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔

(۳) اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے۔

(۴) اس کی زبان ہو جاتا ہوں، جس سے وہ بولتا ہے۔

(۵) اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے۔

پس وہ میرے ہی ذریعہ سے سنتا ہے، اور میرے ہی ذریعہ سے دیکھتا ہے، اور میرے ہی ذریعہ سے پکڑتا ہے۔ میرے ہی ذریعہ سے بولتا ہے اور میرے ہی ذریعہ سے چلتا ہے۔

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے قبل غنیمت جانو

"قدقال النبی ﷺ لرجل هو یعظه قیل هو عبدالله بن عمر بن الخطاب رضی الله عنه اغتنم خمسا قبل خمس شبابک قبل هو هر مک وصمتک قبل سقمک وغناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلک وحیاتک قبل موتک"

نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص سے جسے آپ نصیحت فرما رہے تھے (کہتے ہیں وہ عبداللہ بن عمر تھے) فرمایا پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے قبل غنیمت سمجھ لو۔

۱۔ بڑھاپے سے قبل جوانی کو

۲۔ بیماری سے پہلے تندرستی کو

۳۔ ناداری سے پہلے مالداری کو

۴۔ شغل (مصروفیت) سے پہلے فراغت کو

۵۔ اور موت سے پہلے زندگی کو

صحفِ ابراہیم علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام سے پانچ نصائح

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا مضمون تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا وہ سب نصائح تھے جن میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) کہ میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں جو موت کا یقین رکھتا ہو اور پھر خوش ہوتا ہے۔

(۲) میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں کہ دوزخ کا یقین رکھتا ہو اور پھر کیسے ہنستا ہے۔

(۳) میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں جو دنیا کو اہلِ دنیا کے ساتھ اس کے انقلابات دیکھتا ہو پھر اس میں جی لگاتا ہو۔

(۴) میں اس پر تعجب کرتا ہوں جو تقدیر کا یقین رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ رزقِ مقدر ملے گا اور پھر طلبِ رزق میں (مبالغہ کے ساتھ) مشقت کرتا ہے۔

(۵) میں اس پر تعجب کرتا ہوں جو حساب کا یقین رکھتا ہو اور پھر (نیک) عمل نہ کرتا ہو۔ (روایت کیا اس کو رزین نے)

حقیقی مومن کی پانچ صفات

(۱) انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم

ترجمہ: بیشک ایماندار تو وہی ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جائے تو ڈر جائیں انکے دل

(۲) واذا تلیت علیھم ایٰتہٗ زادتھم ایماناً

ترجمہ: اور جب پڑھی جائیں اُن پر اس کی آیتیں تو وہ اور زیادہ کردیں ان کے ایمان کو

(۳) وعلیٰ ربھم یتوکلون ۝ نخ

ترجمہ: اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں

(۴) الذین یقیمون الصلوٰۃ

ترجمہ: وہ لوگ جو قائم کرتے ہیں نماز کو

(۵) وممارزقنھم ینفقون۝

ترجمہ: اور جو رزق ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اُولٰئک ھم المؤمنون حقاً ط لھم درجٰت عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریمO (الانفال ۸: ۲، ۳، ۴)

ترجمہ: یہی لوگ ہیں درجے ان کے رب کے ہاں اور اس کی بخشش اور روزی عزت کی۔

﴿ایک اور آیت میں حقیقی مومن کی پانچ نشانیاں﴾

۱۔والذین آمنوا	اور جو لوگ ایمان لائے
۲۔وھاجروا	اور انھوں نے ہجرت کی
۳۔وجاھدوفی سبیل اللہ	اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا
۴۔والذین آووا	اور جنہوں نے پناہ دی (مہاجرین کو)
۵۔ونصروا	اور مدد کی

اُولٰئک ھم المومنو ن حقاً ط لھم مغفرۃ ورزق کریمٌ (الانفال ۸: ۷۴)

وہی ہیں سچے مسلمان (مومن) انہی کے لیے بخشش اور اعزاز و اکرام کی روزی۔

﴿صالحین کی ایک آیت میں پانچ صفات﴾

۱۔یؤمنون باللہ	ایمان (یقین رکھتے ہیں) اللہ پر
۲۔والیوم الآخر	اور آخرت کے دن پر
۳۔ویامرون بالمعروف	اور اچھی نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں
۴۔وینھون عن المنکر	اور بُری باتوں سے منع کرتے ہیں
۵۔ویسارعون فی الخیرات ط	اور نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں
واُولٰئک من الصالحین O (آل عمران ۳: ۱۱۴)	اور یہی لوگ نیکوکاروں میں سے ہیں۔

﴿پانچ جزو دین﴾

(۱) عقائد (۲) عبادات (۳) معاملات (۴) معاشرت (۵) اصلاحِ نفس (تصوف)

۱۔عقائد﴾

دل اور زبان سے اقرار کہ اللہ اور رسول ﷺ نے جس کی خبر دی وہی حق ہے۔

۲۔عبادات﴾

اس حصہ کو کہتے ہیں جس میں مکلف کے ان افعال سے بحث کی جائے جن کا

امر شریعت کی طرف سے عبد اور معبود کے درمیان میں تعلق پیدا کرنے کے لیے ہو جیسے (۱) نماز (۲) روزہ (۳) زکوٰۃ (۴) حج (۵) جہاد وغیرہ۔

۳۔معاملات

جن کا امر شریعت کی طرف سے بندوں میں باہمی تعلق پیدا کرنے کے واسطے ہو جیسے احکامِ خرید وفروخت، نکاح وطلاق، حدود، کفارہ، ظلم وزیادتی نہ کرو، جواز عدم جواز بیان کرنا۔

بعض افعال ایسے ہیں جو ذوجہتین ہیں یعنی ان میں عبادات کی بھی شان موجود ہے اور معاملات کی بھی جیسے نکاح اس حیثیت سے کہ سرورانبیاء ﷺ کی سنت ہے اور اس کی ترغیب قرآن اور حدیث میں داخل ہے اور اس حیثیت سے کہ اس فعل کے سبب سے دو (۲) بندوں یعنی زوجین میں باہمی تعلق پیدا ہوجاتا ہے وہ معاملات میں داخل ہوجاتا ہے۔

۴۔معاشرت

اٹھنا بیٹھنا، ملنا۔ مہمان بنا (ہونا) مہمان بن کر جانا اور ان کے آداب کیا ہیں۔ بیوی، بچوں، عزیزاقارب، اجنبیوں، غلاموں نوکروں سے کیا اور کیسا برتاؤ کیا جائے۔

۵۔اصلاحِ نفس تزکیہ نفس

نفس کو آلودگی سے پاک کرنا۔ قد افلح من تزکّی۔ نفس امارہ پر قابو پانا۔ تصوف کو شریعت میں اصلاحِ نفس کہتے ہیں۔

ان پانچوں اجزاء کا نام دین ہے، اگر کسی ایک جزو میں بھی کمی ہے تو وہ ناقص دین ہے۔

پانچ آیات بیّنات بسلسلہ تفرقہ وگروہ بندی

(۱) ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ماجآءھم البینٰتُ ط واولٰئک لھم عذاب عظیم ٥

ترجمہ: ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکامِ بیّن ان کے بعد ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگے، یہ وہ لوگ ہیں جن کو قیامت کے دن بڑا عذاب ہوگا۔ (سورہ آل عمران ۱۰۵)

آپس کا اختلاف قوموں کو، گھروں، کو، دیمک کی طرح کھا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قیامت میں جو عذاب ہوگا وہ تو بڑا عذاب ہوگا تاریخ شاہد ہے کہ ایسی قومیں دنیا میں ذلیل وخوار ہو جاتی ہیں قرآن مجید میں فرقہ بندی کی بے حد مذمت آئی ہے۔

ایک جگہ فرمایا ہے:

(۲) هل ينظرون الا ان تاتيهم الملئكة او ياتي ربك او ياتي بعض ايت ربك ط يوم ياتي بعض ايت رب لا ينفع نفساً ايما نها لم تكن امنت من قبل او كسبت في ايما نها خيرًا قل انتظروا انا منتظرون ○

ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) رستے نکالے اور کئی کئی فرقے ہو گئے ان سے تم کو کچھ کام نہیں ان کا کام خدا کے حوالے پھر وہ جو کچھ کرتے رہے وہ ان کو (سب) بتا دیگا۔ (سورہ انعام آیت ۱۵۹)

(۳) من الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعًا ط كل حزب بما لديهم فرحون○

ترجمہ: (اور نہ) ان لوگوں میں (ہونا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور (خود) فرقے فرقے ہو گئے اسی سے خوش ہیں جو ان کے پاس ہے۔ (سورہ روم آیت ۳۲)

(۴) وان هذه امتكم امة واحدة وانا ربكم فاتقون ○فتقطعوا امرهم بينهم زبرا كل حزب بما لديهم فرحون ○

ترجمہ: اور یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس مجھ ہی سے ڈرو مگر بعد میں لوگوں نے اپنے دین کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس میں مگن ہے۔ (المومنون آیت ۵۴۔۵۳)

(۵) واعتصموا بحبل الله جميعًا ولا تفرقوا واذكروا نعمت الله عليكم اذ كنتم اعداءً فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانًا ج وكنتم علىٰ شفا حفرة من النار فانقذكم منها ط كذلك يبين الله لكم ايته لعلكم تهتدون○

ترجمہ: اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو خدا نے تم کو اس سے بچا لیا اسطرح خدا تم کو

اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۰۳)

انما المؤ منون اخوة فاصلحوا بين اخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون O

ترجمہ: دو مؤمن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔ (سورہ الحجرات آیت ۱۰)

مذکورہ بالا آیتوں کے علاوہ اور بہت سی آیاتِ مبارکہ ہیں جن میں اختلافات کی شدید مذمت اور اتحاد کی تلقین کی گئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسی بیش بہا نعمتوں والا قرآن مجید عنایت کیا ہے انہوں نے اسے اپنی پشت پر ڈال دیا ہے اور تمام دنیا کے مسلمانوں کی اکثریت باہم دست وگریباں ہے۔ کاش کہ ہم سب قرآن مجید پڑھیں سمجھیں اور اس پر عمل کریں اور اس کی تعلیم کو دنیا بھر میں پھیلانے کی کوشش کریں۔

نیکی وبدی کے بدلے جزاوسزا کے فرمانِ الٰہی

پانچ منتخب آیات

(۱) للذين احسنوا الحسنیٰ وزيادة (یونس۱۰:۲۷)

ترجمہ: جنھوں نے نیک عمل کیے ان کے لئے آخرت میں نیک (اجر) ہے اور اس کے سوا زیادہ انعام الٰہی۔

(۲) والذين كسبوا السيّاتِ جزآء سيئةٍ بمثلها (یونس۱۰:۲۷)

ترجمہ: اور جنہوں نے برے کام کیے انہیں برائی کے بدلہ اس کے برابر برائی (سزا) ملے گی۔

(۳) ومن جاء باالسيئة فلايجزآ الامثلها وهم لايظلمون O (انعام۶:۱۶)

ترجمہ: اور جس نے برائی کی ہوگی اسے اس برائی کے برابر سزا دی جائے گی اور ان سے کچھ بھی ناانصافی نہیں ہوگی۔

(۴) ومن جآء بالحسنة فلهٗ عشر امثالها

ترجمہ: اور جس نے (دنیا میں) دنیا کی نیکی کی ہوگی اس کا دس گنا ثواب ملے گا۔

(۵) مثل الذين ينفقون اموالهم فی سبيل الله كمثل حبة انبتت سبع سنا بل فی كل سنبلةٍ مائة حبةٍ ط والله يضٰعف لمن يشآء ط والله واسع عليم O (بقرہ۲۶)

ترجمہ: رضائے الٰہی کے لیے مال خرچ کرنے کی (نیکی کی) مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ سے سات بالیں اور ہر ایک بال میں سو دانے غرض ایک دانے سے سات سو دانے پیدا ہو جائیں اور اگر اللہ چاہے تو اس سے بھی زیادہ کر دے وہ بڑا وسعت والا جاننے والا ہے۔

﴿صادق قادری مرید کو پانچ طریقے نصیب﴾

(از سلطان باہو)

صادق مرید قادری کو پانچ بالتوفیق طریقے نصیب ہوتے ہیں۔

اوّل: اویسی کہ اسے ظاہر مرشد کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی کو تلمیذ الرحمٰن یعنی اللہ تعالیٰ کا شاگرد کہتے ہیں۔ ایسا شخص نفس پر امیر، فنافی اللہ، فقیر، غالب اولیاء اللہ اور ہمیشہ توحید میں مستغرق رہتا ہے۔

دوسرے: تلمیذ النبی عارف باللہ قادری ہوتا ہے۔

تیسرے: سروری قادری ولی اللہ ہوتا ہے۔

چوتھے: قادری سروری۔ قطب الاقطاب، غوث بے حجاب باللہ، بے حجاب خلق اللہ راہنما صاحب ارشاد جادودانی کامل مکمل، اکمل، جامع نور الہدیٰ اور فنافی اللہ ہوتا ہے۔

پانچویں: صاحب ورد، صاحب تلاوت، قائم اللیل، صائم الدہر، صاحبِ ذکر اور ہمیشہ نفس پر غالب وقاہر ہوتا ہے۔

﴿ارادہ اور عمل کے صلہ کے پانچ ضابطے﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے۔

(۱) جب میرا کوئی بندہ کسی بُرے کام کا ارادہ کرے تو جب تک وہ اس پر عمل نہ کرے اس کی برائی نہ لکھو۔ (برائی کے محض ارادہ کو جس میں عمل نہ پایا جائے، گناہ نہیں لکھا جاتا)

(۲) اگر وہ اس پر عمل کرے تو اس کی برائی کے مثل ایک گناہ لکھو (یعنی ایک برائی کے بدلے ایک برائی)

(۳) اگر میری وجہ سے برائی کا ارادہ ترک کر دے تو اس کی ایک نیکی لکھو۔ ایک بندہ برائی کا ارادہ اللہ کے خوف سے ترک کر دے تو اس کی ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

(۴) اگر بندہ نیکی کرنا چاہے لیکن عملاً ایسا نہ کر سکے تو اس کی ایک نیکی لکھ لو (نیکی کے محض ارادہ پر ایک نیکی کے مثل ثواب لکھا جاتا ہے)

(۵) اگر وہ اس (نیکی) کو عملی جامہ پہنا لے تو اس کی دس (۱۰) سے لے کر سات سو (۷۰۰) گنا تک نیکیاں لکھ لو۔

منافق کی پانچ علامتیں

(ماخوذ از مکاشفۃ القلوب (اردو) حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ ایمان برہنہ ہے اور اس کا لباس تقویٰ ہے اور ارشاد فرمایا کہ ایمان کے کچھ اوپر ستر درجے ہیں اور کمترین درجہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ہے۔ یہی حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ کامل ایمان عمل سے مشروط و مربوط ہے اور ایمان کا نفاق سے برأت اور شرکِ خفی سے علیحدگی پر مربوط ہونا، حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان سے ثابت ہے۔ ارشاد ہوتا ہے چار چیزیں جس میں ہوں وہ نمازی اور روزہ دار ہونے کے باوجود خالص منافق ہے۔ اگرچہ وہ خود کو مومن ہی سمجھتا رہے۔

(۱) جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے۔

(۲) وعدہ خلافی کرے۔

(۳) اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

(۴) اور جب جھگڑا کرے تو بیہودہ پن پر اُتر آئے۔

(۵) بعض روایتوں میں ہے کہ جب معاہدہ کرے تو اسے توڑ ڈالے۔

دنیا کی زندگی کے خاتمے پر مسلمان پر پانچ مصیبتیں

پہلی:......موت

دوسری:......قبر

تیسری:......حشر کا میدان

چوتھی:......پل صراط

پانچویں:...... جنت کا دروازہ بند ہونا

اللہ تعالیٰ نے ان مصیبتوں کو رفع کرنے کے لیے پانچ نمازیں فرض فرمائیں۔

جس نے پنجگانہ نماز کی محافظت کی رب العالمین اسے پانچ باتیں عطا کرے گا۔

اوّل : موت کی سختی سے بچائے گا۔

دوم : عذابِ قبر سے محفوظ رکھے گا۔

سوم : حشر کے دن نہایت امن سے رہے گا اور نامۂ اعمال اپنے دائیں ہاتھ میں لے گا۔

چھارم : پُل صراط پر بجلی کی طرح گزر جائے گا۔

پنجم : جنت میں بلا حساب داخل ہوگا۔

مُناجات۔التوبہ

اے اللہ تو ہی میرا رب ہے۔تو قوی اور میں عاجز ہوں۔

اے اللہ تو ہی میرا مالک ہے۔اور میں تیرا مملوک ہوں۔

اے اللہ میں عاجز ہوں۔میں سب سے زیادہ عاجز ہوں۔

اے اللہ میں جاہلوں میں سب سے زیادہ عاجز ہوں۔

اے اللہ میں نہیں جانتا کہ کس طرح تیری رضا حاصل کروں۔

اے اللہ میں نہیں جانتا کہ کیا عرض کروں۔الٰہی میرے عجز و بیچارگی کو تو دیکھتا ہے۔

الٰہی میری حاجتوں سے تو واقف ہے۔اے اللہ میں بے چارہ و عاجز ہوں اور کوئی حیلہ، قوت اور وسیلہ نہیں رکھتا ہوں تیرے سوا جو کچھ بھی ہے اس سے میں بیزار ہوں۔

الٰہی! مجھ ضعیف و درماندہ ناتواں کو، مجھ کمزور اور در بدر ٹھکرائے ہوئے کو، مجھ سیاہ کار اور مدہوش کو، مجھ بدکردار کو، مجھ کو جو شیطان کا مطیع و فرماں بردار ہے، مجھ کو جو گنہگاروں کے مکتب کا استاد ہے۔مجھ کو جو مدہوش و سرگشتہ ہے۔مجھ عاجز کو جو در در کا ٹھکرایا ہوا ہے مجھ گنہگار بدافعال کو، مجھ خاکسار بداعمال کو، مجھ ثابت ناتمام کو، مجھ عہد شکن مطلب پرست کو، مجھ گندم نما جو فروش کو، مجھ سیاہ روسیاہ کار کو، مجھ منافق تباہ کار کو اپنے فضلِ عمیم ولُطفِ قدیم سے نفسِ امّارہ کی قید سے نجات دے اور توبتہ النصوح عطا فرما۔اس لئے میں تیرے دربارِ عدل کی قوت نہیں رکھتا۔اے اللہ! مجھے توفیق عطا

کر کہ میں تیری ہی عبادت کروں اس لئے کہ تیری توفیق کے بغیر تیری عبادت ممکن ہی نہیں ۔اے اللہ مجھے معرفت عطا کر کہ تجھے پہچانوں اس لئے کہ معرفت حاصل کئے بغیر نہیں پہچانا جا سکتا ۔اے اللہ میں نے اپنی تمام عمر اس چیز کے حصول میں ضائع کر دی جس میں تیری رضا نہ تھی اور اسے میں نہیں جانتا تھا ۔میں نے اس سے توبہ کی اور بیزار ہوا ۔اے دستگیر ہر شکستہ ۔اے دلیل ہر درماندہ ۔اے مشکلات میں فریاد سُننے والے ،اے بیماروں کے چارہ ساز ،اے گنہگاروں کی توبہ قبول کرنے والے ۔اے رحیم کہ تیرے رحم نے مجھے بے باک کر دیا ۔میری اس گستاخی اور بے باکی کو معاف کر دے اور معرفت کی خلعت میرے تمام اعضا کو پہنا دے ۔اے اللہ تمام رُوحانیوں اور فرشتوں کی تمجید و تحمید اور تسبیح و تہلیل کے صدقے میں ۔اے اللہ تمام عابدوں اور زاہدوں کی حرمت کے صدقے میں ،اے اللہ اپنی درگاہ کے خواص کے طفیل میں ،اے اللہ اپنی عزت و جلال کی حرمت کے واسطے سے ،اے اللہ اپنی عظمت و کمال کے صدقے میں ،اے اللہ اپنے پیارے حبیب محمد مصطفٰے ﷺ کے صدقے میں میری اور تمام مسلمانوں کی حاجتوں کو پورا فرما ۔اے اللہ جب تو اس حجرۂ تنگ و تاریک میں بے شمع مجھے مبتلا کرے تو اس وقت میرے ایمان و عقیدہ کو چراغِ لحد بنا دے ۔

نہیں ہے کوئی الٰہ مگر اللہ ۔نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ ۔نہیں ہے کوئی محبوب مگر اللہ ۔نہیں ہے کوئی مطلوب مگر اللہ ۔نہیں ہے کوئی مقصود مگر اللہ ۔نہیں ہے کوئی موجود مگر اللہ ۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ،محمد مصطفٰے ﷺ اللہ کے رسول ہیں ۔میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں ۔

اللھم صل علیٰ سید نا علی النبی الامی و علی الہ و بارک و سلم ٥

عاصی و خاطی احقر ضعیف العباد

الحاج ڈاکٹر خلیل احمد قادری

١٠ ربیع الثانی ١٤٢٣ھ بروز ہفتہ دن دسواں رات گیارھویں

22 جون 2002ء

مکتبہ امام غزالی

کی مطبوعات

۱	چالیس احادیث کا مدنی گلدستہ	۱۸	عورتوں کے مسائل (مجلد)
۲	اللہ سے دوستی (مجلد)	۱۹	گلدستۂ خواتین (مجلد)
۳	پیر کامل کی تلاش	۲۰	کامیاب ماں
۴	میٹھا زہر	۲۱	فضائل اعمال النساء (مجلد)
۵	حیاتِ کاظمی	۲۲	نگاہِ مصطفیٰ میں پاک و ہند
۶	کارو کاری کی تباہ کاریاں	۲۳	نماز اور جدید سائنس
۷	غریبوں کا حج	۲۴	صحت ہزار نعمت
۸	تفسیر سورۂ اخلاص	۲۵	اعلیٰحضرت کا قلمی جہاد
۹	خطبہ عربی میں ضروری ہے	۲۶	صف سیدھی کرنے کے فضائل
۱۰	خطبہ کے درمیان دعا مانگنا	۲۷	تعصب کی آگ
۱۱	اسلامی داڑھی	۲۸	پنجہ نورانی
۱۲	ختنہ کی تحقیق اور احکام	۲۹	استخارہ
۱۳	عورتوں کی نماز مع سائنسی تحقیقات	۳۰	منقبت اعلیٰحضرت (منقبت کا مجموعہ)
۱۴	مفید النساء	۳۱	منقبت صحابہ و اولیاء (منقبت کا مجموعہ)
۱۵	حجاب النساء	۳۲	حق مُرشد (منقبت کا مجموعہ)
۱۶	کامیاب طالب علم	۳۳	جانِ رحمت (صلوۃ وسلام کا مجموعہ)
۱۷	عورتوں کی وصیت اور تجہیز و تکفین کا طریقہ	۳۴	میاں بیوی کے حقوق